



چوتھی

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اہلس

منفقہ پینتہ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
۱	قادت قرآن پاک وترجمہ	۱
۲	سوالات ادران کے جوابات	۲
۱۸	رخصت کی درخواستیں۔	۳
۱۹	سالانہ بجٹ بابت سال ۹۰-۱۹۸۹ء پر عام بحث۔	۴
	سرور محمد خان باروزئی - (۲) مسٹر نور محمد صراف۔	(۱۱)
	مولوی محمد عطاء اللہ - (۳) مسٹر بشیر مسیح۔	(۱۲)
	مسٹر محمد صادق عمرانی - (۶) مسٹر عبدالرحمان آغا ذریعہ آبپاشی و برقیات۔	(۱۳)
	مسٹر دوست محمد محمد خستی - (۸) مسٹر حسین اشرف۔	(۱۴)
	مسٹر محمد ہاشم شاہ پوئی - (۱۰) میر جان محمد جمالی۔	(۱۵)
	محمد ایوب بلوچ - (۱۲) نواب محمد اسلم دیستانی۔	(۱۶)
	مسٹر سعید احمد ہاشمی ذریعہ قانون دیوانی (۱۴) جام محمد یوسف ذریعہ صنعت و حرفت۔	(۱۷)
	میر صاحب علی بلوچ۔	(۱۸)

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا نواں سبجٹ اجلاس

موضوع ۲۲ جون ۱۹۸۹ء، مطابقتی، اذیت شدہ ۱۹۸۹ء بروز پینچشنبہ
زیر صدارت اسپیکر جناب محمد اکرم بلوچ، صبح ۱۰ بجے صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ
میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولوی عبدالمتین آنوندزادہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۵ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۶

کیا آپ نے نہیں دیکھا وہ شخص جسے اللہ نے بادشاہت دی
اور وہ اسکے گھمٹوں پر ابرہیم سے اس کے رب کے بارے میں
جھگڑا کرنے لگا جب اس مناظرے میں جناب ابراہیم نے
کہا میرا رب، تو وہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت بھی دیتا
ہے تو اس پر وہ کہنے لگا، زندگی اور موت تو میں بھی
دیتا ہوں۔ تو جناب ابراہیم نے کہا میرا رب تو سورج کو شرق
سے طلوع کرتا ہے تو ذرا سے مغرب سے آئے ہیں کہ
وہ کافر بہت ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ذکر میرا براہ کرنے
والے ظالموں کو ہدایت کی راہ نہیں دکھاتا۔

۲۵۸۔ الَّذِیْ تَرٰ اِلٰی الَّذِیْ سَآجِدُ اِبْرٰهٖمَ فِی
رَبِّیۡۤ اَنَّ اٰمَنَهُ اللّٰهُ الْمَلِکُ ؕ
اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیْ الَّذِیْ نَحْنِیْ وَیُحٰیثُ
قَالَ اَنَا الْحٰجِیُّ وَاُمِّیۡتُ
فَاٰیۡ اِبْرٰهٖمَ ؕ قَالَ اللّٰهُ
یَاقِیۡ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
فَاٰتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ
فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ؕ
وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیۡنَ ؕ

جناب اسپیکر: تلامذت قرآن پاک کے جواب وقفہ سوالات ہے۔
پہلا سوال مسٹر حسین اشرف صاحب کا ہے۔

سوالات اور جوابات

ب۔ ۲۱۔ مسٹر حسین اشرف۔

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ
مئی ۱۹۸۵ء تا دسمبر ۱۹۸۸ء کے دوران ضلع گوادری میں واٹر سپلائی اسکیم
پر کس قدر رقم خرچ ہوئی ہے۔ خرچ شدہ رقم کی تفصیل دی جائے۔

مولوی عبدالسلام وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔

مئی ۱۹۸۵ء تا دسمبر ۱۹۸۵ء گوادری کے آب نوشی منصوبوں پر مندرجہ
ذیل غیر ترقیاتی و ترقیاتی اخراجات آئے۔
ضلع گوادری میں سال ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران آب نوشی سکیموں پر
ترقیاتی اخراجات مندرجہ ذیل ہیں۔

ترقیاتی اخراجات برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ء ضلع گوادری میں

مختص سال	آب نوشی منصوبہ	سالانہ الاٹمنٹ	ترقیاتی	سالانہ خرچہ
۸۵-۸۶	آب نوشی منصوبہ کولانچ	۲۰۰۰۰/-	۶	۱۹۹۹۰۰

نمبر شمار	سال	آب نوشی منصوبہ	سالانہ الاٹمنٹ	ترقیاتی	سالانہ خرچ
۱۲	۱۹۹۹	آب نوشی منصوبہ طوسق	۲۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۹۹	۲۵۱
۱۳	۱۹۹۹	آب نوشی منصوبہ پالیر	۲۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۹۹	۹۶۲
۱۴	۱۹۹۹	آب نوشی منصوبہ سر بندر	۳۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۹۹	۳
۱۵	۱۹۹۹	کلنڈر ٹیم کولائیج	۱۹,۹۹,۰۰۰/-	۱۹۹۹	۸۹۴
۱۶	۱۹۹۹	آب نوشی سنپاک برائے تفتیش	۱۹,۹۹,۰۰۰/-	۱۹۹۹	۸۹۴
۱۷	۱۹۹۹	آب نوشی / آب پاشی منصوبہ کمرہ	۲۵,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۹۹	۳
۱۸	۱۹۹۹	کدر ٹیم تعمیر برائے حاجا کورڈیم	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۹۹	۱۰

۸۶-۸۷ ترقیاتی اخراجات برائے سال ۱۹۸۶-۸۷ ضلع گوادریں

۱۸	۱۹۸۶-۸۷	آب نوشی منصوبہ کولائیج	۲۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۲۰
۱۹	۱۹۸۶-۸۷	آب نوشی منصوبہ پلاری	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۱۰
۲۰	۱۹۸۶-۸۷	آب نوشی سر بندر	۲۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۲۰
۲۱	۱۹۸۶-۸۷	آب نوشی منصوبہ پیشوکان	۲۶,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۲۵
۲۲	۱۹۸۶-۸۷	آب نوشی منصوبہ چبکائی	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۱۰
۲۳	۱۹۸۶-۸۷	آب نوشی منصوبہ حد	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۱۰
۲۴	۱۹۸۶-۸۷	ای اینڈ آئی آب نوشی منصوبہ	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۱۰
۲۵	۱۹۸۶-۸۷	بندی اور مارہ	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۱۰
۲۶	۱۹۸۶-۸۷	تعمیر برائے آساجی ٹیم	۳۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۹۸۶-۸۷	۳۰

بمبھار شمار	سال	آب نوشی منصوبہ	سالانہ الاکنٹ ط	ترقیاتی سالانہ خرچہ
۱۶	۱۳	تعمیر برائے کنروڈیم	۱۳۰۰۰۰۰/-	۱۳۰۰۰۰۰۰/-
۱۷	۱۰	تعمیر پمپنگ میکانیزم کوآرڈینیشن	۱۰۰۰۰۰۰/-	۵۰۰۰۰۰۰/-
۱۸	۱۷	تعمیر آب نوشی سکیم گوادریا کرڈینیشن	۱۷۰۰۰۰۰/-	۱۷۰۰۰۰۰۰/-
۱۹	۲۵	تعمیر برائے ساجی ڈیم	۲۵۰۰۰۰۰/-	۲۵۰۰۰۰۰۰/-

ترقیاتی اخراجات برائے سال ۸۸ - ۱۹۸۷ء

۲۰	۸۷-۸۸	تعمیر ڈیم کاترو	۷۰۰۰۰۰/-	۶۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۱	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی کالائچ	۴۰۰۰۰۰۰/-	۴۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۲	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی لپل پلاری	۲۰۰۰۰۰۰/-	۲۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۳	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی لپٹکان	۱۰۰۰۰۰۰۰/-	۱۰۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۴	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی حد	۸۰۰۰۰۰۰/-	۸۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۵	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی سنستار	۳۰۰۰۰۰۰/-	۳۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۶	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی موچر	۶۰۰۰۰۰۰/-	۵۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۷	۸۷-۸۸	توسیع منصوبہ اور مارہ	۲۰۰۰۰۰۰۰/-	۱۹۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۸	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی گوادریا ساجی ڈیم	۱۸۰۰۰۰۰۰/-	۱۷۰۰۰۰۰۰۰/-
۲۹	۸۷-۸۸	منصوبہ آب نوشی کاترو	۱۳۰۰۰۰۰۰/-	۱۱۰۰۰۰۰۰۰/-
۳۰	۸۷-۸۸	تعمیر ساجی کورڈیم	۲۴۰۰۰۰۰۰/-	۲۳۰۰۰۰۰۰۰/-
۳۱	۸۷-۸۸	کھدائی تین ٹیریل سنستار	۲۱۰۰۰۰۰۰/-	۲۱۰۰۰۰۰۰۰/-
۳۲	۸۷-۸۸	کھدائی ایک ٹیریل کالائچ	۲۰۰۰۰۰۰۰/-	۲۰۰۰۰۰۰۰۰/-

نمبر شمار سال آہوشی منصوبہ سالانہ الاٹمنٹ غیر ترقیاتی سالانہ خرچہ

ترقیاتی اخراجات برائے سال ۱۹۸۸-۸۹ء

۱۳۳۵۷۷۷/-	۱۱۰۰۰۰۰/-	کلاٹر منصوبہ آہوشی	۳۳
۳۳۳۶۱۵۸/-	۱۰۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آہوشی اوراٹھ	۳۴
۵۷۰۹۹/-	۵۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آہوشی ماجھ	۳۵
۶۵۰۰۰۰/-	۸۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آہوشی ساہی گاؤں	۳۶
۶۵۲۴/-	۵۰۰۰۰۰/-	تعمیر اکبرہ کورڈیم	۳۷
۵۰۰۰۰۰/-	۱۰۰۰۰۰۰/-	لٹسٹ برائے ٹیوب ویل پینٹ	۳۸
۴۵۰۰۰۰/-	۱۰۰۰۰۰۰/-	توسیع پینٹی منصوبہ آہوشی	۳۹

غیر ترقیاتی برائے سال ۸۶-۸۵ ضلع گوادر آہوشی منصوبہ مندرجہ ذیل

۲۲۰۴۰۹۲/-	۲۲۰۴۰۹۲/-	تعمیر کچی دیوار وارڈ پورٹو	۸۶-۸۵	۱
۱۵۴۰۰۰۰/-	۱۵۴۰۰۰۰/-	ای ایڈ آئی ریٹ ہاؤس اور مارہ		۲
۹۰۰۰۰/-	۹۰۰۰۰/-	تعمیر مکان کلاک چارم گوادر		۳
۵۰۰۰۰۰/-	۵۰۰۰۰۰/-	تعمیر ٹینکی پانی نیگور شریف		۴
۴۰۰۰۰/-	۴۰۰۰۰۰/-	تعمیر چوراہا ساہی و سانار		۵
۳۰۰۰۰۰/-	۳۰۰۰۰۰/-	رنگ دروغنی ریٹ ہاؤس پینٹی		۶
۵۰۰۰۰/-	۵۰۰۰۰/-	تعمیر مسجد گوادر		۷
۹۰۰۰۰/-	۹۰۰۰۰/-	تعمیر ایکڑہ مکان اکبرہ کور		۸

نمبر شمار سال	آبوشی منصوبہ	سالانہ الاٹمنٹ	غیر ترقیاتی سالانہ خرچہ
۹	مرمت چھ جنریٹر آبوشی منصوبہ اور بارہ	۲۵۰۵۰۰۰/-	۲۵۰۵۰۰۰/-
۱۰	بچاؤ سیلاب اکمرہ ٹیم	۵۰۰۰۰/-	۵۰۰۰۰/-
۱۱	آبوشی منصوبہ جمع کونالوری	۱۵۸۰۰۰/-	۱۵۸۰۰۰/-
۱۲	بچاؤ سیلاب مرمت اکمرہ ٹیم	۲۵۰۰۰۰/-	۲۵۰۰۰۰/-
۱۳	ہکاسی منصوبہ ڈھور بند	۲۵۰۰۰/-	۲۵۰۰۰/-

سالانہ ۸۶-۸۷ ضلع گوادریں غیر ترقیاتی اخراجات مندرجہ ذیل ہیں

۱۴	۸۶-۸۷	مرمتی آبوشی سکیم کول گوادریں ڈویشن	۲۲۵۴۰۰۹۲/-	۲۲۵۴۰۰۹۲/-
۱۵		مرمتی طوسوق آبوشی منصوبہ	۲۲۴۰۰۰۰/-	۲۲۴۰۰۰۰/-
۱۶		مرمتی سنسار آبوشی اسکیم	۱۲۴۰۰۰۰/-	۱۲۴۰۰۰۰/-
۱۷		مرمتی جنریٹر اکمرہ کور	۴۶۰۰۰/-	۴۶۰۰۰/-
۱۸		اضافی مرمت سنسار پائپ لائن	۱۰۰۰۰۰۰/-	۱۰۰۰۰۰۰/-
۱۹		ادائیگی پٹرول مکھنڈ علی	۲۱۲۳۶۴/-	۲۱۲۳۶۴/-
۲۰		منصوبہ آبوشی پلاری	۱۵۰۰۰/-	۱۵۰۰۰/-
۲۱		ادائیگی منصوبہ آبوشی گوادریں و ماٹروہ	۱۵۰۵۳۶۱/-	۱۵۰۵۳۶۱/-
۲۲		تالاب و دیوار پلور و ویل سنسار	۴۰۰۰۰۰۰/-	۴۰۰۰۰۰۰/-
۲۳		دو عدد ٹرکس آبوشی سکیم گوادریں	۴۰۰۰۰۰۰/-	۴۰۰۰۰۰۰/-
۲۴		مزید تعمیر دیوار بنگلہ ایکس ای این	۴۰۰۰۰/-	۴۰۰۰۰/-
۲۵		تعمیر مسجد ایمریکیشن کالونی گوادریں	۵۰۰۰۰/-	۵۰۰۰۰/-

نمبر شمار	سال	آب نوشی منصوبہ	سالانہ الاٹمنٹ	غیر ترقیاتی	سالانہ خرچہ
۲۲	۸۶-۸۷	ادائیگی ایگریکلچرل محکمہ برائے پلانٹ	۳۰۰۰۰/-	۳۰۰۰۰/-	۳۰۰۰۰/-
۲۳	۸۶-۸۷	تیاری نمونہ ساجی ڈیم برائے بھنڈیسی	۲۰۰۰۰/-	۲۰۰۰۰/-	۲۰۰۰۰/-
۲۸		ادائیگی وردیاں وغیرہ	۳۰۰۰۰/-	۳۰۰۰۰/-	۳۰۰۰۰/-
۲۹		مرمتی ۵ D دی بنگلہ اور ماٹہ	۲۵۰۰۰/-	۲۵۰۰۰/-	۲۵۰۰۰/-
۳۰		سالانہ مرمتی بنگلہ ۵-D	۲۵۰۰۰/-	۲۵۰۰۰/-	۲۵۰۰۰/-
۳۱		مرمتی گاڑی ۵-D اور ماٹہ	۲۵۰۰۰/-	۲۵۰۰۰/-	۲۵۰۰۰/-

سالانہ غیر ترقیاتی اخراجات ۸۸-۸۷

۳۲		فولڈنگراف منصوبہ آب نوشی	۱۵۰۰۰/-	۱۵۰۰۰/-	۱۵۰۰۰/-
۳۳		مرمتی فوری کام (برائے واٹر ٹینکس)	۶۰۶۰۰۰/-	۶۰۶۰۰۰/-	۶۰۶۰۰۰/-
۳۴		مرمتی ڈوزر	۱۰۰۰۰۰/-	۱۰۰۰۰۰/-	۹۸۰۰۰۰/-
۳۵		بقیہ رقم سے مرمتی	۳۰۰۰۰۰/-	۳۰۰۰۰۰/-	۲۰۹۹۳۸۱/-
۳۶		مرمتی منصوبہ آب نوشی گور	۲۸۳۶۲۴۶/-	۲۸۳۶۲۴۶/-	۲۸۳۵۲۶۰/-
۳۷		تعمیر پاری پک اپ	۵۲۵۰۰۰/-	۵۲۵۰۰۰/-	۵۲۵۰۰۰/-
۳۸		پاؤں لائن ٹونگی پول	۲۰۰۰۰۰۰/-	۲۰۰۰۰۰۰/-	۱,۹۹,۹۹۹/-
۳۹	۸۸-۸۹	تبدیلی برائے جرنیلر	۸۰۰۰۰۰/-	۸۰۰۰۰۰/-	۷۹۴,۲۴۳/-
۴۰	۸۸-۸۹	تعمیر مرمت کنواں سے	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۱۰,۰۰,۰۰۰/-	۹,۹۹,۹۸۴/-

صدی ٹیسر

بھوشن سال آئندہ منصوبہ سالانہ اسٹڈیوں ترقیاتی سالانہ خرچہ

سالانہ غیر ترقیاتی اخراجات ۸۸-۸۹

۱۳۵۰۰۰۰/-	»	۱۳۵۰۰۰/-	مرتبہ منصوبہ آئندہ سکیم
			گوار
۶۹۰۰۰/-	»	۶۹۰۰۰/-	فیس معلومات پرنٹ گوار

مسٹر حسین اشرف -

(ضمنی سوال) کیا وزیر موصوف و مناحت فرمائیں گے کہ آئندہ سکیم کلا پنچ کے نام سے ۸۸-۸۹-۱۹۸۷ و سال میں ۶۶ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس سے کتنے افراد مستفید ہو چکے ہیں۔؟ کلا پنچ کی آبادی تقریباً پچاس ہزار ہے جو کہ اس کے ساتھ کئی چھوٹی آبادیاں بھی ہیں۔ لیکن وہاں آج تک پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے لوگ پینے کا پانی گوار سے لاتے ہیں۔ جو کہ سات میل دور ہے

جناب اسپیکر -

حسین اشرف صاحب یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے سوال اس طرح پوچھیں جو مولانا صاحب کو بھی سمجھ آ جائے۔

مسٹر حسین اشرف -

جناب اسپیکر! انہوں نے جو تفصیل دی ہے کہ روڑوں تک پہنچی ہے انہوں نے تو اس کو جمع نہیں کیا، مگر اس سے فائدہ کتنے افراد کو ہوا ہے۔؟

ب۔ ۳۲، مولانا فیض اللہ اخوندزادہ، (محکمہ خزانہ نے دریافت کیا)

کیا وزیرِ بلدیات ازراہِ کمہم مطلع فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات سے ٹھیکیداروں سے فی صد (Percentage) کمیشن لیا جاتا ہے، جو ایک غیر شرعی، غیر آئینی اور غیر قانونی فعل ہے -

(ب) اگر مزید (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس غیر قانونی فعل کو فوری طور پر بند کرنے کے لئے مناسب اقدام کرے گی؟
جواب موصول نہیں ہوا۔

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر -

اب رخصت کی درخواستیں - سیکرٹری پڑھیں گے۔

مسٹر اختر حسین خاں -

سیکرٹری اسمبلی - مولوی فیض اللہ اخوندزادہ نے نجی مصروفیت کی بناء پر ۲۲ جون سے ۲۵ تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سروس رولز کی مطابقت ترقی اور براہ راست بھرتی کا کوڈ ۵۰-۵۰ فیصد ہے اور اسی کے مطابق وہی کارکنان اور سپروائزران کو ترقی دی جاتی ہے۔ مگر ان حکومت کے دور میں ۲۴ ڈویلمنٹ انفران کی براہ راست بھرتی عمل میں لائی گئی تھی جبکہ اتنے ہی سپروائزران کو ترقی دی جانی چاہیے تھی لیکن ایسا اب تک نہیں کیا گیا مگر اس پر عمل درآمد کیا جائے تو ۲۴ سپروائزران بچشیت ڈویلمنٹ آفیسر ترقی پائیں گے جبکہ کسٹ کے حساب سے تقریباً ۱۲ بارہ دیہی کارکن بچشیت سپروائزران ترقی پائیں گے اس سلسلہ میں ان کے سروس رولز میں ترمیم کے لئے کیس حکومت کے ذمہ غور ہے۔

سرواچار چاکر خان ڈومکی

(ضمنی سوال) جناب والا! کیا وزیر موصوف نئی پوسٹیں منظور کروا کر ملازمین کی دلجوئی کریں گے۔

وزیر بلدیات

جناب والا! ترقی کا دار مدار آسامیوں کے خالی ہونے پر ہے اور اب تک محکمہ میں خالی آسامی نہیں ہے۔ ہم نے اس بارے میں چیف سیکرٹری اور فنڈز مال سے خط و کتابت کی ہے، امید ہے کہ جلد فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر (اکلا سوال)

سردار چاکر خان ڈومکی -

(ضمنی سوال) جناب والا کیا ان کا گمہ بڑ بڑھانے کی کوئی دیکھ بھول ہے؟

وزیر بلدیات -

انکا ایک اسکیل اور ایک گمہ بڑ ہوتا ہے ان اسکیلوں میں کوئی نار واسلوک
روانہ نہیں رکھا ہے۔

۲۸ سردار چاکر خان ڈومکی

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات کے سپروائزر / دیپٹی کارکن تقریباً
تیس تیس سال ملازمت کرنے کے باوجود، حال ترقیوں سے محروم ہیں۔
جبکہ دیگر محکمہ جات کے ملازمین اس عرصے میں کافی ترقیاں پا چکے ہیں۔
(ب) اگر جنرل (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کو اتنی طویل
عرصہ میں ترقیاں نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر بلدیات -

یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات کے دیپٹی کارکن حضرات کی کافی تعداد تیس
سال سے سروس کرنے کے باوجود ترقیوں سے محروم ہیں۔ جب کہ سپروائزر
جن کی سروس بطور سپروائزر پچھلے چھ ماہوں سے ہے کوئی ترقی نہیں
مل سکی، کیونکہ ترقیوں کا دار مدار آسامیاں خالی ہونے پر منحصر ہے

ذیل ہیں۔ جو حکومت منتخبوں کے سلسلے میں تنخواہ کا سیکل (REVI) کرتے رہے تھے۔ تاہم وہ ۵۵-۱۹۵۴ء سے ایک ہی گمہ پٹ میں کام کر رہے ہیں۔

سال	دیہی کارکن کا سیکل	سپروائٹرز کا سیکل
I 1955	RS 1100-5-125-6-155/4/185	RS 1150-15-20
1962-1-12	RS: 105-5-150	RS: 220-15-225/15-200
1962-2-1	RS: 125-5-125/4-215	
1962-2-5	RS: 150-2-222/8-225	
1962-2-6	RS: 115-4-125-2-195/8-225	
1962-2-7	RS: 150-4-180/4-210/8-250	RS: 225-15-200/14-280/20-280
1966-2-5	RS: 290-10-250/12-240	RS 2-290-20-590/22-200
1966-2-6	RS = 52-18-880	RS 1420-29-1200
1984-2-6	RS 200-25-1200	RS: 830-38-1590

مندرجہ بالا پے سیکل وقتاً فوقتاً نظر ثانی حکومت کے احکامات کے مطابق کی جاتی رہی ہے، جو کہ مندرجہ بالا تفصیل سے عیاں ہے لہذا موجودہ وقت دیہی کارکن کا سیکل ۵۵ ہے اور سپروائٹرز کا سیکل نمبر ۹ ہے، اس کے علاوہ کئی دیہی کارکن MOVE OVER کے ذریعے سیکل ملے ہیں چلے گئے ہیں۔ اور اسی کے مطابق تنخواہ لے رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ -

(ا) یہ درست ہے -

محکمہ پبلک ہیلتھ نے یا ڈی آٹھ آ بنڈ شی سیمین گزشتہ سال اپنی تحویل میں لی ہیں ان میں سے اکثر مسائل سے دوچار ہیں۔ اسلئے مزید سکیور کو تحویل میں لینے سے پہلے محکمہ پبلک ہیلتھ ان کی موجودہ حالت اور ان کو صحیح طور پر چلانے کے لئے ایک سروے کر رہا ہے اور اگر حکومت سے مطلوبہ رقم ملنے کا فیصلہ ہوا تو باقی سکیور تحویل میں لے لی جائیں گی۔

۲۷۔ سردار چاکر خان ڈومکی -

کیا وزیر بلدیات اندر اہ نوم مطلع فرمایا جائے گا کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات کے سپروائزر/دیہی کارکن کو سال ۱۹۶۰ سے اب تک ایک ہی سکیل دیا جا رہا ہے۔ جبکہ دیگر محکمہ جات کے اسیل وقتاً فوقتاً بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اسکی کیا وجوہات ہیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

مولوی نور محمد وزیر بلدیات -

محکمہ بلدیات میں دیہی کارکن اور سپروائزر ان سال ۱۹۵۴-۵۵ء میں بھرتی کئے گئے تھے۔ کیونکہ اس سال محکمہ ویلج اینڈ معروض وجود میں آیا تھا۔ اس وقت سے اب تک دیہی کارکنوں اور سپروائزر کو دیئے گئے سکیور کی تفصیل درج

ہاں اس کا ازالہ ممکن ہے ، اور سول انتظامیہ کے ذریعہ سے جلدی کارروائی کی جا رہی ہے۔

سردار محمد خان باروزنی۔

جناب والا! میں اس سلسلے میں کوئی ضمنی سوال تو نہیں کہوں گا میں شکریہ گزار ہوں۔ کہ وزیر موصوف نے میرے سوال کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور تلی دلائی ہے کہ جلدی کارروائی کی جا رہی ہے اُسید ہے وہ انشاء اللہ کارروائی کریں گے۔

جناب اسپیکر۔

اگلا سوال میر جان محمد خان جمالی صاحب کا ہے۔

۹۰۔ میر جان محمد خان جمالی۔

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کریم مطلع فرمائی گئے کہ۔
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ بذریعہ بایاڈ (BIAD) تکمیل شدہ آب نوشی کی اسکیمات کو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اپنی تحویل میں لینے کی تجویز پر غور کر رہا ہے؟
 (ب) اگر جہ (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تجویز پر کب تک عملدرآمد کیا جائے گا۔ تاکہ لوگوں کو پینے کے صاف پانی کی سہولت میسر آسکے۔

۸۳۔ سردار محمد خان بارو زنی۔

کیا ذریعہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کہم مطلع فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ داہیہ ٹرک کے اہلیان کو والوسٹم کے تحت پیسے کا پانی
مقررہ اوقات میں مذکورہ کی ایک ٹینکی سے فراہم کیا جاتا ہے ؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹینکی سے ایک شخص نے کافی عرصہ سے
براہ راست کنکشن لے رکھا ہے جو فراہم آج اب نوشی کے قواعد
کی مخالفت درزی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ غیر قانونی کنکشن کے خلاف اہلیان داہیہ ٹرک
کے فرداً اور اجتماعی احتجاج کے نتیجے میں یہ کنکشن درست کیا گیا لیکن موموں نے اپنے
اس غیر قانونی کنکشن کو بزور خود دوبارہ بحال کر دیا ہے۔ جس کی تقدیر ایجنٹ کیو
انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن سبی کی چٹھی نمبر ۸۹-۱۶-۱۳ سورنہ ۲۴ جنوری
۱۹۸۹ء بجا نڈ پٹی کٹنر سبھا سے ہو سکتی ہے

(د) اگرہ جز (الف تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پورے داہیہ پر فرد واحد
کے مذکورہ بالا زیادتی کا ازالہ ممکن ہے۔ اگر ہاں تو کب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔

(ا) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ -

الف) یہ درست نہیں ہے۔
 ب) مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

بیگم رضیہ ریٹ -

(معنی سوال) جناب والا! کیا درست نہیں ہے دائرہ سپلائی اسکیم درست نہیں ہے یا اسکیم درست نہیں ہے۔؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ -

جو آپ نے پوچھا ہے ہم نے جب اس پر پچاس ہزار مزید بجلی نہیں کئے ہیں۔
 تو اس کا جواب بھی نہیں ہے۔

بیگم رضیہ ریٹ -

کیا دائرہ سپلائی اسکیم منظور شدہ ہے یا یہ اگر اسکیم منظور شدہ ہے تو اسپر آج تک پیش رفت کیوں نہیں ہوئی ہے۔؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ -

آپ اس کے لئے الگ سوال کریں بعد میں آپ کو اسکا تفصیلی جواب مل جائے گا۔

جناب اسپیکر -

مسٹر حسین اشرف -

جناب والا! سال ۸۶ - ۱۹۸۷ء میں ۶۶ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔
اس میں کوئی ترقی بل تعریف کام ہوا نہیں ہے اس طرح صرف پیسے ضائع ہوئے ہیں۔
کیوں؟ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

جناب اسپیکر! سال کے حساب سے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کا تفصیل
دی گئی ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ جراب تفصیل سے دیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر - اگلا سوال -

✽ ۶۵. بیگم رضیہ رب -

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اندر اہل کم مہم مطلع فرمائیں گے کہ -
(الف) کیا یہ درست ہے کہ الواڑہ واٹر سپلائی اسکیم بنجادی کی تکمیل کے لئے مبلغ
۵۰ ہزار روپے کی منظوری دے دی گئی ہے۔
(ب) اگر جے (الف) کا جواب مثبت ہے تو مذکورہ اسکیم پہاڑ تک کام شروع
نہ کرنے کی وجوہات کیا ہے۔

جناب عنایت اللہ خان باری -

یہ سوال تو نہیں کر رہے ہیں۔ تقریر کر رہے ہیں۔ تقریر کا ٹائم اور ہے۔

مسٹر حسین اشرف -

مولوی صاحب کو سمجھانے کے لئے مکتھوی تقریر کی ہے تاکہ سمجھ میں آجائے اور تقریر تو میں نے اتنی لمبی چوڑی تیار کر لی ہے کہ آپ سن کر نموش ہو جائیں گے۔

جناب اسپیکر -

آپ مختصر سوال پوچھیں جو ان کی سمجھ میں بھجوا جائے۔ اور وہ آپ کو جواب دے دیں۔

مسٹر حسین اشرف - میں اس سوال کی مزید وضاحت پوچھنا چاہتا ہوں۔

وزیر پبلک سروسز انجینئرنگ

جناب والا! میں اس کے لئے تفصیل یہ بتاتا چاہتا ہوں کہ منصوبہ آبنوشی کلاہنج پر ترقیاتی اخراجات میں سال ۸۶-۱۹۸۵ء میں دو لاکھ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے ایک لاکھ ننانوے ہزار نو سو روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اور اس کے لئے غیر ترقیاتی اخراجات بھی ہیں۔

سیکرٹری اسمبلی - ثناء اللہ زہری صاحب نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سالانہ بجٹ پر عام بحث

جناب اسپیکر - اب ۱۹۸۹-۹۰ کے سالانہ بجٹ پر عام بحث ہوگی جناب سردار محمد خان باروزنی صاحب۔

سردار محمد خان باروزنی

جناب اسپیکر صاحب آج جیسے کہتے ہیں۔ کہ پھر باروزنی ہے خزاں کے بعد، آج پھر ہم اس بجٹ پر اس ایوان میں تبصروں اور تنقید کے لئے موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اختصار کے ساتھ علامتی تنقید کہہ دوں گا کیونکہ نقائص میں جانے کے لئے ٹیکنیکل نالیج ہونا چاہیے۔ اگر ٹیکنیکل نالیج ہو تو یہ سکارنیٹ اس کے ساتھ کم ہونگی کہ تنقید و تبصروں کو دیکھتے ہوئے بجٹ پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے، جناب والا! بجٹ ایک قوی امانت ہے۔ اور یہ معلوم اور معروف بات ہے کہ قوی امانت سے کیا سلوک ہونا چاہیے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ پیش

کرنے والے وزیر خزانہ صاحب نے یقیناً اپنے علم و فضل کی بنا پر اس بجٹ کے خرچ
 کو ملحوظ رکھا ہو گا۔ جناب والا! بجٹ کے سلسلہ میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے
 جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ میں علامتی تنقید پر اکتفا کرونگا۔ اور تجاؤ نیردو ننگا
 ممکن ہے کہ ایسی کوئی سیاسی صورتحال پیدا ہو جائے جو بجٹ ۱۹۸۹-۹۰ میں
 غیر ترقیاتی اخراجات دوارب نوے کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے
 جبکہ پچھلے سال یا جو سال جارہی ہے۔ یعنی اس سال کے آخر تک اس
 میں بھی غیر ترقیاتی بجٹ میں دوارب چالیس کروڑ روپے رکھے گئے تھے
 اس مرتبہ اضافی رقم پچاس کروڑ ہے۔ بجٹ کے بنانے میں ایک روایت
 قائم ہو گئی ہے کہ چاہے اس میں کچھ کمزوریاں بھی ہوں لیکن ہر بجٹ ہر
 جگہ خسارے کا بجٹ ہوتا ہے، غیر ترقیاتی بجٹ میں کچھ نہ کچھ
 اضافہ کر دیا جاتا ہے بہر حال کسی نے نوے آگے بڑھ کر اس روایت کہ
 توڑنا تو ہے، کتنا اچھا ہوتا کہ آج ہمارے مولانا عصمت اللہ صاحب
 جو ایک عالم اور فاضل آدمی ہیں۔ جن کے پاس محکمہ فنانس کا امتیازی محکمہ ہے
 وہ اس روایت کہ توڑتے جو اضافی رقم غیر ترقیاتی بجٹ کے لئے ہے۔ یہیں اپنا
 کھٹ کپڑے کے مطابق کاٹنا ہو گا۔ اگر یہ روایت آج قائم ہو جاتی تو بہتر
 تھا سال ۱۹۸۹-۹۰ کے لئے غیر ترقیاتی اخراجات دوارب نوے کروڑ
 روپے ہو گئے ہیں۔ میں اس کی وضاحت میں عرض کر چکا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کیلئے پچھلے
 سال ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے تھے جبکہ نئے سال میں ایک کروڑ چھالیس لاکھ
 روپے طلب کئے گئے ہیں۔ اس میں بھی چھبیس لاکھ روپے کا اضافہ ہے، جناب
 والا! میں نہیں سمجھا کہ آیا اس بات کو بار بار دہرانے سے مشکل حل ہو

جلئے گی۔ ہاں مشکل حل کرنے کے لئے عزم اور حوصلہ ہونا چاہئے۔ ارادہ ہونا چاہئے۔ پھر میں یہ نہیں کہتا وزیر کیلئے اخراجات نہیں کہنا چاہئے۔ یہ انکی پہلی پالیسی اور مراعات ہی کیا یہ اقدام قابل تعریف نہ ہوتا کہ چھیس لاکھ کے اضافہ سے ہمارے مولوی صاحب دست بردار ہو جاتے اور ایک نئی ریت ونئی رسم ڈالتے۔؟

جناب والا! جہاں تک کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے اس میں پتالیس لاکھ پچھلے سال رکھے گئے تھے۔ جبکہ ۱۹۸۹ء-۹۰ میں سینتالیس لاکھ روپے مانگے گئے ہیں۔ اس میں بھی دو لاکھ کا اضافہ ہے۔ یہاں میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کچھ بجٹ کے موقع پر میں نے کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں اپنے اعترافات رجسٹر کروائے تھے اور میری ذاتی معلومات کے مطابق کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ جہاں ہر سال پچاس پچاس لاکھ روپے کا نقصان کرتا ہے۔ اس طرح ہر سال گویا ایک کروڑ روپے کا نقصان ہو رہا ہے نیز میری معلومات کے مطابق کوآپریٹو بینک نے اپنے قیام کے مقصد کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے اور نہ ہی پچھلے نو سالوں میں اس نے کوئی کارکردگی دکھائی ہے اور یہ بات ایٹیشنڈ ہے۔ اور سب کو ماننا پڑے گا کہ کوآپریٹو بینک سے بالکل مفصلی حاصل کرنا چاہئے۔ اگر اس ضمن میں ڈیپارٹمنٹ کے طور پر کچھ فرائنڈ کچھ کاروبار یا بزنس کے مسائل ہوں تو میں بھی یہ مانتا ہوں اور سمجھتا ہوں۔ کہ کاروبار کو منٹک کر کے اپنا کام تو دفتر کی حد تک چلایا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے راہیں کھولی جاتی ہے لیکن اس سلسلے میں کوآپریٹو بینک

اور کو اپریمو ڈیپارٹمنٹ اپنے تیار کی جیٹیفیکیشن پر محض مقرر ہیں۔ جیسا
میں نے کہا ان دونوں نے پچھلے سال کوئی کارکردگی نہیں دکھائی لیکن
امر صرف یہ ہے کہ چونکہ ماضی میں یہ بیک یا ڈیپارٹمنٹ موجود
رہا ہے اس لئے اسکی بجٹ پر پروویژن ہونا چاہیے۔ اسکی اینٹیڈ
ڈرائیو Initiative drive کی ضرورت کل تک نہ ہو سکی اس سلسلہ میں شدید
تفہیم کرتے ہوئے میں نے اپنی رائے دیدی ہے۔ کہ اسکو اپریمو
بیک اور کو اپریمو ڈیپارٹمنٹ کو سرے سے ختم ہی کر دیا جائے
اور ایچ فرائنڈ ڈیویژن کو اپریمو ڈیپارٹمنٹ (Attached Dept.)
کے حوالہ کر دیا جائے۔

جناب اسپیکر! سود کے لئے سال ۱۹۸۹-۹۰ میں پچانوے کروڑ
چوالیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جو کہ مولوی صاحب کی بجٹ تقریر
کے صفحہ چوبیس پر ہیں۔ یہاں یہی مولوی صاحب کے گرانڈ الفاظ
ملتے ہیں۔ کہ وہ سود کی رقم وفاقی حکومت کو ادا نہ کریں گے تو
ابھی تک وہ الفاظ میرے کالوں میں گونجتے ہیں۔ مولوی صاحب
نے جو ایک عہد یا کنٹریکٹ کیا ہے۔ اور ہم نے ان سے توقع رکھی ہے
ہمارا خیال ہے کہ وہ اسکو نبھائیں لیکن اگر میں یہ کہوں تو میرے
خیال میں گستاخی نہیں سمہوونگا۔ ” ہائے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا،
کیا کل آپ نے کہا کہ سود کے سلسلے میں جو مرکزی حکومت کو ادا ہوتا
ہے لے پچانوے کروڑ چوراسی لاکھ مہیا کیا جائے۔ اس سے

میں یہ نہیں سمجھتا کہ بات سلجھتی ہے بلکہ آپ نے اس معزز ایوان کے فلور پر اپنے اس وعدے کا اعلان کیا لیکن جب بجٹ کے اندر دیکھا گیا تو صفحہ پچانوے پر سود ادا کرنے کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔ میں مولوی صاحب سے گزارش کر دوں گا کہ میری ناچیز کی معلومات کے مطابق یہ سود میں نہیں مانتا ہوں کہ اس پر مذہب کے نقطہ نگاہ سے اس سلسلہ میں کوئی تقریر یا مناجات کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ اسکا کیا کیا جلتے ہیں اسکے لئے اسلامی فقہ اور اسلامی قوانین کیا حکم فراہم کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے اور جیسے میں سوچتا ہوں سود کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اسلئے ہم دنیا سے اپنے تعلقات قائم نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر آپ سود ختم کریں بھی تو نہیں کر سکیں گے۔ جیسے فیڈرل گورنمنٹ اسپیشل ڈویلپمنٹ فنڈ کی صورت میں پیسے لینے دیتے ہیں وہ رقم ہماری فیڈرل گورنمنٹ باہر کے ملک سے لیتی ہے جو پیسہ لیتے ہیں۔ انکو سود پہ ملتا ہے۔ اس سود پر ہم کیا بلکہ تمام ممالک عمل کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ ایک جامعہ نظام ہے ایک تانہ بانہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ قواعد و ضوابط کے لحاظ سے یہ قائم رہیگا۔ جب تک آپ اسلامی نقطہ نگاہ سے اس کا کوئی قابل عمل واضح اور مفید حل پیش نہیں کریں گے رقم جو باہر سے آتی ہے سود اس میں ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کے انکار کے باوجود آپ کی بجٹ تقریر اور بجٹ تجاویز سے عیاں ہے۔ کہ آپ بڑی خطرہ رقم کی پروڈیشن چاہتے ہیں ^{۱۹۸۹} کی غیر ترقیاتی طریقوں میں نے غیر علامتی بات دیکھی اسکو میں پوائنٹ آؤٹ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے اطمینان نہیں ہے

بہر حال میں نے غیر ترقیاتی بجٹ کے سلسلے میں عرض کہہ دیا ہے۔
 جناب اسپیکر! اب میں آؤں گا ترقیاتی بجٹ برائے سال ۱۹۸۹ء کے لئے
 چھین کر واپس لے لیتے ہیں اس سلسلہ میں وزیر خزانہ کی تقریر سے
 پتہ چلے گا۔ فنڈز کیلئے دشواری ہے جس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے انہوں نے
 کہا کہ مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس ہونا چاہیے۔ بہر حال یہ دور کی باتیں
 ہیں۔ ظاہراً تو صوبے کا حق بنتا ہے کہ نیشنل فنانس کونسل اور مشترکہ مفادات
 کونسل کے اجلاس کے لئے دباؤ ڈالنا ہے جہاں تک صوبے کا حق بنتا ہے اسکے
 لئے میری ذاتی رائے ہے کہ ہم حزب اقتدار کے اس مطالبے کی تائید کرتے
 ہیں۔ لیکن حضورؐ ہم سے تھوڑا سا کد کبھی سنئے“ اسکی بھی تو آپ کو فکیر
 نہیں رہتی، ان سے تو آپ سیاسی اختلاف رکھتے ہیں۔

جناب والا! آپ بھی ان کو اکاموڈیٹ نہ کریں۔ تھوڑی بہت تسلی اور حقوق بڑے
 بہت اطمینان کا سامان آپ بھی فراہم کیجیے۔ میں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام
 برائے سال ۱۹۸۹ء کو پڑھا، میں سمجھتا ہوں کہ اور میرا خیال ہے کہ
 خداوند کریم نے انسان کو ایک حد تک مفاد پرست اور خود غرض بنا لیا ہے اپنی
 تخلیق کے اعتبار سے انسان خود غرض واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو
 خود غرض پیدا کیا ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ انسان کو خود غرض پیدا کرنا انسان
 کے اپنے مفاد میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر یہ کچھ رکھی ہے
 اور آج تک اسے خود غرض بنا دیا ہے انسان اس سے آگے جب بڑھتا
 ہے تو اس کا یہ عمل عیوب میں شامل ہو جاتا ہے، جناب والا! میں بہت
 افسوس اور شدید ذہنی کرب کے ساتھ وزیر خزانہ سے عرض کہہ دینگا کہ

میں نے اے ڈی پی کے لئے کچھ اسکیمیں بھجوائی تھیں اور کئی اسکیمیں
میں نے فوری ترقیاتی پروگرام کے لئے دی تھیں ان اسکیموں کی تعداد سالانہ ترقیاتی
پروگرام کے لئے مکمل آٹھ تھی جن میں سے چھ کا تعلق اے ڈی پی سے
اور دو اسکیموں کا تعلق وفاقی حکومت سے تھا جو شوگر مل اور ٹیکسٹائل کے
کے متعلق تھی ان دو اسکیموں کو پچھلے کچھ اسکیمیں تو سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے
تھیں اور اس اسکے بعد پچیس اسکیمیں فوری ترقیاتی پروگرام کے لئے بھجوائی تھیں جن
اس سارے بجٹ کی اے ڈی پی میں ان اسکیموں کو نہیں ڈھونڈ سکا کیونکہ
بجٹ میں تو مجموعی طور پر سالانہ ترقیاتی پروگرام دیا گیا ہے اور آپ نے
مجموعی طور پر فوری ترقیاتی پروگرام کے لئے بائیس کروڑ روپے کے قریب
رکھے ہیں۔ اس سے تو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کن ممبران کی اسکیموں
کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اور میری اے ڈی پی کی اسکیموں کو
اس میں شامل نہیں کیا گیا ہے، میں اسکے متعلق اس سے زیادہ کیا کہوں
ایسے ایک ایم پی اے کو نظر انداز کیا گیا ہے یہ اسکیمیں تو میرے علاقے
کے لئے تھیں۔ ان کو نظر انداز کر کے مجھے نہیں بلکہ میرے حلقہ انتخاب کو
نظر انداز کیا گیا ہے۔ جس پر میں شدید احتجاج کرتا ہوں۔ اور آپ سے
یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں یہ تو ممکن ہے کہ بعد میں
آپ یہ کہیں کہ سب کی اسکیمیں تو یہاں پر موجود ہیں وزیر خزانہ کے جواب
کے بعد میری باری تو نہیں آئیگی آپ کے اس بجٹ میں سب کی اسکیمیں تو
ہونگی اور یہ جا رہی اسکیموں میں ہونگی۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت
سے اس بات پر شدید احتجاج کرتا ہوں کہ اس کو اس حد تک نظر انداز

کہہ دیا گیا ہے۔
جناب والا! ایک اور ٹیکس نافذ کرنے کی تجویز یہاں آئی ہے کہ زمینداروں
پر یہ ٹیکس لگایا جائے دیکھنا یہ ہو گا کہ بلوچستان میں کتنے بڑے زمیندار ہیں
یہاں بیٹھنے والا! ہر رکن جانتا ہے کہ یہاں پر کتنی زیادہ کھیتی باڑی ہوتی ہے
اور کتنی بڑی زمینداریاں ہیں۔ یہاں تو چھوٹی چھوٹی زمینداریاں ہیں اس کے
لئے زمین پہاڑوں کے قریب بھی زمین ہمارا کہہ کے اسکو آباد کیا گیا ہے۔
میں یہ عرض کر دینگا کہ تدریجی شعبہ پہلے سے ہی ٹیکس شدہ ہے اس کے لئے
کھاد تدریجی آلات ادویات ٹریکٹر وغیرہ تو پہلے سے ٹیکس شدہ ہیں۔ محکمہ انکم ٹیکس
نے ان پر ٹیکس لگایا ہوتا ہے۔ زمیندار تو اپنی استطاعت کے مطابق اس پر
ٹیکس دے رہا ہے جیسے یہاں ایک معزز ممبر صاحب نے زمینداری پر ٹیکس
دینے کی بات کی ہے۔ بلوچستان کی زمینداری چاہے وہ میدا نورہ میں ہو
پہاڑوں میں یا ریگستانوں میں ہو۔ چھوٹی چھوٹی زمینداریاں ہیں۔ ان کے متعلق
افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سے پہلے کئی حکومتیں آئی کئی حکومتیں گئیں لیکن
آج تک اس پر کسی نے توجہ نہیں دی ہے اور وہ ہمارے خانہ بدوش لوگ
ہیں۔ جو گم میوں میں اوپر ٹھنڈے مقامات کی طرف آتے ہیں اور سردیوں
میں گرم علاقے کی طرف چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ساز و سامان اونٹوں
گدھوں اور کھوکھڑوں کے ساتھ ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔
وہ چھ مہینے اس طرف جاتے ہیں۔ اور چھ مہینے اُس طرف جاتے ہیں۔
کسی حکومت نے آج تک ان خانہ بدوش لوگوں کو سٹیل کرنے کی بات نہیں
کی ہے ان کو اگمہ سٹیل کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی تو

ایوان کی یہ کارروائی بے کار ہوگی بے چارے بے سرو سامانی میں زندگی گزارتے ہیں۔ مستثنیات تو ہوتی ہیں سیاست میں بھی مستثنیات ہوتی ہیں ہر فیڈ میں ہوتی ہیں۔ سٹیڈ علاقوں کے اراکین تو ایوان میں ہیں۔ ان لوگوں کی تو سب نے بات کی ہے۔ مگر ان خانہ بدوشوں کی بات نہیں کی گئی۔ اگر ان کو بسانے کی بات کی جاتی اور ان کی زندگی سٹیبل ہوتی ہے تو ہمارے صوبے کے کئی مسائل حل ہوتے جیسے کہتے ہیں۔ ترمیم کمرہ طولانی زورک بہ سرباندر ہم سرب کے اندر کشمیاں چلاتے رہتے ہیں۔ ہم بہت اچھے قسم کے پروگرام بناتے ہیں۔ پھر بہت اچھے قسم کی تنقید اس ایوان میں ہوتی ہے۔ نئے نئے عمل کا کیا حل اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔؟ یہ آپ بلوچستان کے اندرونی علاقوں میں جا کر دیکھئے۔ سندھ سے یہ صوبہ بنا ہے اور آج ۱۹۸۹ء ہے اتنے سال گذر جانے کے بعد کوئی نئی آبادی قائم ہوئی ہے کوئی نیا شہر آباد ہوا ہے یقیناً نہیں ہوا ہے میں سمجھتا ہوں اس کو بھی ترقیات کے اندر کوئی جگہ ملنا چاہیے۔ لوگوں نے پیاروں سے پتھر پٹا کہہ اپنے لئے زمین بنائی ہے ہمارے بلوچستان میں مختلف قسم کی فصلیں بھی نہیں ہوتی یہاں بہت کم زمینداری ہے اگر آپ ان پر بھی ٹیکس نافذ کر دیں گے۔ تو باقی کچھ نہیں رہے گا پھر کوئی بات نہیں ہوگی۔ ان کے علاوہ جو خوشحال لوگ ہیں۔ جو پائیکس کے اندر ہیں۔ سرمایہ دار ہے ہمیں ڈیل کرتے ہیں۔ وہاں بھی اسی طرح چند خوشحال لوگ ہیں۔ اگر وہ دیکھتے ہیں کہ وفاقی بجٹ میں کوئی ٹیکس آ رہا ہے تو وہ غریب لوگوں کا جینا حرام کہہ دیتے ہیں۔ ہمارے دیگر تین صوبوں میں جو زراعت میں یقیناً ہم سے آگے ہیں۔ انہوں نے کوئی ٹیکس زراعت پر نافذ نہیں کیا ہے

اور ٹیکس تجویز کرنے کی بات بھی نہیں کی ہے اگر بلوچستان اپنے مالی وسائل کو
بڑھانا چاہتا ہے

اس ضمن میں مجھے کچھ نظر آیا تو یہ کہ بلوچستان اپنے مالی وسائل کو
بڑھانا چاہتا ہے تو دو انڈسٹریز ایسی ہیں کہ جن کو ٹیکس کرنے کے کچھ پیسہ جمع
کیا جاسکتا اور مالی وسائل بڑھائے جاسکتے ہیں۔ وہ دو انڈسٹریز کافی
عرصہ سے یعنی جب ابھی یہ صوبہ یہاں بلوچستان میں قلات اسٹیٹ یونین ہوا
کہہ تا تھا اور ہر صوبہ ایک ڈویژن ہوا کہہ تا تھا۔ اس زمانے سے آج تک
جبکہ کئی برسوں سے یہ ایک صوبہ بنا ہوا ہے یہاں دو انڈسٹریز اسٹیشن
ہیں۔ ان انڈسٹریز کے جو مالکان ہیں۔ سوہی۔ ان کے جو کمیشن ایجنٹ
ہیں وہ بھی کم ورتی ہیں میرا مطلب کول انڈسٹری اور ماربل انڈسٹری
سے ہے۔ اگر آپ نے ٹیکس نہ دے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہوگا کہ
انہیں ٹیکس کیا جائے۔ جناب والا! اس کے بعد میری گزارش یہ ہے کہ منگانی
بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بلوچستان میں مال مولشی اتنی زیادہ
ہے کہ پورے پاکستان کو فیڈ کیا جاسکتا ہے اور اسی بلوچستان میں
چھوٹا گوشت پکاس روپے کلو ہے۔ اسے ہمیں چیک نہ چاہیے۔
اور یہ بات بھی ہے کہ ہر چیز اپنے اپنے علاقے سے باہر جانے کی رسم ہوگئی
لوڈنگ ٹرک کے اندر بعض اوقات ریوے دیکن کے اندر بہت بڑی تعداد
میں مالی کراچی لاہور اور مختلف منڈیوں میں پہنچتا ہے ہم چھوٹا گوشت پکاس
روپے خریدیں اور ہمارا یہی مال کراچی لاہور کے خوشحال لوگ کم داموں میں
خریدیں۔ جہاں قیمت کی کوئی بات نہیں ہوتی اور نہ ہی وہاں وسائل کی

کوئی کمی ہے اس مہنگائی پر چیک ہونا چاہیے۔ دوسری بات امن و امان کی ہے۔ اسمبلی کے اس سیشن میں امن و امان کے حوالے سے احتجاج ہوا۔ یہاں باتیں ہوئیں۔ لوگوں کو مارنا پینٹنا اور اس کے علاوہ بے ہوش سمہ نا اور پھر اس کے بعد انتقالیہ کے حوالے کہنا یہاں یہ باتیں ہو چکی ہیں۔ میں بھی یہاں پر چند باتوں کی طرف آپ کی توجہ دلاؤنگا کہ امن و امان کا مسئلہ ہے ہر جگہ افراتفری ہے۔ یوں نہیں ہے کہ سول آرڈر فورسز کے کھاتے میں یہ بات جا کہ پڑتی ہے۔ ہر جگہ کچھ ایسا ہوتا ہے میں سب کا ایک واقعہ آپ کے سامنے بیان کہوں گا۔ وہ فورس جو انتشار کے عالم میں ہے۔ جیسے پرونیو (Preventive) اور ٹریبل پٹینرن (Tribal) پرستور (patron) پرستور کیا گیا ہے۔ جس کو لیونینہ فورس کہتے ہیں۔ انہوں نے بھی اس میں ہاتھ بٹایا ہے۔ بد امنی اور امن و امان کی خرابی میں بھی انہوں نے ہاتھ بٹھایا ہے یہ واقعہ ۲۷-۲۸ اپریل کی درمیانی شب کو تلی گاؤں میں پیش آیا وہاں لیونینہ ایک ملزم کو پکڑنے کے لئے جاتی ہے عدالت سرکار اور محکمہ متعلقہ کا کہنا ہے وہ آدنی جہیں کسی قتل کے سلسلہ میں درکار تھا۔ یہ آدنی کبھی دکی جاتا ہے۔ رات مختلف جہگوں پر گزارتا ہے کہیں مزدوری کے لئے ٹھہرتا ہے یہ شخص پٹھان لکھا بھی نہیں ہے۔ بعض لوگ کاغذوں کا پیٹ بھرنے کے لئے ساری کارروائی کرتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ یہ آدنی مفروضہ قرار دیا جا چکا ہے اور پھر یہ شخص اپنے گھر آجاتا ہے۔ اگر وہ کسی کا قاتل تھا تو پھر مقتول والوں کے طرف سے رپورٹ کیوں درج نہیں کی گئی؟ سرکاری لیونینہ کے تھانے میں رپورٹ تھی۔ اور مقتول کے دربار نے کہا کہ یہ ہمارے آپس کا معاملہ

ہے وہ اس مقدمہ کی کوئی پیروی نہیں کرے گی۔ بہر حال وہاں لکھا ہوا تھا کہ فلاں نے فلاں کو قتل کیا ہے۔ اور قاتل ہاتھ نہیں آتا ہے۔ یہ فوراً وہ کہیں گھومتا پھرتا ہے۔ کہ شاید مجھے بخش دیا گیا۔ وہ معزور تلی آیا اور رات کو آنے کے بعد آرام سے سو گیا۔ جناب ملزم کتنے آرام سے سوتا ہے شہر کے بیچ میں اور لوگوں کی آبادی میں ۹۔ سرشام ہی لیونینے اس گھر کو محاصرے میں لینے کے بعد بغیر کسی مہرج وارنٹ کے اسکے گھر میں گھسنے کے بعد وہ ملزم جو ننگوٹ پہن کر سویا ہوا تھا۔ لیونینے اسکو بندوق مار دی اور وہی قتل کر دیا بعد میں لیونینے جو قصہ بنایا سو بنایا لیکن اس سلسلہ میں میں آپ سے عرض کرونگا کہ ایک تو قانونی حقائق اور قانونی باتیں ہوتی ہیں۔ ہر ایک عام آدمی کا ذہن ہوتا ہے جو اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ یہ لیونینے انصاف کیا ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ مفروضہ ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسلئے لیونینے اس پر فائدہ نہ لگا سکی۔ اور اسے قتل کر دیا اور دوسرا ساتھی اس کا زخمی کر دیا لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ امن وامان برسر اقتدار غلط حکومت کی ذاتی اور مشترکہ ذمہ داری بنتی ہے۔ اس لئے میرا فرما کہ اسے نبھائیں۔ جناب اسپیکر اس کے علاوہ کچھ بلوچستان کے مسائل ہیں۔ جو میں اپنے طور پر آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں حال ہی کے تازہ مسائل ہیں۔ اس میں ایک اسکول ٹیچرز کا اور دوسرا ڈومیسائل سٹریٹ کی بات ہے۔ ان دونوں مسائل پر مختلف آراء ہیں۔ اس کے لئے انہی ہی پنچوں سے ہم نے شدید احتجاج کیا ہے۔ اسکول ٹیچرز کا مسئلہ قومی اور صوبائی دونوں کے مفاد کا ہے۔ میں آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اسکول

یہ سچ کوئی الفاظ رکھا گیا جائے اور پھر اس کے بعد انہیں بلایا جائے اور ان سے
 ٹرمز وغیرہ لے کی جائیں۔ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے بارے میں یہ کہو ہنگام
 کہ یہاں پہلے ہر شخص بیٹھا ہوا اس کوہ ارض پر ڈومیسائل ہے جنت میں رہنے
 والا ایک جوڑا کس طرح اس دنیا میں آیا اور کسی سزا اور مہرم کی پاداش میں
 یہاں سے آکر آباد ہوا۔ اس طرح تو ہم سب ڈومیسائل ہیں۔ اب آپ آنے
 والوں کے آباد و اجداد کو دیکھ لیں اس میں نہ دیک کو بھی دیکھ لیں۔ ان میں
 کوئی بلخ سے آیا کوئی مشیرانہ سے اور کوئی افغانستان سے آیا ہے۔
 الغرض جتنے لوگ یہاں آئے ہیں۔ خواہ لوکل ہیں۔ سارے کے سارے
 باہر سے آئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ کئی پشتوں سے بلوچستان
 میں رہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے محض ذاتی طور پر بتایا کہ وہ یہاں ٹھیکیداری
 کرنے کے لئے آئے تھے، اور یہ جو آپ کا زرخون روڈ ہے۔ اس کے ٹیل پر
 ہم جاتے تھے۔ آگے آگے کا ہاسٹل ہے بیچ میں سارا جنگل تھا ان دنوں سے یہ
 لوگ آئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے بعد بھی لوگ بدستور آتے رہے اپنی
 مزدور یاات زندگی کے لئے گذر بسر کرنے کے لئے اور کچھ کمانے کے لئے یہاں آئے۔
 اور ان ڈیو کورس (in due course) یہاں سے ڈومیسائل بن گئے۔

جب اسپیکر! اپنے میری رائے میں ایک وسیع خوف و ہراس مان بہر اسٹینٹ
 (mass harassment) پیدا کی ہے آپ کو ڈومیسائل کی ضرورت کہاں ہوتی
 ہے کسی ٹھیکیدار کے پاس مزدوری کرنے کے لئے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کی ضرورت
 نہیں ہوتی ڈومیسائل سرٹیفکیٹ طلبہ کیوں کی تعلیم کے لئے سرکاری ملازمت اور
 پاسپورٹ حاصل کرنے اور علیٰ ہذا القیاس ایسے معاملات میں مانگا جاتا ہے فرض

کیجئے اگر نہ یہ عمر کے بارے میں کہتا ہے کہ اسکا ڈومیسائل غلط ہے اسکی تحقیقات آپ سمجھتے ہیں۔ چھان بین کرتے ہیں۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ کہا کا انصاف ہے کہ سب کو کہنا کہ کچھ لوگوں میں جمع ہو جائیں اس سے لوگوں میں خوف و ڈر پیدا ہوا ہے لہذا مہربانی فرما کر اس فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے مسئلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی تحقیقات کریں اور اسکے بعد اگر کوئی سرٹیفکیٹ متنازع ہو تو کارروائی کریں۔ صحیح ہونے کے بعد ہی باوجود اسکا مہیا کریں۔ لیکن لوگوں کو بڑی کثیر تعداد میں ہراساں کرنے کا آپ کو حق نہیں بنتا میں نے ڈومیسائل کے بارے میں گزارش کر دی۔

جناب والا! اب دفاتروں کے بارے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں دفاتر کے اندر دیکھا گیا ہے ایم جی اے صاحبان جو خط و کتابت کرتے ہیں۔ جیسے عام فہم زبان میں ڈی او لیٹر کہا جاتا ہے۔ اگر متعلقہ محکموں کو لکھتے ہیں۔ تو کچھ نہیں سمجھا جاتا۔ جناب والا! اس پر عمل نہ کریں کم از کم اسکا جواب تو دے دیا کریں لیکن اسکا جواب نہیں دیا جاتا اسکے لئے روزانہ بھاگ دوڑ کرنا پڑتی ہے۔

اسکا چھاننا پڑتا ہے۔ جناب اسپیکر۔ میں گزارش کروں گا۔ کہ ان پر تھوڑی بہت چیک رکھی ہماری کمیونیکیشنز (communications) کا جواب دیا جائے میں ایک تازہ مثال سب کے ایک گاؤں گورگج کی دیتا ہوں۔ جناب والا اس گاؤں کے لوگ لیا پوتی کہہ کے جیسے ملک میں بڑے کمیٹی کی شاخ ہوتی ہے۔

شہتیر وغیرہ کا انتظام کہہ کے گورنر گاؤں میں رہتے ہیں۔ لیکن خانہ بدوشوں کا ایک مسکن ہے۔ چونکہ ایک شاخ خالی تھی اسکو آباد کرنے کے لئے بڑے گاؤں وہاں رہتے ہیں۔ وہاں کا وڈیرہ یا چوہدری نارائن ہو گیا لہذا وہ آدمی یعنی بڑے

گرتا پڑتا میرے پاس آیا اسوقت ایم پی اے کوٹر میں بلڈوزر کے ٹرانوںے
گھنٹے اس نے بے تھے۔ جناب والا! بات لمبی ہوگئی چنانچہ جب دن آئے
(main work order)
تو وڈیو نے سر اٹھایا اور ڈپٹی کمشنر سے شکایت کی سن ورک آرڈر موجود
ہے اس کے باوجود وڈیو نے ڈی سی سے شکایت کی کہ اگر اس کو بلڈوزر
گھنٹے فراہم کئے گئے تو اس گاؤں میں قبائل کے مابین جھگڑا ہو جائیگا۔ اس
انفر حضرات نے سوچ و بچار کیا کہ واقعی کوئی جھگڑا نہ ہو جائے بہر حال
دو دن یا چار دن بعد وہ شخص بلڈوزر ہاورز کے اور بکنل ورک آرڈرز وغیرہ
لکیر متعلق حکام کے پاس گیا تو اٹالیوین نے اسکو تھانہ میں بند کر دیا کبھی چھڑایا گیا؟
جناب والا! میں سمجھتا میں سیاسی بنیادوں پر یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے
کہ ہمیں انکی تر بیت کرنا چاہیے۔ پولیٹیکل پارٹی کے تعلق سے قطع نظر سوچ کر دیکھی
کہ بچٹ ہے ورک آرڈر سامنے رکھا ہے ایم پی اے نے بلڈوزر ہاورز دیئے
ہیں۔ لہذا ہمارے انفران کو پنے سے سوچ و بچار کرنے کے بعد کارروائی
کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر! سب سے آخر میں پیلینز ورکس پروگرام کے بارے میں
گزارش کرونگا یہ پروگرام ایک ایسی پارٹی کی طرف سے یعنی میری
پارٹی کی طرف سے شروع کیا گیا ہے لیکن اس پروگرام کو صوبائی حکومت
نے نا منظور کیا ہے۔ اس پروگرام میں اسکی ضمانت دی گئی ہے کہ عام
آدنی کی حالت کو ملک کے سارے صوبوں میں سدھارا جائے۔ جناب اسپیکر
مفہم یہ ہے کہ عام آدنی کی حالت سدھاری جائیگی۔ جیسا کہ آپ نے تجویز
جانتے ہیں۔ اور یہ پارلیمانی پریکٹس ہے کہ ہر جگہ جہاں پارٹیز برسر اقتدار

آتی ہے وہ تمام وعدے جو ان کے منشور میں ہوتے ہیں۔ جن کے تحت لوگوں نے انکو ووٹ دیئے ہوتے ہیں۔ وہ ان منشوروں کے حوالہ سے اپنے ووٹروں کو اپروچ کرتی ہیں۔

جناب والا! پاکستان پیپلز پارٹی کا جو منشور تھا اسکے مطابق لوگوں نے اسکو ووٹ دیئے تھے فیڈرل لیول پر اور دو صوبوں میں اس پارٹی نے حکومتیں بنائیں۔ اکثریت کی بنیاد پر آپ نے اس جمہوری حکمرانی کا حق دیا گیا ہے؟ اسلئے یہ کہنا کہ کوئی اس پر عمل نہیں کر سکتا نا انصافی ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟

جناب اسپیکر! آپ نے اپنے طور پر بھی یعنی آپکی حکومت بلوچستان نے بھی تو فوری دیہی پروگرام کا منصوبہ منظور کیا ہے اسکے لئے آپ نے یہ معیار قائم کیا ہے۔ کہ ایم پی اے اپنی اسکیم دینے کے علاوہ کوئی سروکار نہیں رکھے گا۔ اسکیں پنپیں گی اور پی اینڈ ڈی کا حکمہ اس پر عمل درآمد کرے گا۔ متعلقہ محکمہ کی وساطت سے جب آپکی مخلوط حکومت کا اعتراض ہے پیپلز ورکس پروگرام پر یہیں اعتراض نہیں ہے بلکہ اسکے طریق کار پر اعتراض ہے کہ اسکو بلوچستان کے منتخب نمائندوں کے توسط سے کرایا جائے۔ یہاں بھی ایم پی اے کو بیس بائیس کروڑ روپے مہیا کر دے کہ وہ جاہ کام کرتے۔ کچھ لیکچ اور بدعنوانی ہوتی ہے۔ لیکن آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں۔ اس کے لئے تو جوابدیہ ہے۔ یہ صاحبان آپکے سامنے جواب دہ ہیں۔ اس اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہیں۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی بہبود کے لئے اتنے بڑے پروگرام جس میں دو یا تین ارب کی خیر رقم ملوٹ ہے جناب والا

اس کو نہیں ٹھکرانا چاہیے۔

جناب اسپیکر۔ آخر میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں میں پڑھ رہا تھا کہ چھوٹی سی اسمبلی لائبریری ہے اسپیکر صاحبان کو کسی ملک کے وزیر یا کنسل جنرل صاحبان کی مہربانی سے اسکے لئے کچھ کتابیں تحفہ میں ملی ہیں۔ ظاہر ہے اس لائبریری کے لئے پیسے رکھے گئے ہونگے میری معلومات کے مطابق موجودہ مالی سال کے بجٹ میں اسمبلی لائبریری کو نوے ہزار روپے ملے تھے آپ ملاحظہ فرمائیے۔ نوے ہزار روپے بہت تھوڑی رقم ہے یہ تو لائبریری کو اپ لوڈنگ رکھنے کے لئے بھی کافی نہیں، جناب الای ۱۹۸۹ء۔۹۰ء کے بجٹ میں جب میں نے دیکھا کہ اسکے لئے صرف تیس ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ یعنی تین گنا گھٹا کر اس مرتبہ صرف تیس ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں چوالیس ممبران پر مشتمل اسمبلی کے لئے تو ایک ایک ہزار ایک معزز ممبر کے لئے بھی نہیں بنتے، کیا ہمارے معزز ممبرز ایک ایک ہزار کے لائق بھی نہیں ہیں۔ لہذا لوچستان اسمبلی میں رسائل کتابوں پر پورا خرچ ہونا چاہئے۔ ماڈرن سوسائٹیز کے ماڈرن ادارے میں لائبریری کا بڑا مقام ہے۔ لہذا میں ان کی پرمزور اپیل اور سفارش کرتا ہوں کیونکہ اگر باقی چیزوں مثلاً غیر اتمہ قیاتی مدت میں پچاس پچاس لاکھ کا اضافہ ہوتا ہے۔ تو اسمبلی لائبریری کے تیس ہزار روپے میں اضافہ کہنا ضروری ہے کم از کم اس کا پچھلے سال کا بجٹ ریسٹور (restore) ہونا چاہیے۔ تاکہ اسمبلی کے معزز اراکین نئے کتابوں اور رسائل سے استفادہ حاصل کریں۔

جناب اسپیکر۔ میں نے اختصار کے ساتھ اپنی عرضات عرض کردی ہیں۔

میں آپکا شکریہ سزا ہوں کہ آپ نے مجھے زیادہ وقت دیا۔

جناب اسپیکر۔

اب سالانہ بجٹ پر بحث کریں گے جناب نور محمد صراف۔

نور محمد صراف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب والا! پیش کردہ بجٹ سال ۱۹۸۹-۹۰ء کے بارے میں معزز اراکین اسمبلی نے سیر حاصل بحث کی ہے لیکن میں اس علاقے کے کچھ گرانٹس اور مطالبات کے بارے میں عرض کر دوں گا۔ جناب والا! یہ گرانٹس جو اربن کونسل کو دیئے گئے ہیں۔ اس میں گیارہ یونین کونسلیں ۲۰ ٹاؤن کمیٹیاں اور ۱۴ میونسپل کمیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے لئے چودہ ملین روپے کی رقم ناکافی ہے جبکہ اربن ایئر یا کئی آبادی بہت سے مسائل کا شکار ہے اربن ایئر یا کئی آبادی میں قدرتی افسانہ روزگار کی قلت ہے اس کے زیادہ اثرات کو سٹ شہر پر پڑتے ہیں۔ جس کی آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے اور مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ جناب والا! میونسپل ادارے اپنے موجودہ وسائل میں یہ سارے مسائل نہیں حل کر سکتے ہیں۔ میں ان کے مسائل کے بارے میں کچھ عرض کر دوں گا کہ سٹ صوبہ کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے یہاں چند روڈز کے علاوہ مکالمی آب کے لئے اور پانی کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ وہ بالکل ناکافی ہیں۔ اس بجٹ میں امپرووٹ کو سٹ لکھا گیا ہے۔ لیکن امپرووٹ چھانڈنی

کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لہذا کوئٹہ شہر کے مسائل کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ شہر میں کئی ایسے علاقے ہیں۔ صوبائی حکومت کو ٹیکس تو ادا کرتے ہیں۔ لیکن وہاں پر شہری سہولیات ناپید ہیں۔ خصوصاً میں یہاں وارد ہجرہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ شہر کی پہلی آبادی ہیں۔ اگر کسی ممبر کا وہاں سے گذر ہو تو دیکھے گا کہ یہ لوگ کیسے رہ رہے ہیں۔ میں یہ کہتے ہوئے حق بجانب ہوں کہ کوئٹہ میونسپل کارپوریشن تو اپنے محدود وسائل میں اکیلے ان مسائل کو نہیں حل کر سکتی ہے۔ لہذا میں صوبائی حکومت سے اپیل کر رہا ہوں کہ وہ کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کو فنڈز دے جہاں تک کوئٹہ شہر کے مسائل کا تعلق ہے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ یہاں پر کوئی وسائل نہیں ہیں۔ ان کو حل کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئٹہ شہر میں ٹرکوں پر روزانہ کیا مسائل ہیں۔ آٹے دن پیکج درک ہوتا رہتا ہے سڑک ٹوٹتی پھوٹتی رہتی ہے۔ ان حالات میں سوچ رہا ہوں کہ جب کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کوئٹہ شہر سے اکیلے یہ مسائل حل نہیں کر سکتی ہے اس میں مزید نئے علاقے شامل کئے گئے ہیں۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

جناب والا! یہاں تعلیمی اداروں کے جو مسائل ہیں۔ وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ شہر کے کئی ایسے علاقے ہیں۔ جہاں پر انگریزی اسکول نہیں ہیں۔ ڈیپنری سیریلٹیفیکیشن نہیں ہیں۔ اس بجٹ میں تعلیم کی مدد کے لئے رقم رکھی گئی ہے مگر اس میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ کوئٹہ شہر کے لئے کیا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں عمود بہت سے اسکولوں کا دورہ کیا ہے ہم اسکیں تو بنا لیتے

ہیں۔ مگر اس کے لئے باقی ماندہ سائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے ہیں۔ گرفت
 مری آباد میں کئی ایسے اسکول ہیں۔ جو کہ اٹے کے کئی مکانات میں ہیں۔ انکی نہ پخت
 ہے اور نہ چار دیواری۔ بڑے نام اسکول ہیں۔ تعلیم کا مد میں سردار علی خان
 گمزنہ ہائی اسکول کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر تقریباً
 دو ہزار بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ وہاں بچپن کی تعداد پوری نہیں ہے
 اور چار دیواری بھی نہیں ہے۔ وہاں درجہ چارم کے ملازمین نہیں ہیں۔ اور
 میں یہاں تک عرض کرؤں گا کہ اسکول میں بیٹھنے کے لئے فرش بھی نہیں ہے۔ وہ زمین
 پر بیٹھے ہیں۔ اس طرح ینزدان خان ہائی اسکول ہے جس کو کالج کا درجہ
 دیا گیا ہے۔ لیکن وہاں پر کوئی اضافی کمرے بنیے ہیں سائٹس کے لئے
 لینا رٹھی نہیں ہے۔ وسائل میسر نہیں ہیں۔ کچھ دنوں ینزدان خان ہائی اسکول
 کے لئے بس کی منظوری دی گئی تھی لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ کس کی سفارش
 پر یہ بس کسی اور اسکول کو دے دی گئی ہے اس کے بعد گمزنہ ہائی اسکول اسلام
 آباد کی ہیڈ ماسٹریں عرصہ آٹھ سال سے تعینات ہے وہ بچیوں سے فیس آٹھ
 روپے کی بجائے دس روپے پچاس پیسے وصول کرتی ہے یعنی سرکاری فیس
 سے زیادہ وصول کرتی ہیں۔ اور آٹے دن مختلف ناموں سے وہاں چمنے
 وصول کئے جاتے ہیں۔ مجھے اس لئے پتہ ہے کہ وہاں پر ہماری بچیاں بھی پڑھتی ہیں
 اس سلسلے میں وزیر تعلیم کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے فوری
 اقدامات کرے۔ اس کو ٹیڈ شہر کے اندر ایسے علاقے ہیں۔ کہ اگر دس
 منٹ تک بارش ہو جائے تو پانی بھر جاتا ہے اور لوگ ہفتہ بھر گھر سے باہر
 نہیں نکل سکتے ہیں۔ صوبائی حکومت کے دارالحکومت میں رہنے والے ان سہولتوں

سے محروم ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔ گو المنڈی کے علاقہ میں جو مسجد ہے کبھی کبھار بارش ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا لہذا میں صوبائی حکومت سے گزارش کرونگا کہ اس پسماندہ علاقے کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اور ایسے علاقوں کے لئے مخصوص گرانٹ منظور کی جائے۔ دوسرے نمبر پر صحت کا مسئلہ ہے یہاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ بغیر ڈپلومہ کے ڈاکٹر کئی کئی کوچہ کوچہ کلینک کھول کر بیٹھے ہیں۔ کوئی پیرسانہ حال نہیں ہے۔ حتیٰ کہ رولز کے مطابق جو ڈاکٹر شہر میں کلینک کھولتے ہیں۔ انہیں بھی پی ایم جی سی سے رجسٹرڈ کرنا پڑتا ہے۔ مگر ہمارے پاس ایسی مثالیں بہت ہیں۔ جو محکمہ اینیل ہسپتال کپانڈر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ اب وہ شہر کے اندر ان لوگوں کے علاج کے لئے مامور ہیں میں وزیر صحت سے اپیل کرتا ہوں کہ ایسے کلینک جلد از جلد بند کرنے کے اڈر فرمائے۔ جناب والا!

کوئٹہ شہر میں جہاں تک ٹریفک کا مسئلہ اس سلسلہ میں ٹرس اور لبوں کے اڈوں کو شہر سے اس لئے باہر منتقل کر دیا گیا تھا۔ کہ بھاری ٹرک شہر میں داخل نہ ہوں۔ لیکن اس کے باوجود کبھی لوڈ ٹرک شہر میں شاہراہوں پر آکر ان لوڈ کر تے ہیں۔ لہذا میں صوبائی حکومت سے پرنسور اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایسے ٹرکوں کو کم از کم دن کے وقت شہر میں نہ داخل ہونے دیں جناب والا! کوئٹہ کے عوام کے لئے ایسے بہت سے مسائل ہیں۔ جس میں چونگی کا مسئلہ دراز سے حل طلب ہے اس بارے میں صوبائی حکومت سے درخواست کرونگا کہ جو قوانین ہمارے دیگر تین صوبوں میں ہیں چونگی کے

سلسلہ میں قانون لاکھ ہوں۔ جیسا کہ میں نے ابھی ٹریفک کے سلسلے میں بات کی گذشتہ دنوں ہمارے چیف منسٹر صاحب نے چلتن ہارڈ سنگ سو سائیکل کی تقریب میں جو کچھ اپنی تقریب میں فرمایا تھا۔ اس پر میں روشنی ڈالوں گا آپ نے فرمایا تھا کہ ڈیرہ ہارم گیزر سلاٹر ہارڈ سٹریٹس اور وغیرہ شہر سے باہر منتقل کرنے کا پروگرام ہے لیکن بجٹ میں کوئی خاص رقم اس سلسلہ میں مخصوص نہیں کی گئی لہذا میں امید کرتا ہوں کہ غیر ترقیاتی فنڈز سے ان مسائل کے لئے

مخصوص کی جائے گا۔ جناب اسپیکر جہاں تک کوئٹہ شہر کا تعلق ہے۔ بارے میں اراکین اسمبلی کی توجیہ اس جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بلوچستان کا سب سے بڑا شہر ہے اور کپٹل ہے۔ اسکی منصوبہ بندی کے لئے اسے ایک صبح پر دو گرام دیا جائے۔ اور آئے دن جو بغیر منصوبہ بندی کے کام ہو رہا ہے۔ جس پر قومی خزانہ سے پیسے خرچ ہو رہے ہیں۔ ایک روڈ کو بنانے میں لاکھوں روپے خرچ آتے ہیں۔ دوسرے دن ٹی ایل ڈی اور واٹر سپلائی سکیم یا دوسرے محکمہ والے مثلاً سونے کی گیس والے اپنے مفقود کے لئے روڈ کو اور ٹرک کو توڑ دیتے ہیں اور پھر کھڑکی ہی طرح بھر دیا جاتا ہے اور ان کی تعمیر عرصہ دراز تک نہیں ہوتی۔ لہذا معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ کوئٹہ شہر کے لئے اپنی نظر کرم فرمائیں۔ انے گذارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ والسلام

جناب اسپیکر -

نور محمد صراف کے بعد بجٹ پر اب مولوی عطا اللہ صاحب بجٹ نہیں گئے۔

مولوی عطاء اللہ - محمدہ ونصلی علی رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب والا! ۱۹۸۹ کے بجٹ پر معزز اراکین اسمبلی دو روز سے تقریریں کر رہے ہیں۔ میں اس پر مختصراً عرض کرتا چاؤنگار الحمد للہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے بہت اچھا اور بہتر ہے۔ اس میں عوام کی بنیادی ضرورتوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ جہاں تک ڈومیسائل کا تعلق ہے۔ میں اس کی نشاندہی کر دوں گا۔ اسے چونکہ ہمارے مذہب کا بھی تعلق ہے۔ ہمارے معاشرے میں جہاں ہمارے بلوچ اور پٹھان رہتے ہیں ان کی بلوچی رسم رواج اور غیرت کے بھی مترادف نظر آ رہے ہیں۔ میرے خیال میں حنبلیہ اختلاف اور حنبلیہ اقتدار کے اصحاب متفق نظر آ رہے ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ سود کا ہے یہ بڑی خاموشی کی بات ہے کہ ہمارے بجٹ میں مرکز کو سود نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو قابل تعریف ہے اور اچھی بات ہے! جناب اسپیکر! ہم اپنے وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہمت اور جرات مندی سے یہ فیصلہ کیا ہے لیکن میں صرف یہ کہوں گا جب ہم مرکز کو جواب دیتے ہیں۔ تو جرات اور ہمت میں ہمارے صوبے کو رکاوٹ ہے ہم اس صوبے سے سود کی لعنت کو ختم کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے سود لینے والے اور سود دینے والے اسکے لئے نفاش کر کے نئے والے اور کھنے والے یعنی ان سب پر اللہ کی لعنت ہے۔ اسلئے اس ایوان میں میرا مطالبہ ہے یعنی اپنی حکومت سے میرا پر زور مطالبہ ہے کہ اپنی حد تک اس لعنت کو ختم کر دیں۔

مسٹر محمد صادق عمرانی -

(پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر میں بھی مولوی صاحب کا تقریر میں مداخلت نہیں کہنا چاہتا لیکن یہ کہونگا کہ جہنم پر مکمل پابندی لگائی جائے یعنی اس کے پتے اور دینے دونوں پر پابندی ہو۔ مولانا صاحب اس میں اتنا اضافہ کریں تو اچھی بات ہے۔

مولوی محمد عطا اللہ -

جناب اسپیکر! مسجد اسکول کا نام جو تجویز کیا گیا ہے اس ضمن میں میری تجویز یہ ہے کہ ان کو پرائمری اسکول کا نام دیا جائے کیونکہ یہی مسجد شریف کا احترام کہنا چاہیے اسلئے کہ بچوں کی کتابوں میں فولو ہوتے ہیں۔ جبکہ مسجد محض اللہ کی عبادت کے لئے ہے۔ لہذا میں اس نام کو بدلنے کی تجویز دوں گا۔

جناب والا! پوتھی بات۔ جہاں تک تعلیم کے لئے بجٹ میں جو گنجائش رکھی گئی ہے۔ چارے اسکول کا لجز اور یونیورسٹی کے لئے جتنا ممکن ہو زیادہ رقم دی جائے اس میں زیادہ گنجائش رکھی جائے تاکہ ہمارے بچوں کا تعلیمی معیار بلند ہو لیکن بدقسمتی سے ہمارے دینی مدارس کو کیسر نظر انداز کیا گیا ہے کیونکہ ان مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے وہ ہمارے مذہب کے تحفظ کیلئے ہے لہذا میں مطالبہ کرتا ہوں دینی مدارس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں جناب اسپیکر۔ بہر حال بجٹ ۱۹۸۹ء کے بارے میں میرے جو خیالات تھے میں نے مختصراً انکا اظہار کر دیا۔

جناب والا! اب میں اپنے حلقے سے متعلق چند مسائل مختصراً یہاں زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔ چونکہ میرا تعلق قلات سے ہے۔ تاریخی لحاظ سے قلات

بلوچستان کا دارالخلافہ رہا ہے لیکن برہمنی سے جب سے پاکستان بنا ہے ہمارے شہر قلات کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ وہاں کے لوگوں کے لئے ترقیاتی کام اور انکے ذریعہ معاش کے لئے کام نہیں ہوئے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ قلات شہر کو ترجیح دی جائے یہ ہمارا تاریخی شہر ہے تاکہ یہ مستقل نمایاں حیثیت میں آئے۔ جناب والا! قلات ہی نہیں بلکہ صوبہ بلوچستان کے تمام علاقوں کی ترقی کا دارمدار زرعی پیداوار پر ہے چونکہ قلات بلوچستان کا واحد ضلع ہے۔ جس میں زمینداروں کی پوزیشن الحمد للہ اچھی ہے جبکہ زمینداروں کے مسائل بے انتہا ہیں۔ ان میں بے بڑا مسکہ زمین داروں کے لئے واپڈا ہے۔ ضلع قلات میں قدرتی آفات اور سردی کے سبب باغات اور فصلات کو نقصان پہنچا بہر حال وہ تو اللہ کی طرف سے تھا دوسری مہیت زمینداروں پر واپڈا کی طرف سے ہے انکو لڈیشننگ نے تباہ کیا۔ زمینداروں کی فصلیں تیار تھیں لیکن وقت پر پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیداوار کا چوتھائی حصہ ختم ہو گیا۔ جبکہ اب آلو اور پیاز کی نئی فصلیں خراب ہو رہی ہے۔ میں صوبائی حکومت سے مطالبہ کرونگا کہ جتنا جلد ممکن ہو واپڈا کا مسئلہ حل کریں۔ اور ہمارے زمینداروں کی فریاد کو نمٹا یا جائے۔ جیسا میں نے کہا وہاں کے زمینداروں کی پیداوار اور فصلوں کا دارومدار پانی پر ہے جبکہ روز بروز زیر زمین پانی کا ذخیرہ کم ہونے کی وجہ سے کاشتکاروں کو مسئلے درپیش ہیں۔ لہذا میں مطالبہ کرونگا کہ وہاں پانی ذخیرہ کرنے کے لئے ڈیم یعنی بنات تعمیر کئے جائیں تاکہ پہاڑوں سے جو پانی وہاں آتا ہے وہ زیر زمین ذخیرہ ہو جائے اور زمینداروں کے استعمال میں آسکے نیز زمینداروں کے لئے وافر مقدار میں پانی جمع ہو سکے۔

(Boring)
جناب اسپیکر۔ میں بھی مطالبہ کرونگا کہ انکے لئے بورنگ کی گنجائش رکھی جائے اور فنڈز مہیا کئے جائیں کیونکہ کسی جگہ کھدائی نہیں فٹ اور کہیں پندرہ اور تیس فٹ پر پانی ملتا ہے۔ اور سال بہ سال پانی نیچے جا رہا ہے اور زمینداروں کے بس میں نہیں کہ وہ زمین رگ بور کے ذریعے پانی نکال کر اپنی زمینیں آباد کر سکیں۔

جناب والا ہمارے ضلع قلات کے متعلق یہ کہا گیا ہے ضلع قلات میں چار گڑ اسٹیشن ہیں۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ کئی ایسے علاقے ہیں۔ جہاں پر بجلی نہیں ہے ہمارا علاقہ انتخاب قلات شہر اور اس آس پاس کا علاقہ ہے جس میں کئی جگہیں ہیں۔ جو کہ بجلی کی نعمت سے محروم ہیں۔ میں مثال کے طور پر عرض کروں کہ تحصیل گزگ جو ہاں۔ چھتر اور محمد طہ کے علاقے شامل ہیں۔ اور کئی ایسے علاقے بھی ہیں جن کے قریب سے گیارہ ہزار ووٹ کے کبھے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ بجلی کی نعمت سے محروم ہیں۔ اسلئے میں مطالبہ کرتا ہوں ان تمام علاقوں کو بجلی مہیا کی جائے اور اس مسئلے کو فی الفور حل کیا جائے اور ان علاقوں کی دادرسی کی جائے۔ بہر حال یہ ہمارے موٹے مسائل ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان پر توجہ دیا جائے۔ تو مہربانی ہوگی۔ اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں کئی سوئیل ٹیک پکی سڑک نہیں ہے ان میں کئی ایسی سڑکیں ہیں۔ جن پر صرف گمہ پڈ رنگ جاتا ہے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ تروت۔ کمدگاپ۔ منگوچر روڈ پر راستہ سر بلند مہیا کی جائے، منگوچر سرفاب روڈ وہاں پر مختلف علاقے ہیں۔ جہاں پر سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے روڈز کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ ان کے متعلق سوچا جائے۔ اور کارروائی کی جائے۔

بہر حال مجھے اسپیکر صاحب کی طرف سے منقربات کہنے کی ہدایت کی گئی تھی
اس لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر۔

جناب مولوی عطاء اللہ کی تقریر کے بعد اب سالانہ بجٹ پر بحث کریں گے مسرط
بشریح۔

مسرط بشریح۔

محترم جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش
کرتا ہوں کہ جنہوں نے یہ بہترین بجٹ پیش کیا ہے اور ان محدود وسائل میں ہر ملاتے
کا خیال رکھا ہے۔ یہ اچھا بجٹ ہے لیکن میں چند چیزوں کی وضاحت چاہتا ہوں
جناب والا! سب سے پہلے تعلیم کے شعبے میں وضاحت چاہتا ہوں یہاں پر لکھا ہے کہ
ابتدائی تعلیم مادری زبان میں ہوگی یہ صحیح ہے کہ ابتدائی تعلیم مادری زبان میں
دیا جائے۔ مگر میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ اس سے آگے کیسا ہوگا ٹھیک ہے لہذا
پے پشت ہے بروہی ہے ان میں تعلیم دی جائے مگر جہم بچے کو شروع سے آگے
بڑھا نہیں سکا یہی گے تو آگے جا کر وہ کہہ گیا۔ ۹ مہر بانی فرمائے اس کی وضاحت کی جائے
کہ جو بچہ ابتدائی تعلیم اپنی مادری زبان میں سیکھے گا اور جو چیزیں اس کو آگے کی ترقی کے
لئے نہ سکھائی گئیں تو وہ آگے چل سکتا ہے یا نہیں۔؟

صحت کے شعبے میں جن توجیحات کا ذکر کیا گیا ہے میں ان کا خیر مقدم
کرتا ہوں اس کے بارے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارا صوبائی ہیڈ کوارٹر

ہسپتال اتنا بھرا ہوا ہے کہ برآمدوں میں جگہ نہیں ہے۔ وہاں پر اتنا رش ہے کہ داخلہ ملنا مشکل ہے۔ بہت رش انفیکشن ڈزیزز (Infection diseases) کے شعبے میں ہے میری حکمت سے گنہار رش ہے کہ متعدی امراض کے لئے ایک علیحدہ ہسپتال بنایا جائے۔ جناب والا! بکٹریا ہے اسپنڈکس ہے کنوسل ہے ان کے لئے شعبے نہیں ہیں ان کے لئے الگ شعبے قائم کیے جائیں یا بالکل الگ ہسپتال قائم کیا جائے تاکہ ان کا وہاں علاج ہو اور دوسرے لوگ ان امراض سے بچ سکیں۔ اس کے ساتھ ایک اور مرض میں اپنے وزیر صحت سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہسپتال سے مرلینوں کو دوائی نہیں ملتی ہے۔ ان کو گھٹیا ادویات ملتی ہیں، ایسی کلاس کی جگہ ایسین ملتی ہے اس طرح سے بالکل ادویات دی جاتی ہیں۔ اور وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ وہاں پر ادویات نہیں ہیں۔ لیکن جہاں تک ہیں بکٹ میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے ہسپتال میں سب کچھ دیا ہوا ہے وجہ معلوم نہیں ہے کہ مرلینوں کو ادویات کیوں نہیں دی جاتی ہیں اسلئے میں عرض کر دوں گا کہ دیکھا جائے کہ مرلینوں کو ایسی ادویات کیوں نہیں ملتی ہیں۔

جناب اسپیکر! محکمہ آبپاشی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پروگرام میں منتخب نمائندوں کو ٹیوب دیل لگانے کی اجازت نہیں ہے یہ امر ہمارے لئے وضاحت طلب ہے۔ مہربانی کہہ کے اس بات کی وضاحت کی جائے کہ ارکان اسمبلی کو اس کی اجازت کیوں نہیں دی گئی ہے ان منتخب نمائندوں کو کہا گیا ہے کہ آپ پانچ گاؤں کے نام دیں ہم بجلی دیں گے اس کے لئے تمام ارکان اسمبلی نے گاؤں کے نام دیئے لیکن آج تک پتہ نہیں ہے کہ کسی گاؤں کو بجلی دی گئی ہے۔ یا نہیں۔ جن لوگوں کے ساتھ ہم نے وعدے کئے ہیں کہ ان کو

بجلی دینے کا اظہار اس بچٹ میں نہیں کیا گیا ہے ،
جناب والا ! اس طرح ایک اور عرض یہ ہے کہ بند ملوں کو چلایا جائے اور نئی
صنعتیں لگائی جائیں یہ بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن جو بند ملیں ہیں۔ ان کا تو بند بست
کیا جائے۔ دول سنٹر سٹونڈ۔ بلیٹی مل۔ سبیڈ ٹیکسٹائل مل ہے ان بند
ملوں کو چلانے کا بندوبست کیا جائے۔ تاکہ ان میں جو مزدور کام کرتے ہیں۔ انکی
تسلی ہو۔ اور وہ بچوں کے لئے روزی کما سکیں پھر بچٹ میں کہا گیا ہے کہ تین پولٹری
فارم قائم کئے جائیں گے۔ لیکن یہ تو نہیں کہا گیا ہے کہ قبرستانوں کو بلڈوزر کے
تباہے جائیں گے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ پشین میں ہمارا مسیحیوں کا ایک قبرستان
ہے اسکو بلڈوزر کیا گیا اور قبروں کی بے حرمتی کی گئی ہے اس کا تدارک کیا جائے۔
قبروں کے تو احترام کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے ڈی سی پشین سے کہا کہ
یہ بے حرمتی وہاں بند کہیں۔ جس طرح کہا گیا کہ پولٹری فارم تعمیر کر رہے ہیں۔
یہ کسی اور جگہ تعمیر کہیں۔ میں نے سردار صاحب سے عرض کیا ہے انہوں نے خود دیکھا
ہے جہاں تک سود کا تعلق ہے ہماری گورنمنٹ نے بہت اچھا قدم اٹھایا ہے۔ سود
نہیں ہونا چاہیے۔ کسی مذہب میں کبھی سود نہیں ہے۔ کوئی مذہب نہیں کہتا کہ سود
لو میری تھوڑی سی گزارش کہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کی طرف سے لوگوں کو نوٹس
ملے ہیں۔ کہ وہ تیس جون تک اپنے سارے واجبات ادا کر دیں سود کے ساتھ ایک
طرف ہم اعلان کر رہے ہیں کہ سود بند کر دو دوسری طرف یہ حکم لوگوں کو نوٹس دے
رہا ہے۔ اور عدالتی کارروائی کرنے کے لئے لوگوں کو کچھ ترہے ہیں۔ اس لئے
مہربانی کہہ کے اس حکم کو وقتی طور پر منع کہیں۔ کہ غریبوں کے ساتھ یہ ظلم نہ کریں
اگر واقعی انہوں نے پیسے لینے ہیں۔ تو وہ سود کو نکال کہ لیں۔ کل میرے ایک معزز

رکن نے کہا کہ یہ بچہ بڑا کمزور ہے پھر تھوڑے سے پیار سے الفاظ میں ویپنگ بوائیز (Weeping boys) کہا گیا۔ ہماری گورنمنٹ ویپنگ بوائیز نہیں ہے۔ یعنی رونے والا بچہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ صحیح ہے کہ وفاقی حکومت سے ہمیں گرانٹ نہ ملنے کی وجہ سے تھوڑی مشکلات ہیں۔ اپنا حق مانگنا رونا نہیں ہے۔ اپنا حق مانگنا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا نہیں ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ پڑتا ہے ہمیں روتے والے بچہ نظر کیا گیا۔ اور تصور کیا گیا، میں اپنے اس ممبر سے کہتا ہوں کہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ اور ہماری گورنمنٹ اپنا حق لے گی وہ اپنا حق لینا جانتی ہے۔ اور انشاء اللہ اپنا حق لے کر رہے گی۔ ہم ویپنگ بوائے نہیں۔

اسپیکر صاحب، بیروزگاری جو پوری دنیا کا مسئلہ ہے، موجودہ مالی سال میں نئی آسامیاں نکالی گئیں ہیں۔ بچہ میں کہا گیا ہے کہ مالی سال میں نئی آسامیاں نکالی جائیں گی۔ میرا ذریعہ اعلیٰ صاحب سے مطالبہ ہے کہ ان آسامیوں میں ہماری اقلیتوں کے لئے کبھی کوڑہ مقرر کیا جائے۔ کیونکہ اس میں ہر ضلع کا کوڑہ رکھا جاتا ہے اس لئے میں عرض کر دوں گا کہ ہماری اقلیتوں کا کبھی کوڑہ مقرر کیا جائے۔ تاکہ وہ بھی اس بے روزگاری سے خلاصی حاصل کر سکیں، بہت عرصہ سے ہمارا یہ مطالبہ ہے جس طرح بچہ میں دوسروں کے لئے فنڈز رکھا جاتا ہے، اقلیتوں کے لئے بھی صوبائی بچہ میں ایسا فنڈز رکھا جائے۔ جو ان کی بہبود کے لئے ہو تو میری عرض ہے کہ ہمارے لئے بہبودی فنڈ رکھا جائے تاکہ ہماری مشکلات اور بہبود کے وقت یہ فنڈ استعمال کیا جاسکے۔ جناب والا! ایک اور ہمارا بڑا دیرینہ مطالبہ ہے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ کہ اقلیتوں کو زکوٰۃ نہیں ملتی۔ اور جتنے طلباء اور طالبات ہیں۔ انہیں زکوٰۃ فنڈ سے وظائف ملتے

جناب اسپیکر! میں یہاں یہ کہوں گا ان مائنرز اور نرز پر ٹیکس لگا کر الزام مرکزی حکومت پر نہ لگائیں کہ وہ پیسہ نہیں دے رہے جس کی وجہ سے ترقیاتی کام متاثر ہو رہے ہیں اس کا کوئی جواز نہیں۔

جناب اسپیکر! میں نے جس طرح بحث کا مطالعہ کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بلوچستان کے تمام علاقوں سے برابری کی بنیاد پر انصاف نہیں کیا گیا۔ لگتا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ ہے۔ سرکاری پنچوں پر بیٹھنے والے معزز اراکین کے لئے اپنے اپنے علاقوں میں خزانہ نمونہ کموں دیا گیا ہے چاہی ان کے پاس ہے وہ جتنا چاہیں لے جاسکتے ہیں انہوں نے لوٹنے کی کوشش کی۔ لیکن باہر کے لوگوں کے ساتھ انہوں نے انصاف نہیں کیا۔ میں کہوں گا برابری کی بنیاد پر ترقیاتی کاموں میں حصہ دیتے لیکن مجھے یہاں کہیں بھی ایسا نظر نہیں آتا۔

جناب والا! میں آپ کو نصیر آباد ڈویژن جو سب سے زیادہ اور بڑا زرعی علاقہ ہے۔ بلوچستان کا۔ وہاں زراعت کی فروغ کے لئے جاری یعنی آن گونگ اسکیمز کے لئے کچھ نظر نہیں آتا نہ ہی اس سال زراعت کے فروغ کے لئے نصیر آباد میں کوئی اسکیم بنائی گئی ہے کیا اس بات سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ نصیر آباد کا علاقہ زرعی شعبہ میں نمایاں مقام نہیں رکھتا ہے لیکن اس جانبداری کا کیا جواب ہونا چاہیے۔ لہذا میں آپ کی وساطت سے جناب قائد ایوان سگڈر شس کروں گا کہ وہ اس جانب فوری توجہ مبذول کریں۔ اور نصیر آباد کے علاقہ میں زراعت کو فروغ دینے کے لئے قابل عمل منصوبہ بنائیں جس سے وہاں کے عوام کو فائدہ ہو۔ جناب والا! نصیر آباد میں فصلوں پر کیمڑے مارنے اور وہاں کی زرعی پیداوار کو بچانے کے لئے اسپرے کیا جاتا تھا۔ لیکن پچھلے سال اور اس سال بھی بھٹ میں اس مقصد کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ

فصلوں کو بچانے کے لئے وہاں اسپرے کرنے کے لئے فنڈ رکھا جاتا مضموبے بناٹے جاتے لیکن اس کا کسی جگہ بھی ذکر نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! اس بجٹ میں زرعی پیداوار کی حوصلہ افزائی نہ کرے کہ ایک قومی نقصان کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس پر مناسب توجہ دیں گے۔

جہاں تک بلوچستان میں صنعتوں کے فروغ کا تعلق ہے صنعتوں کے فروغ کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان کے متعلق ہم صرف تنقید برائے تنقید پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ بلوچستان میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جو بھی کام کرے گا جو بھی ترقی کے لئے اقدامات کرے گا ہم اس کی تائید فرورکریں گے۔

صنعتوں کے فروغ کیلئے حکومت نے حوصلہ افزا اقدام کئے ہیں جب میں ایک بڑا صنعتی اور تجارتی اسٹیٹ قائم کرنے کا فیصلہ نہایت خوش آئند ہے میں اس کو خوش آمدید کہتا ہوں اس سے علاقے کے غریب عوام کا فائدہ ہو گا اور بیروزگاری کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ جناب اسپیکر! سب جانتے ہیں۔ کسی بھی علاقے کی ترقی کے لئے سب سے بڑا ذریعہ مواصلات ہوتا ہے سڑکوں کی وجہ سے فاصلے قریب سے قریب آتے ہیں اور یہ نہ صرف پیداوار کی مالکان زراعت بلکہ علاقے کی خوش حالی کا بھی ذریعہ ہوتے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ مواصلات کے سلسلے میں جو بھی فیصلے کئے گئے ہیں ان پر فرید نظر ثانی کی جائے اس سلسلے میں کچھ ہمارے مطالبات بھی ہیں ان کو بھی مستعمل کیا جائے تو نوازش ہوگی۔ میں مواصلات کے سلسلے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ٹیپس ڈیرہ سے میرواہ۔ بلیدی۔ منگولی سے گوٹھ۔ گوہر۔ منگولی اور منجوشوری تک پٹی سڑک تعمیر کی جائے۔ جس سے پورے علاقے کے منت کشوں کو فائدہ ملے گا۔ اس طرح کوئٹہ جیکب آباد روڈ کی جو حالت ناگفتہ بہ ہے یہ انٹرنیشنل شاہراہ ہے یہ انتہائی سخت حالت میں ہے ہر جگہ سے روڈ ٹوٹ رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ بین الاقوامی

راستہ ہے اس پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ لیکن اس سلسلے میں بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے اس کو متنبہ بنایا جائے اور اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب اسپیکر! زراعت کو فروغ دینے کے لئے پٹ فیڈر سے نکلنے والی تین ذیلی شاخیں عمران شاخ، روپہ شاخ، مگسی شاخ، بولان شاخ۔ یہ انتہائی خستہ حالت میں ہیں ان کی مرمت اور تعمیر پر توجہ دی جائے تاکہ پانی ٹیل تک پہنچ سکے، جہاں تک زراعت کے فروغ کا تعلق ہے نصیر آباد میں صرف دو نہریں ہیں، پٹ فیڈر اور کیر تھر۔ ہمارا ان دونوں کے لئے جو دریا سے پانی کا حصہ ہوتا ہے وہ چھ ہزار سات سو کیوسک ہے لیکن اس وقت جبکہ فصل کاشت کرنے اور فصل اگانے کا وقت ہے وہاں کے کسانوں کو چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو پانی میسر نہیں ہوتا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ان کو پانی نہیں مل رہا ہے۔ اس پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے قائد ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان لوگوں کے لئے ان عزیز کاشتکاروں کے لئے جن کا حق ہے ان کو پٹ فیڈر سے اور کیر تھر سے پانی نہیں ملتا ہے ان پر توجہ دینے کا اشد ضرورت ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کو ان کا حق مل سکے۔

جناب اسپیکر! سندھ شاخ بنایا گیا تھا اس کی منصوبہ بندی یہ تھی کہ اس کو کیر تھر سے کراچی کے آگے منچھر جھیل میں لے جائیں گے۔ لیکن اس پر صحیح طرز سے عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے اس وقت وہاں پر چار سو کیوسک کے قریب گندہ پانی بہ رہا ہے انسان کو تو چھوڑیں زمین کو بھی حتم کر دیتا ہے آج نصیر آباد کے لوگ وہاں یہ پانی پی رہے ہیں جس سے نہروں انسان بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ان کی صحت گر رہی ہے۔ انہیں چاہیے تھا کہ ان کے علاقے سے اس پانی سے ان کے علاقے آباد ہوتے۔ لیکن علاقے آباد ہونے کی بجائے انسانوں کی صحت گر رہی ہے۔

وہ ہسپتالوں کا چکر لگا رہے ہیں، اس کے لئے میں عرض کروں گا کہ اس پر مناسب توجہ دی جائے تاکہ نصیر آباد کا سب سے بڑا مسئلہ حل ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان اس پر توجہ دیں گے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ ٹریڈری، پنچر، بریٹھے ہوئے ہمارے معزز اراکین کے ساتھ ہم حزب اختلاف کے لوگ بھی سمجھے ہیں کہ یہ مسئلہ وہاں کے عوام کا بنیادی مسئلہ ہے جہاں بلوچستان کے عوام کی بات ہوگی تو ہم بلوچستان کے عوام سے علیحدہ نہیں ہو سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر! میرے حلقے میں جس کی میں نائنٹی گرتا ہوں میرا فرض بنتا ہے میں ان کے مسائل بھی بیان کروں۔ ہم شروع سے رونا روتے تھے کہ بلوچستان کو ہمیشہ سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ ہمارے گونا گوں مسائل ہیں ہماری خواہش ہے کہ بلوچستان ملک کے دیگر صوبوں کے برابر آجائے اور دوسرے صوبوں سے بھی اب آگے ہو۔

بلوچستان تاریخی لحاظ سے وہ خطہ ہے جو ہمارے پاس دنیا کا بڑا سرمایہ ہے اور اس سے دنیا کی تمام قومیں مرعوب ہیں اس خطہ میں تمام دنیا کے وسائل معدنیات موجود ہیں۔ یہیں چاہیے ان تمام وسائل کو بروئے کار لایا جائے ان تمام قدرتی وسائل کی آمدن سے تاکہ یہ صوبہ ترقی کر سکے۔ ہمارے اس خطے میں تیل گیس سونا اور پٹرول بھی ہیں اس پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے لیکن ایسا اب تک نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر! یہاں پر گذشتہ دو چار روز سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وفاقی حکومت بلوچستان کی ترقی کے لئے ہمیں کوئی رقم نہیں دے رہی ہے۔ ہمارا حق جو بنتا ہے وہ ہمیں ملنا چاہیے جبکہ یہاں پر وفاقی ادارے کام کر رہے ہیں۔ انہیں کام سے روکا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر میرے حلقے میں الیکشن کے دوران دیکھا ہو گا وہاں سینکڑوں گھر ہیں جن کے قریب زمینداروں اور باغیچہ داروں کے گھر بھی موجود ہیں۔ وہاں بجلی ہے لیکن ایک غریب کسان کے گھر میں بجلی نہیں

ہے۔ ہم نے کوشش کی کہ وہاں کے لوگوں کو بجلی ملے اس پر میں نے مختلف ایم این اے کوڑے سے لیا کام شروع ہو گیا ہم نے منت سماجت کی کہ ہمارے علاقے میں لوگوں کو بجلی ملے آج وہ اس سائنسی دور میں روشنی کی نعمت سے محروم ہیں۔ خصوصاً پچھلی حکومت نے تمہو کو نظر انداز کیا تھا۔ اس سلسلہ میں بجلی پر کام شروع ہو چکا ہے۔ وہاں کی انتظامیہ نے یہ کہا ہے کہ کام بند کرو۔ ان سے رابطہ قائم کیا گیا کہ کیوں کام بند کریں۔ میں نے خود اعلیٰ حکام سے بات کی۔ نواب صاحب سے بات کرنے کی کوشش لیکن مجھے کہا گیا کہ وقت نہیں ہے۔ ہم نے کہا چلتے بہتر ہے ہم سمجھتے تھے کہ بات ہوگی مگر ایسا نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر اکاون (۱۵) گاؤں میں جہاں کھجے پنچ پکے ہیں وہاں پر کام ہو رہا تھا۔ کام کو وہاں روک دیا گیا ہے نہ صرف کام روک دیا گیا ہے بلکہ وہاں پر لیونری بھی بٹھا دی گئی ہے۔ وہاں کے لوگوں کو ہر سال کرنے کے لئے آج ہمارے ۱۵ دیہات مصیبت میں مبتلا ہیں۔ میں آپ کے توسط سے قائد ایوان سے یہ کہوں گا کہ خدارا ایسا نہ کریں آپ فوری طور پر اس کا نوٹس لیں میں نے ان سے کہا کہ کیوں کام روک دیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا نواب ابر بھٹی صاحب نے کہا کہ کام کو روک دیا جائے۔ میں نے کہا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ تو خود بلوچستان کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں جہاں پر ترقی کا عمل ہوگا وہ کیسے روکیں گے اب اس کی وضاحت وہ خود کریں گے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ آیا ان گروہوں کو جو آمرانہ دور حکومت میں بھی نہیں نظر انداز کیا گیا تھا۔ آج بھی اگر انہیں نظر انداز کیا گیا تو بدبختی ہوگی وہ لوگ عوام کو اور زیادہ تاریکی میں رکھ کر اپنے سیاہ کارناموں کو چھپانا چاہتے ہیں۔ جو آمرانہ دور میں کئے گئے تھے۔ لیکن جوں جوں جمہوریت کا سوزجہ طلوع ہو رہا ہے جمہوریت کی شعل ہر طرف پھیلنے لگی ہے۔ پیپلز پارٹی نے عوام کا دیرینہ مطالبہ بیان لیا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ موجودہ حکومت جمہوریت کی دعویٰ ہے اس کا کام ترقیاتی کاموں کو فروغ دینا ہے۔ نہ کہ ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ ڈالنا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ عوام کے

اس کو نشانی کے حق کو نہ چھینا جائے۔ جو اندھیرے میں آج وہاں بڑے ہوئے ہیں۔
جناب اسپیکر! یہاں اور بھی مسائل ہیں جن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے
پسٹ فیڈر کے اندر بلکہ یوں کہوں کہ نصیر آباد کے اندر عوامی حکومت ذوالفقار علی بھٹو کی پیسپنڈیاں
کی حکومت نے پانچ لاکھ ایکڑ زمین بے گھر کسانوں کو جن کے پاس رہنے کے لئے زمین نہیں
تھی۔ تیس فٹ کا مکان بھی نہیں تھا انہیں سولہ سولہ ایکڑ زمین الاٹ کی لیکن جب اس ملک
میں رات کی تاریکی میں رات کے اندھیرے میں عوام کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کیا گیا تو ہمارے
علاقہ کے لوگوں نے بھی اس غاصب کا ہاتھ کاٹ دیا اور ان غاصبوں کے توسط سے اور
ان کے تعاون سے وہاں کے کسانوں کی زمینوں پر قبضہ کیا گیا آج بھی وہ زمینیں انہیں کسانوں کے
نام ہیں جن کی زمینوں پر قبضہ کیا گیا ہے۔ وہاں کے کسانوں کو ۱۰ مئی ۱۹۷۸ء کو جب
پورے عالم انسانیت میں یوم کربلا منایا جا رہا تھا وہاں ہمارا علاقہ بھی کربلا کا منظر پیش کر رہا
تھا۔ وہاں پر دس کسان قتل ہوئے آج بھی انہیں لوگوں کے پاس الاٹمنٹ کے آرڈر ہیں لیکن
بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کسانوں کو تحفظ بھی نہیں دے سکتے۔
ان کے لئے بجٹ میں اچھی بات ہے۔ کسانوں کی رعایتی اسکیمیں منظور کی گئی ہیں یہ بہت اچھا
عمل ہے۔ لیکن جناب والا اس سے پہلے ان لوگوں پر توجہ دی جائے۔ جن کے حق چھینے گئے
ہیں۔ جن کا حق تعصب کیا گیا ہے۔ غاصب ہمیشہ غریبوں کے حق پر قبضہ کرتے ہیں۔ ہم سب
یہاں پر ان کے حقوق دینے کے لئے آئے ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے
لوگوں کے حقوق چھینے نہ جائیں۔ جن کے حقوق گیارہ سالہ دور حکومت میں چھینے گئے ہیں انہیں
ان کا حق ملنا چاہیے۔ جناب اسپیکر! ہمارے صوبہ کی ایک واحد یونیورسٹی ہے جہاں پر
ہمارے خوبصورت بچے پڑھتے ہیں۔ اور جن کے ماں باپ کی توقع ان سے وابستہ ہے۔ کہ
میرا بیٹا یونیورسٹی میں جا کر کالج میں جا کر یا بولان میڈیکل کالج میں جا کر تعلیم حاصل کرے گا۔

مسٹر محمد صادق عمرانی : جناب والا! ٹپیل ڈیرہ میں گذشتہ دس بارہ سالوں سے الاٹمنٹ پر پابندی ہے لوگوں کو وہاں پر زمین نہیں دی جاتی۔ ٹپیل ڈیرہ کو خوبصورت بنانے کے لئے حکومت نے منصوبہ بندی کی تھی اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ ٹپیل ڈیرہ کو وہاں خوبصورت بنانے کے لئے وہاں کے لوگوں کو زمین الاٹ کی جائے۔ وہاں کے علاقوں کا بہت اہم مسئلہ ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہاں کی حکومت کو یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں اور قائد ایوان سے گزارش کرتا ہوں گا کیونکہ تاریخ اور ثقافتی چیزوں پر ہمیشہ ان کی گہری نگاہ رہی ہے۔ تاریخ انسانی میں آپ دیکھیں دنیا میں تو میں حکومتوں لوگوں کی تہذیب اور اپنی تاریخی ورثے کی حفاظت کرتی ہیں لوگ ان کو محفوظ رکھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہماری یہ روایت رہی ہے کہ ہم اپنی روایات اور اپنی تاریخ جیسی اہم چیزوں کو ختم کر دیتے ہیں نصیر آباد کی ساری تاریخ ان بہادروں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے کازا سے کے۔ خان نصیر خان نوری نے ۱۸۸۶ء میں کلہوڑوں سے جنگ کی تھی اور یہ علاقہ خون بہا کے طور پر.....

نواب محمد اسلم رتھیانی : جناب اسپیکر! میں ریکارڈ کو صحیح کرنے کی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ عبداللہ خان صاحب تھے جنہوں نے ۱۷۳۳ء میں کلہوڑوں کے ساتھ جنگ کی تھی۔

مسٹر محمد صادق عمرانی : آئی ایم سوری۔ وہ جنرل تھے۔ نصیر آباد میں جعفر آباد کا ضلع۔ نصیر خان کے نام سے منسوب تھا لیکن گذشتہ دور میں اس نام کو مٹایا گیا اور اس کا نام جعفر آباد رکھا گیا ہے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ بلوچ قوم اور بلوچستان کے لئے اسے نصیر آباد کا نام دیا جائے۔ اس کے علاوہ جھٹ پٹ کا نام تبدیل کر کے اس کا

لیکن آج ہماری یونیورسٹی میں کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے ان خوبصورت شہروں کو تعلیم کی ضرورت ہے۔ آج ہماری یونیورسٹی میں اسکو خانے ہیں۔ آج ہماری یونیورسٹی اسمگلروں کے اڈے ہیں اور ہماری یونیورسٹی ہیروئن کے اڈے میں تبدیل ہو گئی ہے۔ خدا را قوم کے ان بچوں کی زندگی بچانے کے لئے آپ اس مسئلہ پر توجہ دیں کیونکہ وہ ہمارے مستقبل کے معمار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہاں کی سرزمین اور عوام کے حقوق کے لئے لڑنا ہے اس پر توجہ دی جائے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہاسٹلوں میں کسی کی بھی اجارہ داری نہ ہو۔ بلکہ ہاسٹلوں پر وہاں کے انتظامیہ کی اجارہ داری ہو۔

میں یہ گزارش کروں گا کہ ہوسٹلوں پر جو اجارہ داری ہے خواہ وہ کسی کی بھی ہو اسے ختم کیا جائے۔ وہاں انتظامیہ ہونا چاہیے اور دور دراز سے آئے ہوئے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر : میں معزز رکن سے کہنا چاہتا ہوں چونکہ آپ ایران میں تقریر کر رہے ہیں آپ کی جو سوئسز یا معلومات ہیں وہ بازاری قسم کی نہ ہوں۔

مسٹر محمد صادق عمرانی : جناب اسپیکر۔ ہمیں بنیادی طور پر جو معلومات ہیں میں اس ایران کو ان لوگوں کے جذبات کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا میں عرض کروں گا اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان ہی یونیورسٹیوں سے نوجوانوں کی لاشیں ان کے گھروں کو لائی جا رہی ہیں اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر : جی۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب اسپیکر - جہیز کی بات یہاں پر چھیڑی گئی - ہماری بد قسمتی ہے - جہیز کی لعنت کو ختم کرنے کی بجائے ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جہیز فنڈ منظور کیا ہے - جہیز کی لعنت سے ہمیشہ ہمیشہ جان چھڑانے کے لئے چاہیے تو یہ تھا کہ ایوان میں قرارداد کے ذریعے ہم اسے ختم کر دیتے ہم ان کے ساتھ ہیں - اس برائی کو ختم کر کے ہزاروں بچیوں کی زندگی کو بنایا جاسکتا ہے - جو جہیز نہیں لاسکتی ہیں ان کا رشتہ بھی نہیں ہوتا -

جناب والا! سود کا مسئلہ ہے ہم یہ تو سمجھتے ہیں کہ سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں - لیکن ہمارے وزیر خزانہ موصوف نے فرمایا کہ ہم سود نہیں دیں گے - لیکن ضرور لیں گے - یہ عجیب بات ہے - سود کی لعنت کو ختم کیا جائے - جناب والا! وہ عالم دین ہیں بہتر جانتے ہیں -

اس کے علاوہ بیروزگاری کا مسئلہ ہے آپ دیکھیں ہمارے ڈاکٹرز انجینئرز بیروزگار ہیں - بیروزگاری کو ختم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے - میں سمجھتا ہوں اس مسئلہ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے - آج ڈاکٹرز اور انجینئرز فنڈ پانچوں پر ٹہل رہے ہیں جناب والا! اس کے لئے اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ ان کو روزگار مل سکے -

جناب اسپیکر - یہاں پر ڈومی سائل سرٹیفیکٹ کا مسئلہ زیر بحث آیا - ہمیں بھی بلوچستان کے عوام سے دلی محبت ہے لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کوئی بھی جماعت اسلامی کا ہو خواہ وہ پاکستان کی جماعت اسلامی کا ہو یا افغانستان کی جماعت اسلامی کا ہو - کیوں کہ تمام جماعت اسلامی ایک ہے - جناب والا! افغان بھگڑوں کو یہاں پر غلط لوکل سرٹیفیکٹ دلار ہے ہیں اس پر توجہ دی جائے -

مسٹر غیاث اللہ خان بازئی - جناب اسپیکر! آپ معزز رکن کو سمجھائیں کہ

نام ڈیرہ اللڈیاری رکھا گیا ہے۔ جناب والا! اللڈیاری کوئی سیاسی یا قومی شخصیت نہیں تھی جس کے نام پر اس تاریخی شہر کے نام کو مٹایا گیا۔ جناب والا! عظیم قربانیوں کے عوض اس شہر کا نام رکھا گیا تھا۔

جناب اسپیکر۔ آپ موضوع سے دور ہو چکے ہیں۔

مسٹر محمد صادق عمرانی : جناب اسپیکر! بجٹ پر ہم جتنا وقت چاہیں لے سکتے ہیں

یہ میرا حق ہے۔

جناب اسپیکر۔ لیکن آپ کا یہ وقت قیمتی ہے۔

مسٹر محمد صادق عمرانی : میں قیمتی وقت پر آیا ہوں۔

جناب اسپیکر : آپ کی تقریر غور سے سنی جا رہی ہے۔ اگر آپ بجٹ پر بولیں تو بہتر ہوگا۔

مسٹر محمد صادق عمرانی : جناب اسپیکر! آپ بھی غور سے سنیں۔ ہم آپ سے توقع رکھتے

ہیں کہ یہ دکو بھری داستان سنیں گے۔ تو مسئلہ یہ تھا کہ ٹیپل ڈیرہ کے نام کو تبدیل کیا گیا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کا نام ٹیپل ڈیرہ ہی رکھا جائے۔

جناب اسپیکر! ٹیپل ڈیرہ کا گورنر اسکول نہایت خستہ حالت میں ہے۔ اس بجٹ میں اس

کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا۔ لہذا اس کے لئے فنڈ مہیا کیا جائے۔ وہاں بچیاں پڑھ رہی ہیں ان کو سہولتیں میسر کی جائیں۔

ایک کھٹن مرحلہ سے گزرے ہیں۔ آج بھی دشمن جہڑیت کے ہیں۔ اور اس کی تاک میں ہیں کہ کسی طریقے سے اس جمہوری عمل کو ناکام بنا کر آمریت کے لئے راہ ہموار کریں۔ لیکن ہم ان کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ یہ جمہوریت کے دشمن ہیں نہ یہ ملک کے وفادار ہیں اور نہ علوم کے دوست ہیں۔ لہذا ایسے عوام دشمنوں سے باخبر رہا جائے ان پر کڑی نظر رکھی جائے اور اگر کچھ مشکلات اور مسائل درپیش ہیں۔ تو ان کو ہم سمجھتے ہیں مل بیٹھ کر اور باہمی افہام و فہم کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے اور نہ کہ ایک غیر تعمیری رویہ اختیار کر کے حل کیا جاسکتا ہے۔

جناب والا! ان مسائل کو نہ بڑھایا جائے۔
 جناب والا! جمہوریت کے لئے اس خطے کے لوگوں نے اس سامراجیوں کے خلاف کوشش کی ہے ان گناہوں اور قومی سامراجیوں ایجنٹوں کے خلاف چاہے وہ حزب اختلاف میں ہوں یا حزب اقتدار میں ان لوگوں نے ایک تاریخی جدوجہد کی تھی کیونکہ آج کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس تاریخی عمل میں ہمارے ساتھ نہ تھے۔ لیکن دیر آید درست آید والی بات ہے اب وہ جمہوریت میں ہیں۔

جناب اسپیکر۔ ہمیں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام معزز اراکین کو چاہیے۔ کہ اس ملک میں جمہوریت کو فروغ دیں۔ اس کو مستحکم کریں۔ جناب والا! آپ نے بھی بچپن سے ہی سیاست میں حصہ لیا۔ جمہوریت کے لئے کوشاں رہے لوگوں کے حقوق کے لئے کوشش کی۔ آپ کو جمہوریت کا احساس ہے۔ ہم نے بھی اور ہمارے بڑوں نے بھی جمہوریت کے لئے کام کیا ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہاں پر ہم سب کی کوشش یہ ہونا چاہیے۔ کہ ملک کے اندر جمہوریت ہو۔ اور جمہوری اداروں کو ہم مستحکم کریں۔ لوگوں کو انصاف دیں اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

وہ یہاں نازیبا الفاظ استعمال نہ کریں۔ وہ افغان مجاہدین کو بھگڑے کہتے ہیں۔

مسٹر محمد صادق عمرانی۔ جناب اسپیکر! آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔ یہ میری رائے ہے۔ میرے خیال میں وہ بھگڑے ہیں۔ یہ آپ کا نظریہ ہے کہ وہ ہیرو ہیں۔ یا مجاہدین ہیں۔ میں نے کوئی نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے۔

مسٹر عمایت اللہ بازئی۔ ان کی محترمہ وزیر اعظم کی پالیسی واضح ہے وہ اس پالیسی کی حمایت کرتی ہیں۔ معزز رکن کیا کہنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی ان ہی کے جماعت کے ہیں وہ کس منہ سے انہیں بھگڑے کہتے ہیں۔

جناب اسپیکر! بازئی صاحب! یہ ان سے اختلاف رکھتے ہیں یعنی اپنی پارٹی سے اختلاف رکھتے ہیں۔

مسٹر محمد صادق عمرانی۔ جناب اسپیکر! اب میں آپ کی وساطت سے کچھ فردی مسائل کی طرف جنکا صدر بلوچستان کی سیاست سے گہرا تعلق ہے آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اس معزز ایوان میں جو شش خطابت میں ہمارے ساتھیوں نے اس قسم کی غیر ذمہ دار باتیں کی ہیں جن کے اچھے اور تعمیری لیکن برے اور منفی اثرات بھی نکل سکے ہیں۔ تنقید برائے تنقید کارجمان ایک حقیقت مند سیاست کو فروغ نہیں دیتا ہے آج پاکستان میں ایک جمہوری دور کا آغاز ہے اور اس جمہوریت کے لئے پاکستان کے مظلوم عوام نے

ساتھی ارکان اسمبلی اور حکومت میں شرکت ارکان پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ وہ مرکز سے اپنے تمام حقوق وصول کریں گے۔ جن پر ماضی میں اس طرف توجہ نہیں دی گئی ہے۔
جناب اسپیکر! میں بحیثیت رفیق کار وزیر خزانہ کے اس نقطہ نظر سے مکمل اتفاق کرتا ہوں کہ آئین کی فراہم کردہ ضمانت کے عین مطابق ہم ملک کے مالیاتی وسائل سے اپنا جائزہ حصہ حاصل کرنے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کو بروئے کار لائیں گے۔ لہذا میں اس ضمن میں مشترکہ مفادات کونسل کا اجلاس طلب کرنے کا پرزور مطالبہ کرتا ہوں۔

اس بجٹ میں ممبرانہ اعلانات پانچ فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں زیادتی بلا معاوضہ علاج کی سہولتیں بے کاشت سرکاری زمینوں کو بے زمین کاشت کاروں اور زرعی کارندوں میں مستقل طور پر تقسیم۔ مادری زبان میں ابتدائی تعلیم اور معدنی وسائل کے کرداروں کی وصولی کے لئے مستحکم موقف اختیار کرنا اور پہلی بار ۹۵ کروڑ روپیہ کے سود دینے سے انکار بجٹ کی اہمیت کو اور بڑھائی کو دوہرا کر رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہم وزیر موصوف اور قائد ایوان سے ان الفاظ کے بھی منتظر ہیں کہ وہ اندرون صوبہ سود کی لغت کو بالکل ختم کریں۔ سود لینے اور سودی کاروبار کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ پینگیں۔ جیسا کہ تقریر کے متن میں گنجائش رکھی گئی ہے۔

جناب اسپیکر! موجودہ بجٹ میں شعبہ تعلیم کو اولیت دی گئی ہے۔ یعنی صوبے کی تعلیم کو اولیت دی گئی ہے۔ صوبے کے عوام کی دیرینہ مسئلے کو قبولیت دیتی ہوئی ابتدائی تعلیم کو مادری زبان میں دینے کا اعلان صوبے کے لئے نیک شگون ہے اس شعبے میں دوہزار سے زائد آسامیاں پیدا کر کے تعلیم یافتہ اور تجربہ کار حضرات کھیلے سنہری موقع فراہم کیا ہے۔ اساتذہ کی تربیتی اداروں میں سہولتوں کی فراہمی تعلیمی ترقی کی سوتھ ہے۔

نیز تعلیمی اداروں میں میرٹ کا نظام نافذ کر کے نظام تعلیم کو اسلامی و سائنسی بنیادوں

میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت اور بولنے کا موقعہ دیا ہے۔ بہت
شکریہ۔

جیے جیٹو۔ (تالیاں)

جناب اسپیکر :- اجلاس کی کارروائی آج شام پانچ بجے تک کے لئے ملتوی
کی جاتی ہے۔

(اجلاس دو پہر ایک بجکر پینتالیس منٹ پر شام

۲۲ جون پانچ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔

دوبارہ شام پانچ بجے اور زیر صدارت جناب اسپیکر شروع ہوا۔)

جناب اسپیکر :- اب سال ۹۰-۱۹۸۹ء کے بجٹ پر بحث کریں گے جناب عبدالرحمن آغا۔

عبدالرحمن آغا : وزیر آبپاشی و برقیات :-

جناب والا! صوبائی وزیر خزانہ کے پیش کردہ بجٹ ۹۰-۱۹۸۹ء پر عام بجٹ جاری رکھتے ہوئے ہم امید رکھتے ہیں کہ موجودہ حکومت میں شامل رفکار اور معزز اراکان اسمبلی کے تدبیر اور حکمت عملی سے یہ بجٹ عام آدمی کی زندگی میں خوشگوار تبدیلیوں کا پیغام بنے گا۔ تمام منصوبے صرف کاغذی اطلاع نہیں بلکہ عملی شکل میں بنا دیئے جائیں گے اگرچہ منصوبے کی دست اور اس کی جغرافیائی حدود جو کہ پاکستان کی مجموعی رقبے کی ۴۴ فیصد پر بھری ہوئی سماجی و اقتصادی ترقی کو پس ماندگی نے قدرے دشوار بنایا ہے۔ مگر ہم

اور آپ میں سے ہر ممبر اسمبلی نے پانچ پانچ گاؤں تجویز کئے جیسے ہم نے مرکز کو لکھا مگر وہاں تجویز کردہ فہرست پر کوئی غور نہیں ہوا۔ بلکہ اپنی طرف سے شخصیات اور مفادات کی بنیاد پر احکامات جاری ہوئے ہیں۔ جس کا ہمیں شدید صدمہ ہے اور یہ صوبائی حکومت کے معاملات میں کھلی مداخلت ہے جس کا آئندہ برداشت سے باہر ہونا قدرتی بات ہے۔ لہذا اس بار سے میں مرکز سے صاف بات کرنا ضروری ہو گیا ہے تاکہ صوبائی حکومت اپنے کام چلانے میں با اختیار ہو۔ بلوچستان میں متوازی حکومت بنانا مناسب نہیں ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے تمام رفقاء کو توفیق دے کہ ہم اللہ کو راضی رکھ کر عوام کی توقعات پر پورا اتریں۔

جناب اسپیکر۔! اب بحث پر تقرر کریں گے جناب دوست محمد محمد حسنی

میر دوست محمد محمد حسنی۔ جناب والا! اس سے قبل معزز ممبران اسمبلی بحث سال ۹۰-۱۹۸۹ء کے متعلق کافی اظہار خیال کر چکے ہیں۔ میں مختصر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ کہ بجٹ سال ۹۰-۱۹۸۹ء مجموعی طور پر موجودہ حکومت مشکل حالات اور مالی مشکلات کے باوجود ایک متوازی بجٹ ہے کیونکہ صوبائی حکومت نے مشکل حالات کے باوجود بلوچستان کے عزیز عوام پر کوئی نئے ٹیکس عائد نہیں کئے جو کہ قابل تعریف ہے میں سمجھتا ہوں یہ بجٹ موجودہ حالات میں ایک انتہائی مناسب اور متوازن بجٹ ہے کیونکہ مرکزی حکومت بلوچستان کو ان کے حقوق نہیں دے رہی ہے تو دوسری جانب ۸۸ کروڑ روپیہ کا خسارہ کو پورا کرنا بھی مشکل کام تھا۔ لہذا مرکزی حکومت سے میں مطالبہ کروں گا کہ گیس سرچارج کی رقم بلوچستان کو بلا تاخیر ادا کی جائے تاکہ بلوچستان

پر استوار کرنا اور غیر اسلامی قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے ماہرین بورڈ کانسٹیکس
دینا۔ تعلیم کے شعبہ میں انقلاب لانے کے لئے موثر قدم شمار ہو گا۔

جناب والا! گذشتہ کئی برسوں سے حکمہ صحت بیمار چلا آرہا ہے۔ موجودہ حکومت نے
حکمہ صحت کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کر کے تربیت یافتہ اور ماہر عملے کے انتظام اور دور افتادہ
علاقوں میں بسنے والے لوگوں کو طبی سہولتیں فراہم کرنے کا جو تہیہ کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو
یہ بخیر خوں پایہ تکمیل کو پہنچے۔

جناب اسپیکر! عوامی حکومت نے عوامی خدمت کو پورا کرنے کے لئے آبپاشی، صحت، تعلیم
پر خصوصی توجہ دی ہے اور خصوصی ترقیاتی منصوبہ اپنا کر میں کوڑ روپیہ کی خطیر رقم دی۔ اس طرح
صوبے کے منتخب نمائندوں کی شرکت سے ترقیاتی پروگرام پایہ تکمیل پہنچیں گے۔

بٹ کا ایک حصہ چھی ہوئی کامیاب کے پہلو کو واضح کرتی ہے۔ اگر اس پر غلطانہ عمل درآمد
کی جائے تو ہمارے بے شمار مشکلات حل ہو جائیں گے۔ سرکاری شعبہ جات میں بدعنوانی کا
کاغذ جو چند بدعنوان آفیروں کے گکٹھ جوڑے سے قوم کے تمام منصوبے ایک خواب بن
جاتے ہیں۔ لہذا اس بارے میں آپ کے توسط سے تمام معزز ممبران سے درخواست
ہے کہ وہ ہمارے معاون رہیں۔

جناب اسپیکر! آبپاشی و برقیات جو صوبے کی بہت اہم ضرورت ہے اور
دیگر ضروریات کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے اس پر جلد ضرورت ہے اتنی توجہ نہیں
دی گئی ہے۔ جس کے لئے میں ایک مقررہ رقم کا مطالبہ کرتا ہوں۔

جناب والا! آب پاشی کے ساتھ برقیات کو میرے حصے میں لگایا گیا ہے
جس میں اختیارات نہیں بلکہ پورے پورے مرکزی سطح پر چھینے جا رہے ہیں۔ مثلاً
رواں سال میں ۲۴۵ گاؤں کو بجلی فراہم کرنا پہلے صوبے کے اختیار میں تھا

لہذا ان دونوں روڈز کے لئے فنڈز فراہم کئے جائیں۔ محکمہ صحت محکمہ تعلیم۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ خاران کے ساتھ انصاف کر کے خاران کو اس کا جائز حقوق دیں گے۔

جناب اسپیکر! ماشیل اور واشک ضلع خاران میں دو ایسے مقامات ہیں، جہاں ملک کی بہترین کھجور پیدا ہوتی ہے۔ مگر مارکیٹ کی دوری کی وجہ سے تازہ مال محسی مارکیٹ تک پہنچ نہیں سکتے۔ لہذا میرا مطالبہ ہے ماشیل اور واشک میں کھجور کی پیکنگ کے چھوٹے چھوٹے کارخانے قائم کئے جائیں تاکہ زمینداروں کو صحیح مارکیٹ مل سکے۔ اور کچھ لوگوں کو روزگار فراہم ہو سکے۔ رخشان علاقہ مالداروں کے لئے بڑا مشہور علاقہ ہے۔ سالانہ ہزاروں ٹن پشم باہر جاتا ہے۔ یہاں پر پشم صاف کرنے کا کارخانہ قائم ہو تاکہ یہاں پشم (اون) صاف کر کے پیک کی جائے تو متعلقہ مالداروں کے لئے بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوگا۔

جناب اسپیکر! خاران احمد وال روڈ کی پختگی کے ابتدائی تمام کام مکمل ہو چکے ہیں میں گزارش کروں گا کہ اس کام کو جلد از جلد شروع کیا جائے۔ خاران گرڈ اسٹیشن کا کام اب تک شروع نہیں کیا گیا ہے حالانکہ گدر سے خاران تک کھمبے کسی حد تک مکمل ہیں۔ لہذا میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کام کو جلد از جلد شروع کیا جائے تاکہ خاران جیسا زرعی علاقہ میں زرعی اور محاشی انقلاب آجائے۔

جناب والا! گزشتہ حکومت نے خاران کے غریب زمینداروں کے لئے بائیس ہونگ نصب کئے اور ۸۹ - ۱۹۸۸ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ان نصب شدہ رگز کے لئے بیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ بڑے بڑے ٹربائس و مشینری وغیرہ منقص کئے تھے مگر اس اسکیم کو آخری مرحلہ میں ڈراپ کیا گیا۔

لہذا میں گزارش کروں گا کہ ان بائیس رگز کے لئے فنڈز فراہم کیا جائے۔ کیونکہ زمینداروں

میں ترقیاتی سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔ جہاں تک قابل تقسیم ٹیکسوں اور محصولات کا تعلق ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کو آدھا حصہ رقبہ کی بنیاد پر ادا کیا جائے۔ ہم مرکزی حکومت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ تمام صوبوں کو آئین کے مطابق صوبائی خود مختاری اور مکمل حقوق دینا چاہیے۔

جناب اسپیکر! اب میں کچھ اپنے حلقہ انتخاب کے مسائل کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے بحیثیت منتخب نمائندہ جو تجاویز سالانہ ترقیاتی پروگرام ۹۰-۱۹۸۹ء مختلف حکومتوں کو پیش کی تھیں ان میں سے ایک کو بھی شامل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ بجٹ اور اے ڈی پی عوامی منتخب نمائندوں کو مشورہ اور تجاویز سے مرتب کیا گیا ہے۔

جہاں تک محصولات کا تعلق ہے اس شعبہ میں بھی خاران کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ خاران کے کوئی نئی سڑک جو کہ ہم نے تجویز کی تھی۔ خاران، خرمائی یک روز کی منظوری دی جائے۔ دوسرے خاران، دال بندین۔ خضدار روڈ کی کٹائی اور توسیع کی جائے کیونکہ یہ ایک اہم روڈ ہے اس روڈ کی بہتر کٹائی اور توسیع سے آرسی ڈی روڈ پر بوجھ کم ہو جائے گا اور یہ روڈ آرسی ڈی کا متبادل روڈ ہو سکتا ہے۔

ضلع خاران بلوچستان کا پسماندہ ترین ضلع ہے۔ ڈیڑھ لاکھ آبادی پر مشتمل ہے یہ انیس ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔ اور تقریباً ننانوے فیصد بے روزگاری ہے مگر بجٹ میں خاران جیسے پسماندہ ضلع کو نظر انداز کیا گیا ہے ضلع خاران کو ذریعہ معیشت، خوش کام زمینداری اور مالداری پر ہے۔ مگر زراعت اور آبپاشی کے مات میں خاران کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ محکمہ زراعت اور آبپاشی کے شعبہ جات میں اپنی اے ڈی پی میں نظر ثانی کر کے خاران کو اولیت دی جائے۔

کر سکتے ہیں تو اردو میں کریں۔

مسٹر حسین اشرف :- یقین جانیے مجھے اپنی زبان میں بات کرنے کا بے انتہا بیانیہ صدمہ سے زیادہ شوق ہے۔ لیکن چلو اخبار والوں کی خواہش کو بھی پورا کریں گے۔ تاکہ ہماری بات اجازت میں بھی پہنچ سکے۔

نواب محمد اکبر خان بکچی :- (قائد ایوان) جناب اسپیکر! ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے ایک ساتھی ممبر اپنی مادری زبان میں بولے ہیں۔ لیکن اب وہ اس کے بعد پشیمان ہو گئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ بلوچی میں انہوں نے جو تقریر شروع کی تھی جاری رکھیں گے۔ ہم سمجھ رہے ہیں۔

مولوی غلام مصطفیٰ ذریعہ تعلیم :- جناب اسپیکر! معزز ممبر نے ابتدا میں الفاظ مجھے ہیں جن کی ہم وضاحت چاہتے ہیں۔ ”بسم اللہ ہم بلوچے نام“ یہ لفظ ہے جو انہوں نے کہے ہیں ایک تو یہ تھا کہ وہ کہتے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ایک یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے ”بسم اللہ ہم بلوچے نام“ پتہ نہیں اس کا ربط کس طرح ہے اس کی ذرا تشریح کریں۔

مسٹر حسین اشرف :- یہ مذہبی تقریر نہیں ہے کہ میں تفصیل سے بیان کروں۔ بہر حال آپ کو یہ سمجھاؤں ”بسم اللہ خدا کے نام“ جو واقعی خدا نے مجھ پیدا کیا ہے اور زندگی دی ہے۔ باقی سب کچھ دیا ہے جو انسان کو دیا ہے وہ مجھ میں بھی ہے۔ یہ بسم قوم۔ قوم کا نام اس لیے کہ بلوچ قوم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے اور مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔ یہاں بولنے

کو متعلقہ کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ از خود یہ مشینری نصب کریں۔
جناب والا! بلوچستان میں دو ایسے ٹکے بھی ہیں جن کے نام تو لوگ سنتے ہیں مگر
کام نہیں دیکھتے۔

ایک بی ڈی اے اور دوسرا بی اڈ ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ان دونوں ٹکے جات
کو ہدایت دی جائے کہ وہ پسماندہ اضلاع خصوصاً خاران میں ترقیاتی کام شروع کریں۔
جناب والا! میں آخر میں ایک تجویز پیش کروں گا کہ بلوچستان کے تمام اضلاع کا
ترقیاتی فنڈز کا تعین کر کے آدھا حصہ آبادی کی بنیاد پر اور آدھا حصہ رقبہ کی بنیاد پر فراہم
کیا جائے۔ مشکریہ۔

جناب اسپیکر: اب سالانہ بجٹ پر تقریر کرنے کا وقت ہوا ہے۔ مسٹر حسین اشرف
کا مسٹر حسین اشرف تقریر فرمائیں گے۔
(بلوچی سے ترجمہ)

مسٹر حسین اشرف: بسم اللہ (بلوچ قوم کے نام
بسم اللہ اس لئے کہ مجھے اسی خدا نے پیدا کیا ہے۔ اور ایک اچھی صحت دی ہے۔
اور یہ موقع نصیب کیا کہ قوم بلوچ کی خاطر اسماء ایوان میں بیجھ دیا ہے۔ کہ اس حق اور فکر
کا نمائندگی کروں۔ جناب اسپیکر اور قائد ایوان میں اردو میں تقریر کرتا ہوں کیونکہ باقی لوگوں
کے لئے مشکل ہو گیا ہے

جناب اسپیکر: آپ کی یہ تقریر رپورٹ بھی نہیں لکھ سکتے ہیں۔ اگر آپ اردو میں تقریر

مجھے روزانہ یہ اطلاع مل رہی ہے کہ گواڈر میں پانی کے مسئلے پر روزانہ جلوس ہو رہے ہیں۔ آج بلوچوں نے بھی یہ دیکھ لیا ہے ہم نے کراچی میں دیکھ لیا ہے کہ جب پانی نہیں ہوتا تو جلوس نکلتے ہیں۔ اور زور سے نعرے لگاتے ہیں۔ پانی دو۔ آج انہوں نے بھی یہی سیکھا ہے۔ پانی کی پریشانی موجود ہے۔ دور نہیں ہوئی ہے۔ میں اس حکومت سے کم از کم یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ صرف دل خوش کرنے کے لئے نہیں یہ امید تو دلا دیتے ہیں کہ ہم اس علاقے کے لئے پانی کے لئے کچھ کر رہے ہیں کہ ہم پانی کے مسئلے کو اس طرح سے حل کریں گے۔ بہر حال بظاہر مجھے اس کا حل کچھ نہیں دکھائی دیتا ہے۔ تو اس واسطے میں کہتا ہوں کہ اس کا گلہ کرنا بے کار ہے۔

جناب اسپیکر! دور ایسا آیا ہے گلہ نہ کریں بلکہ گلا پکڑیں۔ اس نسبت تک ہمیں آج پہنچایا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر اب میں اپنی تقریر اردو میں شروع کرتا ہوں۔ میری تنقید ذرا لمبی ہے۔ جناب والا! جہاں تک وزیر خزانہ کی آئندہ مالی سال کے بجٹ تجاویز کا تعلق ہے جو انہوں نے اس معزز ایوان میں پیش کی ہیں ان میں صوبائی حکومت کا سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال ۱۹۸۹ء کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس بجٹ میں کوئی خاص ترقیاتی یا فلاح و بہبود کے پروگرام کا اظہار نہیں ہوتا۔ البتہ یہ حکومت کی شاہ خرچی اور اخراجات پر مبنی بیان معلوم ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر! اب میں بجٹ کی چیدہ چیدہ مدت اور مختلف شعبوں و مدت کے مسئلے میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر موصوف نے مسائل اور دشواریوں کا ذکر پھر کر حکومت کی طرف سے ہمیں متاثر کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز اپنی حکومت کی ناکامیوں اور مشکلات افراط زر ٹیکس کی پالیسی کو جواز بنایا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں۔

کے لئے۔

وزیر تعلیم :- ”بسم اللہ“ وہی تو ہے یہی تو کہہ رہے ہیں بسم اللہ یعنی اللہ نے ہم کو پیدا کیا بسم اللہ تو اللہ کا نام ہے۔ اللہ نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ آخر کے الفاظ ذرا پڑھ لیں تو اچھا ہے۔

مسٹر حسین اشرف :- چو بھائی۔ آپ کو خوش کرنے کے لئے : میں کہتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (بلوچی سے ترجمہ) جناب اسپیکر ! اس بحث پر بہت باتیں ہوئی ہیں۔ تنقیدی باتیں بھی ہوئی ہیں۔ اور تعریفی باتیں بھی ہوئی تو ہر وقت ہر ممبر نے اپنی فکر کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جناب اس ترقیاتی پروگرام میں ہم گلہ نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم گلہ کس سے کریں۔ گلہ ہم نے بہت کیا ہے اور تھک گئے ہیں۔ شکایات بھی بہت کی ہیں اور تھک گئے ہیں اور اپنے واسطے جتنا زیادہ ہم گلہ کریں۔ اس کے ہم حق دار ہیں کہ یہ آپ سب کو معلوم ہے کہ بلوچستان کا نام بلوچستان تو پورا پسماندہ ہے لیکن بلوچستان کا پورا پسماندہ ترین علاقہ جہاں سے میں منتخب ہوا ہوں وہ مکران ہے اس کا حال آپ کے سامنے ظاہر ہے۔ ہر وقت آپ کو شکایتیں مل رہی ہیں پچھلے اجلاس میں ہم نے یہ کہا تھا کہ بیس روپے گلین ہم پانی خرید رہے ہیں لیکن آپ کے دلوں میں رحم نہیں آیا آپ نے میری بات پر توجہ نہیں دی ہے وہی مسئلہ ابھی تک ہمارے ساتھ ہے۔ پانی کے لئے ہم واویلا کر رہے ہیں۔ اور ابھی تک یہ مسئلہ موجود ہے اور میں یہاں اجلاس کے لئے آیا ہوں۔

دیگر سائنسی آلات مہیا کریں۔

جناب والا! مادری زبان میں تعلیم دینا ایک اہم فیصلہ ہے مگر اس پر عمل کیسے ہوگا؟ اس کے لئے اب تک کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی صرف زبانی اعلان کر کے سستی شہرت اور سیاسی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔

مولوی صاحب کی صحت پالیسی سے صوبے کی صحت پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑے گا۔ صحت کی سہولتوں کا فقدان ہے۔ بیماری کا علاج صرف ڈاکٹروں کے دیکھنے سے مرض غائب نہیں ہوگا۔ اور صرف ہسپتالوں کی تعمیر کا اعلان اس کا حل نہیں۔ وزیر خزانہ کو شاید زچہ و بچہ کی شرح اموات کا خیال نہیں ہے۔ کوئٹہ جیسے اہم شہر اور صوبائی ہیڈ کوارٹر کے ہسپتال میں بستروں کی کمی اور دوسرے سہولتوں کے لئے اس بحث میں کچھ نہیں۔ سوائے اس کے کہ بولان کیمپیکس میں ستر، بستروں پر مشتمل ہسپتال کی تعمیر کی خوش خبری جیسے بولان میڈیکل کالج کا حال ہے ویسے ہی اس ہسپتال کا ہوگا۔

جناب اسپیکر، وزیر موصوف بلوچستان کی آبادی کی پچاس فیصد لوگوں کو صاف پانی پینے کی یا پلانے کی جو بات ہے۔ وہ بے حد مبالغہ آمیز اور سراسر غلط ہے۔ شاید (۴۵) پینتالیس لاکھ کی آبادی میں کچھ خوش نصیب لوگ ایسے ہوں گے۔ جو اس نعمت سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ دیہاتوں کی قیامت کیا کریں۔ یہاں شہروں میں یہ حال ہے کہ عورتیں اور بچے میلوں دور سے سر پر پانی لاتے ہیں۔ اب تک اس شعبہ میں جو اسکیمیں جہاں جہاں جاری ہیں۔ وہ بھی ناقص اور بیکار ہیں، ہفتہ میں تین دن پانی کی سپلائی ڈیزل یا انجن کی خرابی کے باعث معطل رہتا ہے۔

صوبائی وزیر نے ایک مضحکہ خیز بات بیان کی ہے کہ حکومت کی کوششوں سے سرکاری فارمز ۱۵۰۰ ایکڑ اور ۱۰۰۰ ایکڑ اراضی زیر کاشت لائی جائے گی۔ اور اس

کہ افراط زر بری چیز ہے اس سے اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے اور ترقیاتی اسکیمیں مہنگی ہو جاتی ہیں مگر صرف آپ کا نہیں بلکہ پورے ملک کا تعلق افراط زر سے ہے آپ تو ایک طرف زور و شور سے کہتے ہیں اور کہتے رہے ہیں کہ ہمارا صوبہ وسائل کے لحاظ سے امیر ہے اور ہماری آمدنی میں کئی گنا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ جناب والا۔ اگر ترقیاتی اسکیمیں شروع کی جائیں آپ ان وسائل کی ترقی کے لئے جو سرمایہ کاری نہیں کریں گے تو آپ کو آمدنی کہاں سے ہوگی۔

دوسری بات تعلیم کے بارے میں ہے۔ جناب عالی تعلیم اس محکمہ کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس پر توجہ دینا لازمی ہے۔ وزیر خزانہ نے اپنی بحث سجاویر میں کہہ کر بات ختم کرنے کی کوشش کی ہے کہ حکومت تعلیم کو اولیت دے رہی ہے۔ جناب والا! تعلیم کی ترقی پر بارہ فیصد مجموعی اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ پرائمری تعلیم کے پھیلاؤ کی بات تو کی گئی ہے۔ مگر عمارت کے اور ساز و سامان کے بغیر نیز اسٹاف کے بغیر اسکول اسکولوں کے اعداد و شمار پر تکیہ کر کے یہ کہنا کہ تعلیم کو اولیت دی گئی ہے۔ سراسر نا انصافی ہے۔ بچوں کو غیر تعلیمی ماحول کے سپرد کرنا یعنی کوئی دینیات پڑھتا ہے یا دیگر علم حاصل کرتا ہے۔ مسجد اسکول کی تعمیر ہماری سبھی میں نہیں آتا کہ ہماری حکومت آدھا تیر آدھا بیٹر کی مثال کو کیوں ترجیح دے رہی ہے۔ اس طرح موجودہ حکومت بیک وقت اللہ تعالیٰ اور عوام دونوں کو خوش کرنا چاہتی ہے۔ جناب اسپیکر۔ تعلیمی معیار کالجوں کے کھولنے سے نہیں بڑھتا۔ ایسے بے علم اور بے خبر کالج کھولنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہمارے علاقے میں کچھ ایسے کالج بھی ہیں جہاں طالب علم کو بی اے کرنے کے بعد ریل گاڑی کی تصویر بھی معلوم نہیں۔ چاہیے تو یہ تھا پرائمری کی تعلیم پھیلانے کے ساتھ ساتھ اصل میں اعلیٰ تعلیم کی کوالٹی کو بڑھائیں۔ موجودہ کالجوں میں اچھی لائبریریز اور اچھا اسٹاف

تین ٹکڑیاں بنوانے کا منصوبہ ہے۔ مثلاً تربت مندروڈ، پنجگور، سبزآب روڈ اور گوادر، حیوانی روڈ ان کے خیال میں اس تعمیر سے مکران ڈویژن سڑکوں میں خود کفیل ہو جائے گا، اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوگی۔ خدا کرے کہ ایسا ہو۔

جناب والا! بلوچستان کے ساتھ صنعتی شعبہ میں تو صریحاً زیادتی ہے، چند فیکٹریاں کوئٹہ میں ہیں۔ وہ بند پڑی ہیں اور باقی پورے صوبے میں کوئی صنعت نہیں ہے سوائے بلوچستان کے آخری ٹکڑے پر جو کراچی کے قریب ترین علاقہ ”دھب“ میں واقع ہے جس سے ہمارے عوام کے نہ تو معاشی حالت پر اثر پڑ رہا ہے۔ اور نہ ہی صوبے میں کوئی معاشی ترقی ہوگی۔ البتہ کراچی میں اور ملک کے دیگر بڑے شہروں کے سرمایہ دار طبقہ کو روپیہ کمانے کی چھوٹ اور مراعات میسر ہو رہی ہیں۔ تاکہ وہ پرانی مشینری کو جدید بنالیں اور اسے کراچی میں لگوائیں اور اس کے بدلہ گھی بنانے والی فیکٹری کی مشینری کو ”دھب“ منتقل کر کے خوب منافع کمائیں۔ پراویٹ سیکرٹریس کی چھوٹ اور مراعات حاصل تو کر گیا۔ مگر بلوچستان کے دورانقادہ علاقوں میں اس وقت نہیں جلتے گا جب تک یہاں بنیادی ڈھانچہ موجود نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر! مچلی کی صنعت دکار دبار نہ صرف بلوچستان میں بلکہ پاکستان کی معیشت میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اور اس سے کافی زرمبادلہ کمایا جاسکتا ہے خصوصاً جیننگا، مچلی کی برآمد سے مگر ہماری حکومت نے اس کی ترقی پر کوئی خاص توجہ نہیں دی ہے۔ پسنی فشریز ہاربر اتھارٹی تقریبی کے سلسلے میں سب سے پہلے پسنی ہی کے مقامی نوجوانوں کی بھرتی کی جائے، اس کے بعد ساحل مکران کے دوسرے علاقوں سے بھرتی کی جائے۔ کیونکہ ساحل لوگ بڑی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں علاوہ ازیں پسنی فشریز ہاربر پراجیکٹ میں گذشتہ ڈیڑھ سال سے پسنی فشریز

طرح بلوچستان میں سبز انقلاب کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ جناب اصل حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی حکومت آبپاشی کے وسائل کو ترقی نہیں دے رہا ہے۔ اس چار ہزار ایکڑ سے بلوچستان جیسے وسیع و عریض صوبہ میں آبپاشی اور زیر کاشت رقبہ پر کیا فرق پڑے گا۔ جناب والا؛ صوبے کا بنیادی شعبہ زراعت ہے۔ جس میں ہماری آبادی اکثریت اپنا گذر اوقات کرتی ہے۔ اس شعبہ کی ترقی کے لئے سوائے چند سرکاری فارموں کے اور کچھ نہیں کیا گیا ہے۔ ماسوائے ان فارموں پر کام کرنے والے ملازمین کے لئے رہائشی مکانات تعمیر کرنے کی، اس سے آپ اس حکومت کی بے خبری اور غفلت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ زراعت جیسے اہم شعبہ کو جس طرح سمجھا جا رہا ہے۔ وہ اس سے قبل کی حکومتوں نے بھی سمجھا ہے۔ آیا زرعی پیداوار مکانات یا عمارات کی تعمیر سے بڑھ جاتی ہے۔ ہرگز نہیں، اور نہ ہی زرعی پیداوار چھوٹے کسانوں اور زمینداروں کی قرضہ کی ہولتیں و دیگر ترغیبوں سے بڑھے گا۔ بجلی کے سپلائی اور بجلی پہنچانے سے زرعی ترقی ممکن ہو سکے گی۔ جس کی طرف سے کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ زراعت پیشہ طبقات کی ہولتیں، ہم پہنچانی چاہیے، زرعی آلات و مشینری، ٹریکٹر اور اچھا قسم کے بیج کی فراہمی، فصلوں کو بیماری سے بچانے کے لئے گرم کش ادویات اور اسپرے وغیرہ کی ہولتیں، ہم پہنچانے ہی سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ جناب اسپیکر! سڑکیں کسی بھی علاقے کی ترقی کے لئے بے حد اہم ہوتی ہیں۔ سڑکوں کے ذریعے معاشی ترقی ہوتی ہے، اور بلوچستان جیسے وسیع و عریض اور منتشر صوبہ ان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، مگر یہاں کی سڑکوں کا جو حال ہے، وہ آپ سے پوشیدہ ہے۔ یا نہیں ہے۔ سڑکوں کی اس زبوں حالی سے شاید حکومت اور اس کے وزراء بے خبر ہیں۔ کچی سڑکوں کی تعمیر تو عیاشی ہے۔ کچی سڑکیں نابید ہیں۔ آئندہ بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے کچھ مکران کی حالت پر رقم کیا ہے، کہ وہاں

نے مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۸۹ء کو حکم صادر فرمایا تھا کہ ملازمت کے لئے مقامی لوگوں کو ترجیح دی جائے لیکن اس کے باوجود پاکستانی سیاست چل رہی ہے اور ملی جگت سے غیر مقامی لوگوں کو نوکریاں دی جا رہی ہیں اور مقامی لوگ پریشان ہیں۔ اور ٹھیکیدار وغیرہ بھی باہر سے لائے جا رہے ہیں۔ ہمارے وسیع ساحلی علاقوں کے باشندوں کا زیادہ پیشہ ماہی گیری ہے اس سلسلے میں حکومت نے کوئی خاص ترقیاتی اسکیم پیش نہیں کی ہے بلکہ لوگ اپنے صنعت کے بل بوتے پر کچھ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ جب دو چار لوگ مل کر ایک بڑی کشتی یا لاپنج بناتے ہیں اور سمندر میں شکار کرنے کے لئے جاتے ہیں تو بد قسمتی سے کبھی کبھی موسم خرابی یا طوفان وغیرہ کی وجہ سے وہ پانی کے بہاؤ میں دور تک سمندر میں چلے جاتے ہیں اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہیں۔ ابھی دو ماہ قبل ہمارے ہمسایہ ملک ایران جس کے قبضے میں مغربی بلوچستان کا بیشتر حصہ ہے۔ غلطی سے ہمارے کچھ ماہی گیر داخل ہو گئے تھے جس کے نتیجے میں ایرانی حکومت نے ماہی گیروں کو سزا دے کر چھوڑ دیا تھا۔ لیکن ان کی لاپنجوں کو ضبط کر کے بعد میں اپنے لوگوں میں نیلام کر دیا تھا، جس کی وجہ سے ہمارے ماہی گیر اپنے نان سبزیہ کے محتاج ہو گئے۔ اس طرح ہمارے کچھ ماہی گیر قدرتی آفات اور غلطی سے بیچرہ عرب کے طوفان اور پانی کھجڑ کے ساتھ افریقی سمندر میں داخل ہو گئے تو حکومت سو مالیہ نے ان کو پکڑ کر سزا دے دی اور بعد میں چھوڑ دیا لیکن ان کے لاپنج ضبط کر لئے جس سے ہماری ماہی گیروں کی معاشی حالت بالکل تباہ ہو کر رہ گئی۔ لیکن اس کے برعکس جب دوسرے ملک کے ماہی گیر غلطی یا قدرتی آفات کی وجہ سے ہمارے ملک کے سمندری حدود میں آجاتے ہیں تو ہم نہایت رحم دلی سے ان کو معاف کر کے بمکھی کشتیوں یا لاپنجوں کے واپس کر دیتے ہیں اس لئے ہم موبائل حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دفاتی حکومت سے اس مسئلہ کو

ہاربر اتھارٹی کے مینجنگ ڈائریکٹر کا تقرر نہیں ہوا ہے۔ صوبائی حکومت سے درخواست ہے۔ کہ مینجنگ ڈائریکٹر کا تعلق ساحلی مکران سے ہی ہو۔ کیونکہ وہاں کے حالات اور ماہی گیری کی نفسیات سے وہ بخوبی آگاہ ہیں، اور یہ اقدام خود اس پراجیکٹ کے لئے بہتر ہے اور اس کے مفاد میں ہے۔ مبادا کہ پراجیکٹ کے غلط ہاتھوں میں چلے جانے سے خسارے میں پڑ گیا ہے۔ یا پڑ جائے، اور جن مقاصد و اغراض کے حصول کے لئے یہ فیش ہاربر بنایا گیا ہے، وہ بے سود ہو جائے دوسری بات یہ ہے کہ ماہی گیروں یا مچھلی کی صنعت سے وابستہ افراد پر رعایتی چارجز (rebatal charges) عائد کیا جائے۔ تاکہ وہ راغب ہو جائیں اور پسنی فیش پورٹ کی دستیاب سہولتوں کو استعمال کریں۔ کیونکہ جتنی زیادہ سہولتیں استعمال میں لائیں گے، حکومت کو اتنا ہی زیادہ مالی فائدہ حاصل ہوگا۔ علاوہ ازیں بورڈ آف ڈائریکٹرز بنانے وقت ساحلی مکران کے منتخب نمائندوں کو اہمیت دی جائے۔ یہ خود اس پراجیکٹ کے حق میں بہتر ہوگا۔ اور جو لوگ شروع ہی سے پسنی فیش ہاربر میں کام کر رہے ہیں، ان کو ان کی قابلیت اور تجربے کی بنیاد پر ترقی دی جائے، اور سالانہ ترقیاتی پروگرام میں حصص رقومات اور ایشین بینک جو قرضے دے۔ تاکہ لوگ انڈسٹری لگو آئیں، اس میں وہاں کے عوامی لوگوں کا حق پہلے بنتا ہے۔ حکومت ایسے اقدامات کرے۔ تاکہ وہاں کے لوگوں کو ان کا جائز حق مل جائے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ آجائیں۔ اور ڈائریکٹر فیش / فشریز بلوچستان جسکا ہیڈ کوارٹر پسنی میں ہے۔ لیکن عوام سے شکایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ سال کے بارہ مہینے نیگٹو ٹریڈ کوٹ میں پڑا رہتا ہے۔ اگر فیش ریز جس پر حکومت توجہ دے رہی ہے۔ یا دے تو لوگوں کی اور صوبے کی قسمت ہی بدل جائے گی۔

جناب والا! پسنی فیش ہاربر کے اقتدار کے موقع پر جناب وزیر اعلیٰ بلوچستان

یہونکہ براستہ کراچی اکثر تارکین وطن جب واپس آتے ہیں تو ان میں گواہوں کے لوگ جو دوسری شہریت رکھتے ہیں ان کو بڑی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور کراچی میں ان کا وقت بھی ضائع ہو جاتا ہے اور ناداقتیت کی وجہ سے اکثر لیٹ بھی جاتے ہیں اور اس طرح ان کے خون پسینہ کی کھائی ضائع ہو جاتی ہے۔ حکومت سے درخواست ہے کہ اس ضمن میں مناسب کارروائی کرے۔

جناب اسپیکر! ہم پیپلز ورکس پروگرام کو عوام کے مفاد میں سمجھتے ہیں لیکن خدشہ ہے کہ اس پروگرام کے ذریعہ ایک مخصوص پارٹی اپنے سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے جدائی کا کردار ادا نہ کرے۔ اس لئے دُعا ہے کہ یہ پروگرام بدیتی پر مبنی نہ ہو۔ جناب اسپیکر! یہ بات مکران کے باشندوں پر عیاں ہے کہ کوسٹ گارڈ اور مکران ملیشیا کے ہاتھوں ہر شہری پریشان ہے۔ یہ جہاں کا بھی رخ کرتے ہیں وہاں تباہی مچا دیتے ہیں۔ فصلوں اور جنگلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور لوگوں کا مال مویشی تک لوٹ کر لے جاتے ہیں اور لوگوں کی جلانے کی لکڑیاں بھی زبردستی چھین کر لے جاتے ہیں۔ ابھی چند روز ہوئے ہمارے ایک معزز رکن نے بھی یہ مسئلہ اٹھایا اور اس پر خاطر خواہ بحث بھی ہوئی اس لئے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن اتنا عرض کروں گا کہ صوبائی حکومت بلوچستان کے عوام کو اس قسم کی کارستانیوں سے نجات دلوانے کے لئے مثبت اقدامات عمل میں لائے۔

جناب اسپیکر! حلقہ کلاہج اس وقت قحط سالی کا شکار ہے۔ چونکہ حلقہ کلاہج ایک بارانی علاقہ ہے جس سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط زدہ علاقہ بن گیا ہے اس لئے صوبائی حکومت سے درخواست ہے کہ اس علاقے کو قحط زدہ قرار دینے کے لئے باقاعدہ نوٹیفیکشن جاری کرے۔

اٹھا کر اس کا مثبت حل تلاش کرے۔ علاوہ ازیں صوبائی حکومت سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ جو لے
ماہی گیروں کے لئے کچھ آمدنی اسیکیمات تجویز اور منظور کرے تاکہ ان کے ساتھ تھوڑی بہت
مدد اور تعاون ہو سکے اور ان غریب لوگوں کی معاشی حالت سدھر سکے اور ان کا معیار زندگی
بلند ہو سکے۔

جناب اسپیکر! معدنیات ہمارے صوبے کی آمدنی کے اہم ترین ذرائع ہیں۔
ہماری حکومت کی جانب سے معدنیات کے شعبہ کو ترقی دینے کی منصوبہ بندی ہر
سال ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اب تک مکمل طور پر ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ معدنیات کہاں
اور کتنی مقدار میں ہیں۔ اور جو معدنیات نکالی جا رہی ہیں، ان میں بھی دقیقاً کس طریقے
استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ان فرسودہ طریقوں سے کانخون کی جان نکالی جا سکتی ہے، لیکن
معدنیات نہیں نکالی جا سکتی آئے دن کانوں میں ان پرانے طریقوں کو اپنانے کی
وجہ سے حادثات ہو رہتے ہیں۔ اور کانخون کو جان سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں صوبائی
حکومت سے درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جدید طریقوں کو اپنائے تاکہ اس
قسم کے حادثات کم ہو سکیں۔ اور زیادہ سے زیادہ معدنیات نکالی جا سکیں۔

جناب والا! گوادرمیں حکومت نے لوگوں سے رہائشی پلاٹ الاٹ کرنے کیلئے
رقم بھی وصول کی ہے لیکن الاٹمنٹ کے احکامات ابھی تک لوگوں کو موصول نہیں ہوئے
ہیں۔ اس بارے میں حکومت کا کہنا ہے کہ ابھی تک ان پلاٹوں کے لئے روڈ تعمیر نہیں ہو سکے
ہیں۔ اسٹیل الاٹمنٹ آرڈر تو اد میں ہیں، اس لئے گزارش ہے کہ حکومت روڈز وغیرہ
کی تعمیر کا جلد بندوبست کر کے الاٹمنٹ آرڈرز جاری کرے

جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مکران کے لوگ انٹرخلیج میں کام کرتے ہیں
جن کے لئے خلیج سے مکران تک براہ راست پی آئی اے کی پروازیں چلائی جائیں

اور غاران میں بھی ہیں بلکہ یہ سارے پاکستان میں ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ بلوچستان میں ہیں۔ بیرونہ ان کو پنجاب کی اتنی ضرورت نہیں اس لیے کہ بلوچستان کا ساحل جغرافیائی اعتبار سے بہت اہم ہے۔

جناب والا! یہ ایوان گذشتہ دنوں امریکی اڈوں سے زمین سے فضا میں داغنے والے میزائلوں کو بے حد تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کو امریکی فوج کی موجودگی کی کارروائی تصور کرتا ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کے ساحل سے مزید میزائل داغنے کے سلسلے کو فی الفور ختم کیا جائے۔

جناب اسپیکر :- کیا آپ کسی قرارداد پر یہ تقریر کر رہے ہیں؟

مسٹر حسین اشرف :- جناب والا! یہ قرارداد نہیں ہے میں اپنے پاس رکھے ہوئے کاغذ کے چھوٹے چھوٹے پرندوں سے پڑھ رہا ہوں لیکن اگر آپ اسے قرارداد کی شکل میں قبول کریں تو مجھے خوشی ہوگی۔

جناب اسپیکر! بلوچستان میں مدنیات سے مالا مال ہے۔ لیکن اس میں بلوچ عوام کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جیسا میں نے عرض کیا میں چھوٹے چھوٹے پوائنٹس لکھ کر لایا ہوں پڑھتے ہوئے کچھ یہ نہیں پڑتا۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ بلوچستان کے مدنی وسائل پر غیر بلوچوں کا قبضہ ہے۔ حکومت نے وسیع علاقہ ان کو پٹے پر دے رکھا ہے جسے دونوں ہاتھوں سے لٹا جا رہا ہے۔ یہ عوام کا حق ہے لہذا میں ایوان سے درخواست کرتا ہوں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ مگر وہ تمام مدنی وسائل پر بلوچوں کا حق تسلیم کرتا ہے۔ میں اس مدنی دولت کے لئے ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ گزارش ہے۔

جناب وزیر خوراک متوجہ ہوں کہ گوادر کے عوام نے شکایت کی ہے کہ وہاں کے دکانداروں نے گندم کی ایک پوری پر مبلغ ۲۸ روپے قیمت بڑھادی ہے۔ جبکہ پہلے ہی گندم کی بوری ان کو مبلغ ۲۱۲ روپے میں بعد میں حکومت نے ۲۰ روپے بڑھا دیئے اور قیمت ۲۳۲ روپے ہو گئی۔ اور اب گندم کی بوری ۲۴۰ روپے میں بی رہی ہے اس زائد ۲۸ روپے کی وصولی کے لئے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گوادر کو بھی درخواست دے دی گئی ہے۔ لیکن اس پر ابھی تک کوئی خاطر خواہ کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! اس وقت گوادر کے عوام کا ایڈمنسٹریشن اور اہم محکمات میں کوئی نامزدہ نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہوتی جا رہی ہے لہذا صوبائی اور وفاقی حکومت سے درخواست ہے کہ وہ گوادر کے رکنے چنے چند سرکاری عہدوں پر فائز ملازمین کو ایڈمنسٹریشن اور دوسرے اہم محکمات میں ٹرانسفر کر کے تعینات کرے۔

آخر میں اگر یہ کہا جائے کہ وزیر خزانہ صاحب کے بجٹ کا تخمینہ سود کو حرام تو قرار دے دیا ہے۔ سود واپس کرنا تو حرام ہے لیکن اس کا لینا حرام قرار نہیں دیا گیا ہے یہ اقدام بنیاد کے کھاتے کے حساب والے میزانیہ سے مماثلت رکھتا ہے۔ جناب اسپیکر! تھوڑا سا بلوچستان کے طوّل و عرض میں امریکی فوجی جاسوسی اڈوں کا ذکر کروں گا۔ جناب والا! گوادر میں بھی یہ اڈے قائم ہیں سب سے بڑا اڈہ راس کوہ خاران میں بتایا جاتا ہے۔ مگر گوادر میں امریکی ٹاسک فورس کے انتہائی حساس نوعیت کے فوجی آلات نصب ہیں لہذا یہ ایوان بلوچستان میں موجود ان امریکی اڈوں کو بلوچستان کے قومی حقوق کے خلاف سمجھتا ہے اور اس میں پاکستانی حاکموں کا حصہ بھرتا ہے۔ یہ گوادر

کا ضرورت ہے۔ مغربی سامراج کی افغانستان میں مداخلت کا کوئی افلاقی یا سیاسی جواز نہیں ہے امریکی اپنے سامراج کے لئے مذہبی جنون کے نام سے افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے یہ ایران اس کی شدید مذمت کرے افغانستان میں جاری جنگ بلوچی افغانوں کی سیاسی اور قومی مستقبل پر نہایت دور رس منفی اثرات مرتب کرے گا۔

جناب اسپیکر! یہ ایران اس چیز کو بلوچوں کے حقوق آزادی کے لئے بھی مضر خیال کرتی ہے لہذا ہم اس ایران کی معرفت حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ افغانستان میں فوجی اور سیاسی مداخلت کو فی الفور بند کیا جائے اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ افغانستان میں مہاجرین واپس چلے جائیں۔

آخر میں آپ کا بہت مشکور ہوں آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا ہے یہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے میرا گلا خشک ہوا ہے اس لئے میں اپنی تقریر کو یہاں ختم کرتا ہوں۔
بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر : مسٹر حسین اشرف صاحب کے بعد اب میر محمد ہاشم شاہروانی کی تقریر ہوگی۔

میر محمد ہاشم شاہروانی : جناب اسپیکر! معزز ارکان اسمبلی۔ جیسا کہ بجٹ برائے سال ۱۹۸۹ء۔ ۹۰ء آپ کے سامنے پیش ہو چکا ہے اس سلسلے میں کافی ارکان اسمبلی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ میں لمبی جوڑی تقریر تو نہیں کروں گا۔ البتہ کچھ مسائل کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ جناب والا میں یہی مناسب سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ آپ سب کو علم ہے کہ حکومت نے بجٹ تقریر

کہ وہ بلوچستان میں بلوچستان کے مختلف حلقوں سے منتخب ہو کر آئے۔ وہ اس حق کو تسلیم کریں ہم معدنی وسائل کو صوبائی حکومت کی تحویل میں لینے کی سفارش کرتے ہیں تاکہ یہ دولت صوبے کی تحویل میں رہ کر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال ہو جائے۔ بلوچی زبان اس خطے کی قدیم ترین زبانوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اور بڑی زبان ہے اس میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو ایک سرکاری زبان ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے یہ ایوان بلوچستان میں بلوچی کو سرکاری زبان قرار دینے کے لئے حمایت کرے۔ اور اس کو سرکاری زبان قرار دینے سے مختلف قومیتوں کے حقوق تسلیم ہو جائیں گے۔

جناب والا! بلوچستان میں اس وقت بہت سے وفاقی حکومت کے اہل کار کام کر رہے ہیں جنکو خصوصی مراعات حاصل ہیں، مرکزی ملازمتوں میں بلوچستان کا ۳۶ فیصد کوٹہ ہے۔ جبکہ بلوچستان کے لوگوں کو اس میں کھپانے کے لئے چالیس فیصد سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مرکزی محکمے اپنے آدمی واپس لے لے اور اتنی ہی ملازمتوں میں یہاں کے لوگوں کو ملاز دی جائے جو کہ بلوچستان کا کوٹہ مقرر کرے۔

نیز یہ ایوان افغانستان میں جاری خانہ جنگی اور غیر ملکی سامراج کی اس خطے پر بالا دستی اور چھوٹی قوموں کو آپس میں الجھا کر آپس میں مغربی سامراج کی فوجی سیاسی اور معاشی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں، افغانستان میں روس کی فوجوں کی موجودگی اور افغانستان میں خانہ جنگی میں پچھلے چند سالوں سے اس کو جواز بنا کر مغربی سامراج اور ان کے حواریوں نے اس خطے میں جو خون کی ہولی کھیلی ہے، باعث افسوس ہے۔ لیکن اب ملک روس کی فوج افغان عوام کے رہنماؤں کی درخواست پر یا ویسے علاقائی خود مختاری کے لئے اٹلائی گئی ہے واپس جا چکی ہے اور افغان مسئلے پر جنیوا معاہدے پر عمل کرنے

میں میرے حلقے کے حاجی شہر ڈنگڑہ کے چھ میل کو پختہ نہیں کیا گیا۔ اس طرح میری دیگر سجاوید میں منٹری ریلوے اسٹیشن تالند سے ریلوے اسٹیشن دی گئی پختہ سڑکوں کی سجاوید کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ آپ مہر گڑھ تک تو پختہ روڈ تعمیر کریں اس کو مسترد نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس مہر گڑھ کی تہذیب نے سب سے قدیم ترین سات ہزار سال پرانی تہذیب کو ظاہر کر کے پورے علاقے کو ایک اہم ترین مقام دیا ہے۔ یہ اہم قدیمی شہر ہے اور اب مہر گڑھ کا سٹی بنتا ہے کہ اس علاقے کی سڑک کو پختہ کیا جائے نہ تو اس حکومت کو مہر گڑھ کی اہمیت کا علم ہے اور نہ ہی یہاں کے لوگوں کی ضروریات کا احساس ہے۔ اب یہ معزز اراکین کا کام ہے کہ وہ خود دیکھیں کہ میرے حلقے کے ساتھ عدل و مساویانہ سلوک ہوا ہے یا نہیں۔

جناب اسپیکر! یہ میرا سٹی بنتا ہے کہ میں حکومت بلوچستان کو کہوں کہ میرے حلقے کے ساتھ حکومت کیوں ایسا سلوک کر رہی ہے جس سے یہاں کے عوام میں احساس محرومی پیدا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر! معزز اراکین جہاں تک صحت کا تعلق ہے جہاں حکومت صوبے کے دیگر علاقوں کے لئے صحت کی سہولت مہیا کر رہی ہے۔ وہاں ایک دفعہ پھر میرے حلقے کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے۔

کیونکہ صحت کے بارے میں میری ایک تجویز تھی کہ حاجی شہر میں رورل ہیلتھ سنٹر قائم کیا جائے لیکن یہاں بھی حکومت نے فراخ دلی سے کام نہ لیا اور میرے حلقے کے عوام کو اپنی نوازشات سے محروم رکھا۔ جبکہ اس سلسلے میں میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انگریگ رورل ہیلتھ سنٹر مرحوم وزیر اعلیٰ جام میر غلام قادر خان نے منظور کیا تھا۔ اور جب وہ وہاں آئے تھے اس کا اعلان کیا تھا یہاں پر کئی سیکرٹری موجود ہوں گے۔ جن کو

اس کا پتہ ہوگا۔ وہاں پر ہیلتھ سنٹر قائم نہیں ہوا ہے اس کے بعد پتہ بھی نہیں ہے کہ ان کے اعلان کیا ہوا۔ حاجی شہر اور انگریزوں میں صحت کی سہولیات فراہم کی جائیں۔
جناب اسپیکر! ہر حکومتوں کی طرح ہماری حکومت بھی تعلیم کے عام کرنے کا فرہ خوب استعمال کر رہی ہے۔ میں نے اپنے عوام کی طرف سے ڈھاکہ شہر کے لئے انٹر کالج کا کہا تھا۔ ادھر بہت آبادی ہے مگر حکومت نے ڈھاکہ شہر کو کالج دینے سے یکسر نظر انداز کیا ہے۔

جناب والا! میری ایک تجویز یہ بھی تھی کہ حاجی شہر مہرگڑھ کالونی وغیرہ کے لئے مجھ میں ٹی وی سوسائٹی کی تجویز تھی۔ لیکن حکومت نے اسے کھلے دل سے تسلیم نہ کر کے میری ان تجاویز کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ اور میرے اس علاقے کو بشمول مہرگڑھ کے ہر محلے میں محروم رکھا ہے۔

جناب اسپیکر! کیا یہی بجٹ ہے جس بجٹ کو پیش کرتے وقت یہ کہا گیا تھا۔ کہ اس بجٹ میں مساویانہ اور عدل کے اصول پر تمام طبقے کے لوگوں کو سہولتیں فراہم پہنچائیں گے؟ لیکن اس بجٹ سے جیسا کہ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ میرے حلقے کے عوام کو کچھ نہیں ملا ہے۔ دراصل یہ بجٹ میرے حلقے کے عوام کے لئے بجٹ ہی نہیں ہے۔ حکومت نے اپنے لوگوں کو خوش رکھنے کے لئے ان کی اسکیمات رکھی ہیں یعنی جس کی حکومت ہے بجٹ بھی انہیں کا کہلائے گا۔ نہ یہ ہمارا ہے اور نہ ہمارے عوام کے لئے ہے اگر حکومت نے ایسا بجٹ پیش کرنا تھا تو ہم سے تجاوز کیوں طلب کی گئی تھی۔ اور اگر اس میں ہمارے عوام کے لئے کچھ نہ تھا تو اسے ہمارے سامنے پیش کر کے ہمارے زخموں پر نمک کیوں چھڑکنے کی کوشش کی گئی ہے؟
اس حکومت نے انصاف کے اصولوں کے برخلاف اپنے لوگوں کے لئے

بجٹ پیش کیا ہے۔ حکومت کو اس بجٹ پر غور کرنا چاہیے۔
جناب اسپیکر صاحب! آخر میں ایک اور گزارش کروں گا۔ میرے کچھ دوستوں
نے پیپلز ورکس پروگرام کے لئے کہا ہے میں اسے کی مزید وضاحت تو نہیں کرنا
چاہتا ہوں مگر اس پیپلز ورکس پروگرام کو جس طریقے سے ہم سن رہے ہیں۔
میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں (تخسین آفرین)

یہاں عوام کے منتخب نمائندے ہیں اگر پیپلز ورکس پروگرام شروع کرنا ہے
تو عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے شروع کیا جائے وگرنہ نہیں۔ اور اگر کسی دوسرے
طریقے سے چلایا گیا تو ہم اس کی مکمل مخالفت کریں گے بلکہ اس کی مذمت بھی کریں گے۔
والسلام شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ سالانہ بجٹ پر محمد ہاشم شاہوانی صاحب تقریر کر رہے تھے۔
میر جان محمد جمالی کی باری ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! چلے تو ارادہ تھا کہ
فرینچ لیو پر چلا جاؤں۔ جناب والا! بغیر اجازت رخصت پر چلے جانے کو فرینچ لیو (french
leave) کہتے ہیں گرمیوں کا موسم ہے۔ انسان کس پی کر سو جاتا ہے۔ میں نے بھی سوچا کس پی کر
سو جاؤں آپ کے پاس شکایت کرنے آیا آپ نے فرمایا سیدھے رہو۔ ایوان
میں چلو اور کارروائی میں حصہ لو میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے چلتے ہیں! میرے دل
جلے یا حسین اشرف کی تقریر ہے۔ وہ بھی سنیں گے۔ مسکراتے ہوئے پوائنٹ
آف آرڈر ہوں گے رضیہ رب کے۔ وہ بھی سنیں گی۔ سعید ہاشمی خماری حالت میں

رہتے ہیں وہ بھی دیکھیں گے۔ جام صاحب آنکھوں سے اشارے کر دیتے ہیں وہ بھی ہوگا۔ جناب غلام مصطفیٰ صاحب جو آجکل لنت میں اضافہ کر رہے ہیں وہ بھی سُن لیں گے۔ آپ کی اطلاع کے لئے گوشہٴ ادب گیا کہ لنت خریدوں اور معلومات میں اضافہ کروں لیکن ایسا بھی نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں دوسرے صوبوں کی طرح یہ بھی فری ٹیکس بجٹ ہے۔ نئے ٹیکس لگانے کا رسک دوسرے صوبوں نے بھی نہیں لیا ہے۔ نہ پنجاب نے نہ فرینڈز اور نہ سندھ نے۔ سندھ نے تھوڑا سا رسک لیا ہے کیونکہ عوامی نمائندے ہیں۔ بجٹ پیش کر دیا ہے۔ یہ افسر لوگوں کا بنایا ہوا تھا۔ پہلی دفعہ تھی عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ بہر حال ٹیکس لگانے کا رسک کسی نے نہیں لیا ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ پہلی دفعہ ہمارے صوبے میں جی پی فنڈ اور بنوولینٹ فنڈ (Benevolent fund) کو استعمال میں لایا گیا ہے۔ کچھ عرصہ ہوتا ہے۔ اسی کو پہلی دفعہ صوبہ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

اب میں نان ڈوپلمنٹ کی طرف آتا ہوں اگر ۱۹۷۳ء کے (Concurrent list) پر عمل کیا جائے اور صوبوں کے اختیارات بڑھ جائیں ۱۹۷۳ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ دس سال اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر! اس وقت صوبہ بلوچستان کے وفاقی حکومت کے ساتھ مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جو ہمارے بجٹ سے بھی تعلق رکھیں گے اور ہماری معاشیات سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور عوام سے بھی متعلق ہیں، جیسا کہ سوئی ٹیکس کے ڈوپلمنٹ کے سرچارج کا مسئلہ ہے۔ سینڈک پراجیکٹ ہے۔ خوشی کی بات ہے اس کا

ذکر قومی سطح پر بھی آیا ہے۔ یہ اچھی چیز ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں پانی کی تقسیم کے مسائل سندھ حکومت کے ساتھ ہیں، جس کے متعلق اہم کردار وفاقی حکومت نے کرنا ہے یہ مسئلہ ہمارے ہیں۔

اور ولیج ایلیکٹریفیکیشن (Village Electrification) کا مسئلہ ہے جو کہ اس وقت بالکل بند پڑے ہیں یہ مسئلہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے۔ میں وفاقی وزراء سے اس یوان کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ ہم بلوچستان والے مہمان دار ہیں۔ مہمان داری میں کبھی بھی پیچھے نہیں ہیں۔ کبھی ہم اپنے مہمانوں کو تکلیف میں نہیں لاتے ہیں ان وزراء کو حکومت میں آئے ہوئے سات ماہ ہو گئے ہیں۔ یعنی وفاقی حکومتوں میں آئے ہیں۔ وہ لوگوں کے ساتھ بات کریں۔ اور مسئلے کا حل نکالیں ہمارے وزراء نے دو دفعہ وفاقی حکومت سے رابطہ کیا ہے۔

انہیں چاہئے کہ اب بھی وہ آئیں کہ عرصہ کا موسم اچھا ہے۔ مہمانداری بھی اچھی ہوگی کھلے دل سے باتیں ہونگی اور مسئلے حل ہونگے اور انشاء اللہ مسائل کا حل بھی ہو سکتا ہے ہم کوئی ایسی چیز نہیں ہیں کہ وہ ہم سے دور رہیں ہم دل کے بہت بڑے ہیں۔ وہ آئیں بات کریں اور مسئلے کا حل نکالیں۔

جناب والا! میرے دوست صادق عمرانی نے صنعت کے متعلق ذکر کیا تھا کہ جتنی صنعتیں ہیں ان کو نیشنلائز کیا جائے میں کہتا ہوں سارے پاکستان کی صنعتوں کو نیشنلائز کریں اگر آپ سمجھتے ہیں یہ قوم کی دولت ہے قوم کی دولت کو اگر اپنی دولت بنا رہے ہیں تو ان کے پاس رہنا چاہئے لیکن وفاقی حکومت کو یہ پالیسی دینی ہوگی کہ کیا طریقہ کار بہتر دیکھو کچھ ایسی چیزیں ہیں جن پر وفاقی حکومت نے فیصلہ کرنا ہے آپ بہتر جانتے ہیں کہ وفاقی حکومت کا فیصلہ کیا ہے اگر صنعتوں کو

نیشٹا نہ کرنا ہے تو مشترکہ پالیسی بنانا ہوگی۔

جناب دلال! پیپلز ورکس پروگرام سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے میری ذات کو اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن یہ جس طریقے سے یہ مندرجہ حکومت کی صوابدیدیہ پر چھوڑ دیا گیا ہے جس طرح سے فرنٹیئر کی حکومت کی صوابدیدیہ پر چھوڑ دیا گیا ہے اس طرح سے پیپلز ورکس پروگرام صوبائی حکومت بلوچستان کی صوابدیدیہ پر چھوڑ دیں۔ (تحسین آفرین) کام کرنے کا طریقہ حکومت کی صوابدیدیہ پر ہوا دیکھ حکومت کے تقاضے ہیں اور اگر آپ وفاقی حکومت میں ہیں تو ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں آپ ہماری حکومت کو تسلیم کریں اس کے لئے انصاف چاہئے اور کچھ نہیں چاہئے۔ اب میں مشورہ دیتا ہوں اپنی حکومت کو کہ اس بجٹ کے خسارہ کو کس طرح کم کیا جاسکتا ہے جناب دلال! کوئلہ پریٹیکس نہایت فروسی ہے۔ اگر چہ میرا اس انڈسٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاہم اطلاع یہ ہے کہ تین سو سے چار سو روپے تک ایک ٹن پر خرچ ہوتا ہے۔ اور اس پر ایک ہزار ماٹری اور ہزار کھارے اس میں سے اگر سو روپے وہ صوبے کو دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اس طرح ماربل کے بارے میں سنا ہے کہ ایک صاحب کی تو ساڑھے آٹھ ہزار ایکڑ لینز ہے بڑی عجیب بات ہے چائے میں ساڑھے آٹھ ہزار ایکڑ لینز ہے۔ چائے ایک بیکس اور ڈیڑھ علاقہ ہے اس پر بھی ٹیکس ہونا چاہئے اس میں بھی بڑی کھائی ہے۔ کچھ ایسے ٹیکسز ہیں جس سے آپ کے ڈیفنٹ کم ہو سکتے ہیں۔ اس طرح اور بھی منیرلز ہیں ان پر بھی ٹیکس لگائیں۔ وہ پیسے دیں کافی عرصہ سے کھارے ہیں۔ جیسے ہماری بلوچی میں کہتے ہیں ہمارے پیٹ کے اندر سے کھایا ہے۔ اب صوبے کو ٹیکس بھی دیں اس کی ترقی میں حصہ لیں۔

فائونڈیشن بنائیں اپنے پیسے سے غریب لوگوں کیلئے کام کریں۔ لیبر یا سٹیل بنائیں یہ جو لیبر ہولڈرز ہیں ہزاروں ایکڑ ان کے نچے میں ہے اب وقت آگیا ہے کچھ کر کے دکھائیں۔ ہم جو اراکین نہ مینڈا رہیں یا ڈاکٹر ہیں بڑی مشکل سے کرو لاکھ کی قیمت دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا پانچ لاکھ ہے گھرا جاتے ہیں اور یہ خیر سے سولہ لاکھ نہ پے کی ٹوٹا لینڈ کرو نہ سپر گھوم رہے ہوتے ہیں۔ تو ہمیں شک ہونے لگ جاتا ہے۔ ان کے پاس ٹوٹا کروڑ ہے اس ملک میں ایک یارو طبقے اور ہیں جن کے پاس ہے جناب والا! صحت کے لحاظ سے یہاں امید تھی کہ یہاں سرورمز ہسپتال کا اعلان کیا جائے گا۔ آپ اس وقت سول ہسپتال کو ٹیٹہ میں چلے جائیں ایسا لگتا ہے جیسے پھلی بازار ہے۔ ہمارے افسر صاحبان کو ٹیٹہ لوگ ہیں ان کو تو دوا مل جاتی ہے آپ کے غریب ملازم کو اوپی ڈی میں صبح سے شام رہنا پڑتا ہے۔ اور ایک دن بھی ضائع ہو جاتا ہے صاحب بھی ناراض ہوتا ہے ان کیلئے علیحدہ سرورمز ہسپتال بنائیں اس طرح آپ کے پنجاب میں سرورمز ہسپتال ہے فریئر میں سرورمز ہسپتال ہے۔ ملازمین کو علیحدہ علاج و معالج کی سہولت دے لیبر کیلئے بھی علیحدہ ہسپتال نہیں ہے ان کیلئے بھی ہونا چاہئے۔ جناب ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ بن رہے ہیں اچھی بات ہے لیبر کیلئے ہسپتال بنائیں۔ جو پریشر ٹرٹرھا ہے اسے (Divert) کریں

جناب والا! جی پی فنڈز کیلئے گزارش ہے پنجاب گورنمنٹ نے تو الفلاح پلازہ جیسے کمرشل ایریا بنائے ہیں انہوں نے نوویٹنٹا فنڈز سے بنائے ہیں۔ جب تیس سال کی سرورمز ایک نائب قاصد کرتا ہے تو بعد میں اسے کچھ فوائد حاصل ہونے چاہیں۔ واؤٹنگ اسکیم بہت اچھی بات ہے

مگر اس سے آگے بات ہونی چاہیے۔ کمرشل پلازہ بنائیں تیس سال مرد س کے بعد جب وہ گھر جاتے ہیں تو ان کے پاس اتنے وسائل ہوں کہ آرام سے اپنی زندگی گزار سکیں۔ اس طرح پلٹنرز کے مسائل بھی ہیں۔ جو محل طلب ہیں وہ ریٹائرمنٹ کے بعد درخواست دیتے ہیں کہ جی پی فنڈ نہ یلنر کیا جائے اور دیگر وجہان بھی دی جائیں اس میں انہیں ایک دو دو سال بھی لگ جاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ تیس سال کی مرد س کے بعد وہ کوئٹا رہے اور اسی میں وہ فوت ہو جائے۔ جناب ان چیزوں کا نوٹس لیا جائے۔ آپ کے تو سطر سے قائد ایوان سے گزارش ہے کہ ایفیکٹیو (Effective) وفد نیشنل فنانس کمیشن میں بھیجیں۔ واٹر تذاویب مسئلہ ہے اس کیلئے کچھ کریں اور یہ صوبائی حکومت کا معاملہ ہے کہ مسئلہ مسائل حل کرے قائد ایوان نے چند ماہ پہلے ایوان میں اعلان کیا تھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس سال یکم جولائی سے اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔ لوگ بڑی توقع لگائے بیٹھے ہیں مارشل لاء کے بعد ہمارے بلوچی سوسائٹی ہے ٹراٹل سوسائٹی ہے اس میں جہرگہ ہوتا ہے اس میں جب کسی معاملے پر راضی نامہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ ڈی سی کے پاس ۱۹۴ میں جاتا ہے۔ اور راضی نامہ قبول ہو جاتا ہے۔ مارشل لاء نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ کاغذ بکھر ہو م ڈیپارٹمنٹ میں۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ایم ایل اے ہیڈ کو آڈر تک جناب جب راضی نامہ میں اتنی وقت ہے تو پھر لوگوں کی توقعات پر پورے کی باتیں نہیں اتریں امید ہے کہ اس پر جلد از جلد نوٹس لیں گے۔ ایک صاحب نے ایگریکلچر ٹیکس کا ذکر کیا تھا ایگریکلچر پنجاب میں لگائے فرنیچر میں لگائے سندھ میں لگائے اس کے بعد ہماری بارہی آئی ہے ہم ان کے پاس نہیں پہنچے اگرم کسی اور دن

وزیر صاحب وقت دیں تو میں انہیں بتاؤں کہ ہم کس طرح کانڈ مینڈری کر رہے ہیں۔ اور اس پر کتنے اخراجات آتے ہیں۔ ہم اس سے بالکل بچ نہیں سکتے اور اگر کچھ بچالیں تو آخر میں پٹواری ہمارے کھال اتار لیتا ہے۔ جناب پٹواری وہ شخص ہوتا ہے جس کو ایوب خان صاحب نے بھی تسلیم کیا امیر محمد خان صاحب نے بھی تسلیم کیا جناب اسپیکر اب میں کچھ مخصوص پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے سلسلہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایگریکلچر میں میریل نمبر ۳ پر آن فارم کا ذکر ہے۔ آن فارم مینجمنٹ پروجیکٹ بلوچستان فیزلٹیو کیلئے ۵ اعشاریہ ۱۳ ملین روپے رکھے گئے ہیں میرے خیال میں ان ایک غلطی ہو گئی ہے کہ صرف اس کو بتا دیتے کہ اس کی اسٹیڈنگ کیسے ہے کس طرح ہے جب میں نے وضاحت چاہی تو آدمی رقم اس میں نصیر آباد، کچی، تمبو، جعفر آباد میں خرچ ہو رہی ہے وہ وضاحت میں نے کڑالی ہے ہاشمی صاحب سے یہ امپروومنٹ آف ایگریکلچر فارم نمبر ہے ایک معزز رکن سے بات کر رہے تھے انہوں نے کہا عمران میں ایک فارم ہے جس میں چھ سو کھجوروں کے درخت ہیں اس کی آؤٹ پٹ ساٹھ سے ستر ہزار روپے سالانہ ہے اس قسم کے کام کو آپ امپرو (Improve) کرنا چاہتے ہیں یا ڈسپوز آف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا اگر (Valueable) نہیں تو پرائیویٹ آڈی کو دیدیں۔ وہ اس سے بہت زیادہ کما کر دے گا۔ جناب آپ کی تو سروس پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے سلسلہ میں گزارہ شکر ونگا کہ وہ قبلہ درست کہیں۔ ہر سمت میں اس کی اسکیموں کو بانٹیں۔ اس بحث میں سب سے اہم پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ہے اس کے ڈوٹیرن اس کی ترتیب پر دھیان رکھا جائے۔ اسے ڈی پی میں پبلک ہیلتھ کو دوبارہ غور کیا جائے۔ یہ میرا وزیر مہد صوف سے گزارش

ہے ایوان کے توسط سے۔ میں بایاڈ کے محکمہ کا بھی ذکر کرونگا۔ صبح جب میں نے ہنی بال کے ہاتھی کا ذکر کیا تو بایاڈ کی بھی وہی حالت ہے۔ ہنی بال سوئٹرز نے لینڈ سے گزرا تو اس کے ہاتھی سردی کی وجہ سے مر گئے۔ جناب امریکہ کے پیسے سے انٹی لاکھ روپے پر اسکیم کلٹرز (Cluster) تیار ہو گئی ہیں۔ لیکن پانی کا ایک قطرہ کسی کو دینے کو تیار نہیں ہیں۔ آپ کے توسط سے وزیر موصوف صاحب سے گزارش ہے کہ اسی لاکھ روپے کی اسکیمیں ٹھہری ہیں کسی کو فائدہ نہیں دیتی ہیں۔ یہ ہمارے جعفر آباد ضلع میں احمد آباد کلٹرز و ڈیانا ٹکی جدید کلٹرز روڈ بالکل ناکام ہو چکے ہیں اب اس کام کا نوٹس لیا جائے۔ کیوں یہ کام اس طریقہ سے ہوا۔ اوستہ بھاگ، ٹیل روڈ بنا گیا تھا میٹرل پڑا ہے اسکو نیکر رول کر دیا گیا تھا فنڈز بہت کم تھے جس سے وہ سب کچھ ضائع ہو جائیگا یہ بڑی انٹرسٹنگ اسکیم تھی جھل مگسی سے کوٹ مگسی تک شکل روڈ ڈالیں گے یہ دس بارہ میل ہے باغ ہیڈ سے اس قسم کی اسکیمیں آٹو میٹیکلی ہونگی اسمیں پبلک کا فائدہ ہے۔ جناب والا! دلچسپ حد تک دیکھیں کہ سیریل نمبر ۶۳۲ پر گرانٹ ان ایڈ برائے دینی مدارس کا ذکر ہے ایک کروڑ روپے ہیں اسکے بعد سیریل نمبر تینتیس نان گوٹمنٹل پروائل سب جیکٹ ہے دس لاکھ روپے گئے ہیں اس کے لئے۔ (Non

Governmental Provincial Subject)

میر صاحب علی بلوچ۔ جناب اسپیکر۔ مولانا خوستی صاحب کو مبارک

باد دین کہ وہ ٹرینڈری بنچرز سے اٹھ کر ان بنچرز بہرہ بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ مولانا خوستی صاحب آپ اپنی نشست پر بیٹھیں

بہر حال یہ انکی مرضی ہے کہ وہ جہاں بیٹھیں۔

میر جان محمد خان جمالی :- جناب اسپیکر۔ میں گرانٹ ان ایڈ کی

بات کر رہا تھا یہ کس قسم کے دینی مدارس ہیں آیا وہ سیاسی دفاتر تو نہیں یا کسی
فصو میں پارٹی کو تو یہ فنڈ نہ نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ کہ دینی مدارس کے نام پر اپنے
گروپ کو نوانا جا رہا ہے اس وقت چوالیس ممبرز ہیں انشاء اللہ پینتالیس
ہو جائینگے جناب والا! ان چیزوں کا نوٹس لیں۔ پارپولیشن ویلفر پلاننگ یہ تو ایسا لگتا
ہے کہ غبارہ بن کر آکر گیا کہیں نظر نہیں آتا پارپولیشن تو تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے
اس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کیا ہے؟۔ غریب ملازمین مجبور ہیں انکی تنخواہوں
میں گزارہ نہیں ہو سکتا اس طرح دیکھے۔ سوشل ویلفر کیلئے بیس لاکھ رکھے
گئے میریل نمبر ۱۵ پر ہے مجھے تو نظر نہیں آیا کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں بجٹ کی
پھلی اسپینج میں بھی میں نے کہا تھا کہ جن پر خنزاں آ رہی ہے۔ وہ خواتین فنکشنز کرتی
ہیں سال میں ایک مرتبہ کوئی لڈو سنڈ و جیل میں دیکر قیدیوں کو راضی کرتی ہیں اسکی
تفصیل دی جائے میں نے کہا تھا یو تھ ایکٹیویٹیز Youth Activities کو ڈیفائن کیا
جائے کچھ ایسی چیزیں ہیں انکی ڈسٹری بیوشن کس طرح کرتے ہیں انکی آڈٹ
رپورٹ کیا دیں۔ ایک دن یہ رکھی جاتی ہیں ہم انکو پڑھ نہیں سکتے تو یہ پوائنٹس ہیں
اسے ڈی پی کے بارے میں میرے بھائی بھول گئے میں تسلیم کرتا ہوں کہ برابری کا سلوک
نہیں کیا گیا اگر حزب اختلاف کے ساتھ نہیں کیا گیا تو ٹریڈری پنجز سے تعلق رکھنے والوں کے
ساتھ بھی برابری کا سلوک روا نہیں رکھا گیا۔ یہ روایت رہی ہے مجھے پچھلا دور یاد ہے
میں نے ذکر بھی کیا تھا یہاں میر چاکر خان نہیں بیٹھے ہوئے انہوں نے دستخط نہیں کئے

مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوئے اس طرح نواب زادہ سلیم اکبر گٹھی اور نذیر اللہ جمالی بھی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوئے تو ہمارے ان دوستوں کا ترقیاتی فنڈ بند کر دیا گیا تاہم یہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ مسائل کو بان چیت کے ذریعے حل کیا جائے۔ امید ہے جب ہمارے دوست فیڈرل گورنمنٹ سے آئینکے تو وہ بھی میگنیمٹی (Magnimity) کا طریقہ اختیار کرینگے اور پرا بلنر کو حل کیا جائیگا۔

جناب والا! رشوت ستانی کے اسلاد کا ایک کالم ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اسکے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ میرے خیال میں اس محکمے میں سب فرشتے ہیں۔ تائم ایوان کی چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا جس علاقے میں لاقانونیت ہوگی وہاں کے ڈی سی کو معطل کر دیں گے۔ آجکل ڈکیتیاں ہو رہی ہیں اور مسئلے مسائل ہیں مجھے امید ہے جب معاملہ عد سے بڑھ جائیگا لوگ تبدیل کر دیئے جائیں گے۔ ان کے ہاں ہر ڈسٹرکٹ کا گراف لگا ہوا ہوگا۔

جناب اسپیکر! آخر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میرے

کچھ مسائل تھے جن کا میں نے ذکر کرنا تھا۔ - - -

جناب اسپیکر۔ جان محمد جمالی کے بعد اب ایوب بلوچ بجٹ پر بحث کریں گے۔

مسٹر محمد ایوب بلوچ۔ جناب اسپیکر صاحب۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے معزز اراکین اسمبلی۔ مجھے اس بات پر خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں اپنے عوام کے منتخب نمائندے کی حیثیت سے حکومت کے تیار کردہ بجٹ پر اظہار خیال کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! بجٹ ایک ایسی دستاویز ہے جس پر سارے

عوام کی نظریں لگی ہوتی ہیں اس سے حکومت کے معاشی ترجیحات طریق کار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ سال ۱۹۸۹-۹۰ کے بجٹ میں وسائل کی کمیابی بلوچستان کی موٹی پیداوار مثلاً سوئی گیس کی رائٹی اور سرچارج اور بلوچستان کے سمندروں میں موجود بے بہا دولت اور دیگر وسائل یہاں کے مغلوک احوال عوام کو انکا جائز حصہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ توقعات پوری نہیں ہو سکی ہیں جتنی ہمارے عوام نے اپنی منتخب جمہوری حکومت سے وابستہ کی ہوئی ہیں۔ مگر پھر بھی دستیاب وسائل کے اندر رہتے ہوئے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ عوام کے مسائل کم از کم کئے جاسکیں جو گزشتہ تیرالیس سالوں سے نظر انداز کئے جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب۔ ویسے تو پورا بلوچستان پسماندگی افلاس بیماری جہالت کے بدترین دور سے گزر رہا ہے مگر خاص طور پر مکران میں جو سال ہا سال سے ہوتا چلا آ رہا ہے مکران کے باشندے خلیجی علاقوں سے کروڑوں قیمتی روپے زر مبادلہ کے طور پر وفاق حکومت کی فوج اور حکمرانوں کیلئے تیش کے سامان سودی قرضہ کی ادائیگی کیلئے دے رہے ہیں مگر وفاق حکومت خلیج کی ریاستوں سے ریٹائر ہو کر آئے والے افراد کو کسی قسم کا کام و بار کرنے کا کوئی بنیادی ڈھانچہ فراہم نہیں کر سکتی ہے مکران کے باشندوں کو کاروباری قرضہ چھوٹی صنعتیں قائم کرنے کے لئے بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا اہتمام کیا جانے خلیجی ریاستوں سے مکران کے ہزاروں باشندے واپس آتے ہیں کراچی ایئر پورٹ سے لے کران کے گاؤں تک کسٹمر پالیسی اور درہری انتظامی اداروں سے پیدا ہونے والی تکالیف اور ان کے اپنے گھروں تک پہنچنے کی کئی مثالیں موجود ہیں جن کی وجہ سے انکو مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے سندھ بلوچستان بارڈر کے درمیان چمکا

چیک پوسٹ لگایا گیا ہے جہاں پر یہ لوگ اپنی زندگی کی کھائی سے اپنے بچوں کے لئے لائے جانے والے تحفے سے بھی محروم ہو جاتے ہیں یہ تمام تر تفصیل بیان کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ پی آئی اے پاکستان میں تربت سے ایک پرواز براہ راست خلیج کیلئے شروع کرے۔ اسکے لئے عملی کوشش کی جائے اور خلیج کے دوسرے ممالک کی فوج میں بمبوجوں کی بڑی تعداد ریٹائر ہو چکی اور ۱۹۹۲ء تک بیشتر ریٹائر ہو جائیں گے مگر یہاں پر ان کے روزگار اور کاروبار کے لئے بھی کسی قسم کا بندوبست نہیں کہ خلیجی فوج کے تربیت یافتہ افرادی قوت امن و امان برقرار رکھنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو سکتی ہے۔ اس لئے انہیں مقامی انتظامی اداروں مثلاً پلیٹویا لیوریز فورس یا کسی متبادل فورس قائم کر کے ان کے روزگار کے مسائل حل ہونے کے علاوہ امن و امان کے مسائل پر بڑی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ تعلیم کے شعبہ کو اس بجٹ میں بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ تربت میں گسر لنڈ کانج اور گوادر کے انٹرکانج کے قیام سے مکران ڈویژن کے عوام کی درینہ مطالبات پورے ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ مگر اس کی بے چینی اور ان کے پکڑ دھکڑ سے تعلیمی امن کو نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے اساتذہ کے مسائل کو یا بھی انہیں اور بھائی چارے کی فضاء سے حل کیا جائے۔ مکران ڈویژن میں سڑکوں کی تعمیر سے تو آپ حضرات اور جناب اسپیکر صاحب آپ بخوبی آگاہ ہیں پورے ڈویژن میں سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہے۔ مگر پھر مکران ڈویژن کے سڑکوں کی حالت کو بہتر بنانے پر کچھ زیادہ ہی توجہ دی جائے۔ یہ بات دلچسپی سے غالی نہیں کہ پنجاب میں کوئی سمندر نہ ہونے کے باوجود خشک گودیاں تو قائم ہو سکتی ہیں مگر

۵۰ کلومیٹر لمبی سمنڈری پٹی پر رہنے والے بلوچستان کے عوام کیلئے کوئی بھی گودی قائم نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ مالی وسائل کی ترقی اور بلوچستان کی مجموعی آمدنی میں اضافے کے پیش نظر ساحل مکران پر پستی کے مقام پر تجارتی جہازوں کے لئے بندرگاہ اور خشک گودی قائم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں شاید یہ کام صوبائی حکومت کے وسائل اور دائرہ اختیار سے باہر ہوں مگر پھر بھی اس ایوان کے توسط سے بنیادی اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔ پستی میں بجلی گھر کے قیام کی تجویز اگر پایہ تکمیل تک پہنچے تو مکران ڈویژن کے عوام میں جو بجلی ایک نایاب چیز ہے کہ فوائد سے بہرہ ور ہونے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر بہت سے علاقے سروے میں نظر انداز کئے گئے ہیں۔ ان میں دشت، بلیدہ اور مکران کا محل ذکر موجود ہے۔ میرے حلقہ انتخاب میں پینے کے پانی کا مسئلہ سب سے گھمبیر صورت اختیار کر چکا ہے اس لئے ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ بہت سی جگہوں پر اسکول قائم کئے گئے ہیں۔ اپ گم ٹیڈ ہو گئے ہیں مگر بچوں کو درختوں کے نیچے یا مکران کی سخت گہنی اور دھوپ میں تعلیم دی جا رہی ہے۔ اس لئے اسکولوں کی عمارت اساتذہ کے لئے رہائش گاہ قائم کئے جائیں اس لئے ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلے کو لیا جائے۔

جناب اسپیکر صاحب! آخر میں اس معزز ایوان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے وقت کی کمی کے باوجود مجھے بڑی توجہ سے سنا اور قائد ایوان سے امید رکھتا ہوں کہ جو مسائل میں نے اپنی تقریر میں پیش کئے ان پر سمنڈری سے غور کریں گے۔ شکریہ

جناب اسپیکر :- صاحب چوںکہ آپ کو گوردے کی تکلیف یہ آپ
بیٹھ کر تقریر کر سکتے ہیں۔

میر صاحب علی بلوچ :- جناب اسپیکر! کسی ملک اور صوبے کی ترقی کا دار و
مدار اس کی اقتصادیات اور اقتصادی منصوبہ بندی پر ہے۔ میں اس بجٹ کے بارے
میں کوئی لمبی چوڑی تقریر تو نہیں کرنا چاہتا ہوں کیونکہ کافی تقریریں ہو چکی ہیں
اور بہت سے ممبران نے تقریریں کی ہیں اس بجٹ کی اچھائی اور برائیوں
بیان کی جا چکی ہیں میں بھی اس بجٹ کے بارے میں یہ عرض کرونگا آپ
اس ملک میں صوبے میں پچھلے دس سال سے کسی بھی شعبے کی منصوبہ بندی دیکھیں
اس کی فیزیبلیٹی رپورٹس فزیبلیٹی اسٹڈی دیکھیں لگتا ہے کسی قسم کی منصوبہ بندی نہیں
کی گئی ہے۔ اور وہ منصوبہ دو سال بعد یا تین سال بعد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ لاکھوں
اور کروڑوں روپے اس فزیبلیٹی رپورٹس پر خرچ کئے جاتے ہیں اور ان منصوبوں
جن پر قوام کا پیسہ خرچ ہوا ہے جن پر اتنے اخراجات ہوتے ہیں ان منصوبوں
کی رپورٹس کہاں چلی جاتی ہیں آپ ڈویپمنٹ کا حال دیکھیں پورے بلوچستان میں
ایک شہر کوئٹہ ہے اس کی ترقی پر ہر سال کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں ٹائون
پلاننگ پر خرچ ہوتے ہیں یہ بجٹ پورا ایک طرف اور پلاننگ پر روپیہ ایک طرف ہے
آپ سرکاری دفاتروں کی الماریوں میں جا کر دیکھیں یہ رپورٹس سے سبھی پری
ہیں کروڑوں روپے ضائع کئے گئے ہیں۔ میں قائد ایوان سے یہ عرض کرونگا
کہ اب حالات ملک کے یکسر تبدیل ہو چکے ہیں اور اب وہ زمانہ نہیں کہ نا اہل لوگوں

کو سامنے لا کر رپورٹس بتائی جاتی تھیں میری گزارش ہے کہ منصوبہ بندی صحیح ہو چکا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرونگا کہ یہ اسمبلی ہے ایک پالیسی ساز ادارہ ہے پالیسی سازی یہ اسمبلی کرتی ہے جس کو عوام کا مینڈیٹ (mandate) حاصل ہے اب پالیسی سازی حکومت کرتی ہے پہلے تو یہ پالیسی سازی خود تیار کر کے عمل بھی خود کرتے تھے لیکن اب یہ پالیسی حکومت بناتی ہے پہلے تو عوامی نمائندوں کو کام کرنے کے لئے چھوڑا نہیں گیا ہے پہلے ایسی پالیسی کو سامنے لاتے تھے جس کا کسی کو پتہ بھی نہیں ہوتا تھا اب یہ حقیقت ہے اور میں کہتا ہوں کہ انگریزوں کے وقت سے یہ پسماندہ صوبہ رہا ہے یہ ایوان جس میں آج ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہ ایک قانون ساز ادارہ ہے یہاں پر سارے صوبے کیلئے قانون سازی ہوتی ہے اس ہاؤس کے جتنے بھی ممبران ہیں قائد ایوان کے توسط سے یہ عرض کرتا ہوں قائد ایوان جو کہ ایک پرانے پارلیمنٹریں ہیں۔ ان کو بہت تجربہ ہے کچھ اور ممبر بھی ہیں جن کو کچھ تجربہ ہے لیکن بشمول میں کچھ کو اس قانون سازی کا پتہ بھی نہیں ہے اس ادارے کا جس کا یقیناً بہت تقدس ہے اس کے اختیارات کا پتہ نہیں ہے تو میں اس کے متعلق یہ عرض کروں کہ انڈیا میں ایک ادارہ قائم کیا گیا جو ممبران اسمبلی کی رہبری کی ٹریننگ کرتا ہے۔ میں قائد ایوان سے اتفاق کرتا ہوں یہاں پر بھی ایک ایسا ادارہ یا کمیٹی بنائی جائے جس سے پتہ چلے گا آئین سازی کیا ہوتی ہے۔ اسمبلی کیا ہوتی ہے اور قانون کس طرح بنایا جاتا ہے اس پر عمل درآمد کیسے ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر! آپ محکمہ زراعت کو دیکھیں اس کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں مار کیٹنگ نہیں ہے زمینداروں کے لئے کوئی سہولت نہیں ہے کہ وہ اپنا

مال مارکیٹ میں لاکھ فروخت کر سکیں کوئی جامع منصوبہ نہیں ہے آپ لائینڈ آرڈر کو دیکھیں پولیس کو کبھی آگنا ئیز نہیں کیا گیا اس صوبے میں مختلف قسم کے نظام ہیں کہیں پرکسٹری لاء ہے کہیں اسلامی قانون ہے کہیں جرگہ لاء ہے کہیں انگریز قانون میں یہ کہتا ہوں کہ پچھلی حکومتوں کے دور میں یہ چیزیں کیوں نہیں کی گئی ہیں اگر ان کا ریکارڈ دیکھیں ان چیزوں کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان کے لئے اسٹیٹ بنائے گئے ہیں اور ان پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب سے اسناد عاکرتا ہوں کہ آپ ان چیزوں کو دیکھیں کہاں گئیں یہ چیزیں۔ جناب مکران میں لاء لائنڈ آرڈر نہ کی حالت دیکھیں پچھلی مرتبہ میرے دوستوں نے ملیشیا کے سلسلہ میں بات کی ہے۔ تو یقیناً زیادتیاں مہم نہ ہی ہیں ہم نے بھی عرض کیا تھا۔ کہ ان زیادتیوں کے ازالہ کیلئے فیڈرل گورنمنٹ سے بات کی جائے۔ میرے اپنے حلقہ میں ملیشیا والوں نے ایک صاحب خدائے نود کو جو بنگلہ رکارڈ سے والا تھا کو قتل کر دیا ملیشیا والوں نے رات کے اندھیرے میں اس کو مار دیا لیکن کسی نے پوچھا نہیں چیف منسٹر صاحب کے پاس ایک وفد بھی آیا تھا وہ ملے اور انہوں نے تسلی دی مگر کچھ نہیں ہوا آج تک کسی کو پتہ نہیں چل سکا کہ اس کا قاتل کون تھا اور وہ کیوں مارا گیا۔ قاتل تو پھٹا رہ گیا لیکن کسی نے اس کی پوچھ گچھ نہیں کی۔ یہ سب چیزیں ہیں جو دیکھنے کی ہیں جناب والا! میں ایجوکیشن کے بارے میں عرض کروں کہ اس پر پچھلے دس سالوں سے کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ تعلیمی اداروں میں کسی قسم کا اکیڈمک (Academic) ماحول نہیں ہے ہمارے پورے صوبے میں ایک یونیورسٹی اور کچھ کالج ہیں لیکن اتنی (Inefficiency) ہے کہ ایک

یونیورسٹی کو ہم نہیں چلا سکتے۔ نقل کو ہم روک نہیں سکتے۔ امتحان لینا مشکل ہو گیا ہے۔ ہوسٹل اسلئے خانوں میں تبدیل ہو گئے ہیں لیکن یہ کیوں ہوا میں سمجھتا ہوں کہ اس لئے کہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے یہاں کے نوجوانوں کو یہاں کے تعلیم یافتہ افراد میں تعلیم کو پھیلنے نہیں دیا جا رہا ہے یہاں پر لوگ قوم پرستی کے یا نرقتی پسندی کے نام پر اس کے علاوہ کتنے ازم ہیں ان کے نام پر لوگوں کو غلط راستوں پر بھیجا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس کیلئے آپ ایک الگ منصوبہ بنائیں پہلی مرتبہ منقوب جمہوری گورنمنٹ ہے۔ آپ لوگ بیلک کے نمائندے ہیں۔ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ایک ایسا منصوبہ بنائیں کہ کم از کم یہ ادارہ تو صحیح طریقہ سے چلے ایک یونیورسٹی ہے اس کو چلانے میں کونسی دشواری ہے بیلک کے نمائندے جائیں ان کے ساتھ بیٹھیں اور بات کریں یہ ایسے مسائل ہیں کہ ہر حکومت ان کو ملتوی کر بیٹھتی ہے۔ اور ایک دوسرے کیلئے آنے والوں کیلئے چھوڑ دیتی ہے ہم تو نہیں کریں گے۔ اسے آنے والے کریں گے جناب والا! اس پر پوری تحقیقات کی جائے ایک چیز میں آپ کے گوش گزار کروں سو نمیاٹی ماربر کے بارے میں پانچ فیبریلٹی رپورٹ ہیں اور ہر فیبریلٹی رپورٹ پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں آخر یہ ایکپرٹ کون ہیں؟ ہمیں ان ایکپرٹ کا پتہ چلانا چاہئے کہاں سے آتے ہیں؟ کیسی فیبریلٹی رپورٹ بناتے ہیں۔ کیسے اسٹیڈی کرتے ہیں اور کہہ کے کہاں چلے جاتے ہیں۔ اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہوتا۔ جناب والا! مرکزی حکومت کو سود نہ دینے کی پالیسی کے بارے میں یہ عرض کرونگا کہ مرکزی حکومت جو رقم فراہم کرتی ہے وہ بیرونی قرضوں کی صورت میں تمام صوبوں کو رقم فراہم کرتی ہے۔

(Victoria) وکٹوریہ دور کہیں۔ جس میں بڑی بھلی چھوٹی کو ختم کر دیتی تھی۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں۔ آج کے اس ماڈرن اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں آپ نے دیکھا ہوگا اور محسوس کیا ہوگا اور انٹرنیشنل سطح پر پولیٹیکل انٹرنیشنل ریلیشن ہیں ان میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا (Concept) ہیں اس کے کچھ طریقہ کار ہیں یہ جو اس حد تک تھیں۔ فرسودہ تھیں جن کو عقلاً سماج اور معاشرہ قبول نہیں کرتا تھا اس وقت کے معاشرے میں اور آج کے معاشرے میں بڑا فرق محسوس ہوتا ہے۔ اس وقت معاشرے میں بڑا فرق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۵ میں جو ڈپلومیسی معنی یعنی ایک حد تک جس طرح فائنٹ طبقہ تھا جس نے اپنی ڈپلومیسی اور پاور دوسرے ممالک میں رائج کرنے کیلئے اپنا پروپیگنڈہ کیا یہاں میں نے جو محسوس کیا کہ پاکستان بڑا کاسٹنگ کارپوریشن اور ٹی وی اور دوسری چیزیں جو کردار ادا کر رہی ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرے چھوٹے ممبروں کو کس طرح نظر انداز کیا جائے ان کی پامالی کی جاسکے جو ممبران کے ساتھ نہ مل سکیں یا وہ ممبران جو مینفیسٹو یعنی کنکریٹ لسٹ میں اپنے مطالبات مانگتے ہیں۔ اگر ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اور اگر تسلیم نہیں کرتے اور اپنا حق مانگتے ہیں تو فیڈریشن کہے کہ آپ ہم سے نہیں جب تک آپ گھنٹوں کے بل پر چلیں تب وہ نہ مانیں گے۔ جناب والا ایسی شرائط صرف ۱۹۴۵ء میں تھیں بلکہ وہ ڈپلومیسی اگر کسی طرح اپنے ریڈیو اور ٹی وی کے اندر مہیا کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ ان کی غلط فہمی ہوگی۔ جس طرح ہمارے خصوصی مطالبات ہیں چاہے وہ درست یا غلط ہیں۔ پاکستان کے ۱۹۷۳ کے آئین میں یہ وفاق تھا۔ جو قدم ہم نے اٹھایا بلوچستان کے مفاد کیلئے وہ مفاد بلوچستان کے ہر فرد کا ہے جس کا بلوچستان سے واسطہ ہے جب اپنے مطالبات فیڈریشن سے مانگنے کیلئے تیار تھے۔ جو ۱۹۷۳ کے دستور کے تحت وہ گارنٹی دیا کہ چھوٹے ممبروں کو فیڈریشن اسکی پابند ہے فیڈریشن پر پاکستان کے ۱۹۷۹ء آئین نے جو ڈیوٹی عائد کی

ہیں اس نظریہ کا سب سے اہم حصہ اکٹھا رہنا ایک دوسرے کی رائے کا احترام
 کرنا اور جذبہ برداشت یعنی ٹالرنس (Tolerance) ہے اور اس کا احترام ہے
 جتنی ذمہ داریاں کسی جمہوری نظام میں حکومت کی ہوتی ہیں اتنی ہی اپوزیشن
 کی بھی ہوتی ہیں اپوزیشن کا چیک ہوتا ہے حکومت پر اور دونوں مل کر
 کسی مسئلہ پر فیصلہ کرتے ہیں ملک بنانے کیلئے کام ہو یا جمہوریت کی
 تشکیل میں عوام کے میٹڈنٹ سے خاص جو بات ہم محسوس کرتے ہیں۔
 مسٹراپیکلر مجھے یقیناً خوشی ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ
 آپ نے بڑے اچھے طریقے اور بڑے مدبرانہ طریقے سے برداشت کا ٹالرنس
 (Tolerance) کا سامنا کیا ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں
 کہ آئندہ بھی اسی طریقے سے اسی برداشت کے ساتھ رائے کا احترام کیا جائیگا
 جناب والا! ایک بات فرود کھونگا کہ بجٹ سازی میں اپوزیشن سے رائے نہیں
 لی گئی اپوزیشن کو کنسلٹ نہیں کیا گیا آپ یہ دیکھیں کہ یہاں جو لوگ بیٹھے ہیں وہ
 پورے صوبے کی نمائندگی کر رہے ہیں صرف ایک حلقہ کی بات نہیں یہاں
 صوبے کی بات ہوتی ہے معاملات پر بجٹ سے صوبے کا فائدہ۔ لیکن بڑے امور
 کے ساتھ یہ بات کہونگا کہ ہمیں اس سلسلہ میں اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ جناب والا
 میں بھی کمیونیکیشن منسٹر (Communications Minister) رہا ہوں آپ نے ساتھ
 سترہ کروڑ روپے رکھے ہیں اور شاید اصول یہ بنا یا گیا تھا لیکن چونکہ ہمیں بلا یا گیا
 ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا جیسا میں نے کہا کہ اپنے مساوی تقسیم کا اصول بنا یا سترہ
 اضلاع یا اب شاید بیس اضلاع ہیں آپ دیکھیں ہر ضلع کا تقریباً کیا حصہ بنا
 ہے یہاں بندر بانٹ تو نہیں ہے اس طرح مساوی تقسیم سے تو ہر ضلع تقریباً

اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے۔ بہر حال اچھا یا برا۔ میں کچھ نہیں کہوں گا لیکن اچھا تو اس
 وقت ہوتا ہے۔ جب آدمی حزب اختلاف۔ حزب اقتدار اور آزاد ارکین یا جتنے بھی
 حلقے ہیں ان سب کو مد نظر رکھتا ہو۔ اور تقسیم مساوی ہو۔

ہمیشہ مستقل بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کریں گے۔ میں اس ضمن میں اس ایوان سے باہر بھی ان لوگوں سے درخواست کروں گا۔ کہ ان حالات سے بہتر طور پر فائدہ اٹھانے کے بغیر ہرگز وہ تمام لوگ جو اس سٹی سے محبت رکھتے ہیں اور یہاں کے دکھ سکھ شامل ہیں۔ انہیں یہاں رکھنے والی تمام تو میں دل سے قبول کریں گی۔ اور ہم میں یہ پائی جانے والی ہے یعنی ہم ہمیشہ کیلئے دور کریں گے۔

جناب والا آفر میں آپ کا اور آپ کے توسط سے اپنے دیگر دوستوں کا نہایت مشکوک ہوں۔ کہ انہوں نے کافی دیر تک میری بات سنی اور ہمارے وہ دوست جنہوں نے میری تقریر نہیں سنی امید ہے کہ اخبار میں پڑھ لیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- سعید احمد حاشمی کے بداب ہمارے آخری مقرر ہیں جام یوسف صاحب! اگرچہ کافی وقت گزر چکا ہے اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ تو ضرور کہیں۔

جام میر محمد یوسف :- ذریعہ صنعت و حرفت۔ جناب والا واقعاً اب وقت کافی ہو چکا ہے

اور جہاں تک میرے دوستوں نے بچت و بچو بخت اور تقریریں کی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس بار سے میں کچھ کہوں بھی تو بھولوں گا کہ جتنے دوست اور معزز اراکین یہاں بیٹھے ہیں وہ کچھ نہ کچھ اس پر کہہ چکے ہیں۔ اس موقع پر ایجنڈیشن والے بھی ہوتے ہیں جو کچھ اظہار خیال کرتا وہ بھی سن لیتے آخر میں سعید صاحب نے جس طرح اپنی تقریر کو وائسڈ اپ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب مجھے کوئی ایسا پہلو نظر نہیں آتا جس پر میں کچھ کہوں لیکن میں صرف اتنا کہوں گا کہ مرکز کا جو رویہ بلوچستان کے ساتھ ہے اور ہمیں مجموعی طور پر اور صورت میں جو رویہ اخبار اور پریس کالمنوں میں نظر آتا ہے اور جہاں تک میں نے محسوس

تھی اسے وفاقی حکومت ہماری صوبائی حکومت کو دے۔ لہذا میں وفاقی حکومت اس معزز ایوان کی وساطت سے احتجاج کرتا ہوں۔ جناب والا! اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر میں حزب اختلاف میں بیٹھا ہوں تو مجھ پر میرے دماغ میں آئے یہاں صرف تنقید برائے تنقید کروں میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔ ڈیفیٹ فائمنٹنگ کے بارے میں سپلیمنٹری بجٹ برائے سال ۱۹۸۸ء پر ۸۹ پر بات ہو رہی تھی اسی حوالے سے میں نے پانچ کروڑ بیس لاکھ کی بات کی تھی میرا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ ہم پھیانوں کو روک کر قرض ادا کریں گے نہ سود لیں گے اور نہ سود دیں گے۔ لیکن دوسری طرف انہوں نے یہ رقم اس مقصد کے لئے رکھی تھی۔ دوسری طرف وہ سود دینے سے انکاری ہیں۔ اور پانچ کروڑ ڈیٹ سروسز (Debt services) کے لئے ڈیمانڈ کے لئے ہیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جہاں پراونشل گورنمنٹ نوے ہزار لوگوں کو روزگار مہیا کرتی ہے یہ سب نان ڈیولپمنٹ ایجنسیوں پر کٹوتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمیشہ اپنے بجٹ میں اتنی بڑی رقم اس میں آپ رکھتے ہیں۔ جناب والا! آپ یہ رقم کسی ترقیاتی منصوبہ میں لگائیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم پیسہ کہاں سے جنریٹ کریں گے۔ یعنی صوبائی حکومت اس کا انتظام کہاں سے کرے گی میری تجویز ہے کہ صنعتیں لگا کر روزگار کے مواقع پیدا کریں۔ میرے خیال میں زیادہ بہتر ہو گا کہ قابل تقسیم پول ٹیکسز (Pool Taxes) جو یہاں آتا ہے لیکن جب ہم مطالبہ کرتے ہیں تو فیڈرل گورنمنٹ نے جس طرح وائٹ پیپر میں بتایا ہے کہ یہ تین کروڑ فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی پر منحصر ہے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ صوبائی حکومت سے محاذ آرائی ہو یا صوبائی حکومت کی فیڈرل حکومت سے محاذ آرائی ہو لیکن عوام کو ترقیاتی منصوبوں میں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ عوام کو فلاح و بہبود کے لئے جتنی رقم درکار ہو

وہ کس کے فائدے کے لئے کر رہے ہیں کیونکہ ان منعموں پر تو ہم کام کر رہے ہیں۔ اور اس کیلئے بائیس کروڑ روپے رکھے ہیں جس کی نشاندہی عوامی ممبران کریں گے اور یہ کام ہم بہتر طور پر سرانجام دے سکیں گے۔

یہاں میں وفاق کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ کیونکہ ہمارے سپیشل ڈیولپمنٹ پروگرام کا بھی اس سے بہت تعلق ہے۔ اور صوبائی حکومت میں چل رہے ہیں۔ اور اب بھی اس کے لئے بہت رقم کی ضرورت ہے وفاقی حکومت اس کے لئے رقم مہیا کرے اب وقت کافی گزر چکا ہے جبکہ ہم جمہوریت کے علمبردار ہیں اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے دریافت کرنا ہوں کہ وہ پیپلز ورکس پروگرام شروع کرنا چاہتے ہیں مگر ہمیں ہمارا بنیادی حق نہیں دینا چاہتے ہیں۔

جناب والا! کوئٹہ شہر کے متعلق میرے بہت سے دوستوں نے باتیں کی ہیں میں ان کی تائید کرتا ہوں یہ ہمارا نہایت خوبصورت شہر تھا اور یہ صوبائی مرکز ہے ہمارے ایم پی اے صاحبان صوبائی ترقیاتی پروگرام سے اس کے لئے رقم مختص کریں۔ اور میری لیڈر آف دی ہاؤس سے گزارش ہے کہ وہ سپیشل فنڈ سے اس کے لئے رقم مختص کریں نہ صرف وقت دیں تاکہ کوئٹہ ایک خوبصورت شہر بن سکے اور اس کے بڑھتے ہوئے مسائل پر قابو پایا جاسکے۔

اب ایک اور مسئلہ یہ ہے جس کو میں آخری نقطہ کروں گا وہ یہ ہے جس سے میرا تعلق ہے وہ کوئٹہ کے اخبارات میں بھی آتا رہا ہے۔ وہ کوئٹہ میں مستقل رہائشی پذیر لوگوں کا ہے جنہیں عام طور پر ڈومیسائل باشندے کہا جاتا ہے اس ضمن میں وزیر اعلیٰ کے نکات سے ایک نکتے کا ذکر کروں گا وہ

جناب والا! ایک اور گزارش! اس بجٹ میں دیا گیا ہے کہ مختلف ادارے ہیں۔ مثلاً بولان انٹرنیٹ پرائیز، یہ کس قسم کے ادارے ہیں۔ آیا ان میں ہمارا حصہ آیا ان کو ہم نے رقم دی ہے یہ کس اصول کی بنیاد پر ہے پیکر ہم رقم ان سے وصول کر رہے ہیں۔ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم سود نہیں دیتے۔ پھر ہم یہ انوسٹمنٹ کر کے سود لیتے ہیں۔ میں اس کا آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے جواب چاہوں گا کہ ان اداروں میں ہماری کس قسم کی انوسٹمنٹ ہے؟

جناب اسپیکر! زراعت ہمارے صوبے میں ہمیشہ کی ریٹھو کی بڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔ زراعت صرف پنجاب کی نہیں ہے۔ بلکہ بلوچستان کی اور پھر سارے پاکستان کی ریٹھو کی بڑی ہے۔ کیونکہ بلوچستان کے اکثر لوگ بھی اس شعبے سے وابستہ ہیں۔ لیکن زراعت کے لئے سببیدی نہیں رکھی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ زراعت میں جس طرح پہلے کھاد آلات زراعت پر سببیدی دی جاتی تھی اب بھی ضروری دی جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسیم کا کارخانہ سبی میں لگا ہے جہاں جیسیم پیس کر کے ملک کے مختلف حصوں کو بھیجا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے کوئٹہ کی طرف اس کی پیداوار نہیں آتی ہے۔ دیگر صوبوں کی طرف چلی جاتی ہے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ہماری لوکل پروڈکٹ ہے۔ کسی اور صوبے میں آپ سببیدی نہیں دے سکتے ہیں تو اس میں ہمیں دیدیں۔

جناب والا! بلوچستان میں مالداری بہت سے لوگوں کا پیشہ ہے اکثر ہمارے پادندے لوگ اس شعبے سے منسلک ہیں لیکن جو ہمارے پادندے بھائی ہیں سردی میں کچھی اور میدانی علاقوں میں چلے جاتے ہیں اور گرمیوں میں پھر اوپر سرد علاقوں

حد تک دیسرج گائیڈ لائن ہم نہ پہنچا سکے اس میں ترغیب کی ضرورت ہے اس میں اگرچہ
 پیسہ کی ضرورت نہیں۔ جناب والا! ہمارے ایکٹیشن شعبہ کا ڈھانچہ مکمل ہے۔ فیلڈ
 آفیسرز ہیں اور میرے ساتھی اس کے لئے کام کر رہے ہیں۔ زمینداروں کو کسی حد
 تک دیسرج اور رہنمائی ہم پہنچا رہے ہیں۔ جیسا میں نے کہا اس میں پیسہ کی انوالو منٹ
 (Involvement) کی ضرورت نہیں۔ وقت گزرتا جا رہا ہے لیکن بات کئے بغیر نہیں رہ سکتا
 فیکٹری کا سہارا لیتے ہوئے عرض کروں گا۔ روڈز کا تذکرہ ہوا کہ ۱۹۰۰ میں شکل روڈز
 ہیں۔ عوامی جمہوری حکومت کی خواہش تھی کہ تمام شکل روڈز چکے ہو جائیں۔ تاہم وسائل
 صرف اس قدر تھے کہ سو میل پکا اور سات سو میل شکل سڑک کے لئے پیسہ رکھا گیا
 ہے اس پر اعتراض ہو گا کہ یہ بہت زیادہ ہے۔ چونکہ میں مائننگ انجینئرز ہوں۔ روزی
 اسی سیکٹر سے کہتا ہوں۔ میری بات منزل سیکٹر کے متعلق ہے۔ اور میرا تعلق بھی اسی شعبہ
 سے ہے۔ میری لئے یہ فردری ہے کہ میں اس شعبے کے متعلق بات کروں اگر پر رات بہت
 بیت چلی ہے پھر بھی میں کچھ کہوں گا کہ ہمارے صوبے میں بہت سے معدنی وسائل
 ہیں جن کا میں اعتراف کرتا ہوں اور یہ وہ وسائل ہیں جن کی صرف نشاندہی کی گئی ہے
 اب تک یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ وسائل کتنے ہیں اور یہ اگنا میکل بھی ہیں یا نہیں۔ آج تک
 جتنی معدنیات پر کام ہوا ہے صرف دو پر ہی کامیابی کے ساتھ ہوا ہے اور اس کا
 سہرا پرائیویٹ سیکٹر کو جاتا ہے جس نے بغیر کسی امداد کے کام کیا ہے۔ بغیر
 اے ڈی پی کے اور بغیر حکومت کے امداد کے کام کیا ہے انہوں نے خود کوشش
 کر کے کوئلہ یا دیگر معدنیات پر کام کیا ہے اور اس منرلز پر جا کر دور دراز علاقوں
 میں محنت کی ہے اور اس محنت کو بیک جنش قلم ختم کر دیں تو یہ بہت زیادتی ہے۔ یہ صرف
 واحد صنعت ہے جس نے کسی بینک سے قرض نہیں لیا ہے کیونکہ بینک بھی

سے دو چار ہونگے پھر ہمارے شہر بھی حیدرآباد اور کراچی کی طرح مسائل میں گھوڑا نہیں گئے۔ جس طرح سے پچھلے دنوں کوئٹہ میں مختلف واقعات ہوئے ہیں اس کے بعد بڑے مسائل ہوں گے۔ جناب والا! اس لئے میں اس مد میں ٹیکس لگانے کی سخت مخالفت کرتا ہوں۔

جناب والا! زراعت کا حکم تین ڈائریکٹریٹ پر مشتمل ہے۔ ایک نیشنل ڈائریکٹریٹ اور آن فارم مینجمنٹ اور ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر ہے، زرعی کالج ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ان میں کوارڈینیشن کیوں نہیں ہے۔ اگر ایک سائنسدان ۵ یا ۱۰ سال کے بعد ایک نئی چیز زراعت کے شعبے میں نکالتا ہے تو اس کے فوائد وہ زمینداروں تک نہیں پہنچا تا ہے حالانکہ ہم ہر جگہ دیکھتے ہیں کہ اس کے کچھ شعبے ہیں، اور اس محکمے کے وزیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری نظر سے تو کوئی بہتر کام نہیں ہوا ہے اور زراعت کی طرف صوبائی حکومت نے کوئی خاص توجہ نہیں دی ہے اس کو خاص توجہ دینی چاہیے۔

جناب والا! تعلیم کا جو آج حال ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے میری گزارش یہ ہے کہ بنیادی تعلیم پر زیادہ توجہ دی جائے۔ پرائمری تعلیم کے لئے میٹرک پاس استاد نہ ہو۔ وہ کم از کم گورنمنٹ ہوں اور ان کو بہتر ٹریننگ دی جائے صرف ان کو ابتدائی تعلیم کی ٹریننگ نہ ہو ان کو یہ ٹریننگ بھی دی جائے کہ وہ نفسیاتی طور پر بچوں کی تعمیر کر سکیں جو صرف پڑھانے لکھانے اور دو اور دو چار یا اس قسم کی میتھیٹکل ٹریننگ نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں یہ بھی ٹریننگ دی جائے کہ وہ ان کی نفسیاتی طور پر بھی تعمیر کر سکیں۔

اس سے جو ریفر میو ائے گا وہ صوبہ کی ترقی کے لئے مددگار ثابت ہو سکے گا۔ جناب والا! جس طرح میں نے پہلے عرض کیا۔ سوئی ڈگس کے بارے میں سب کہتے ہیں یہ خالہ جی کا گھر ہے۔ ہمارا مال ہے لیکن جہاں تک دریاؤں کے پانی کا تعلق ہے تو پنجاب کہتا ہے یہ میرا ہے سرحد کہتا ہے چونکہ یہ میرے علاقے سے گذر رہا ہے اس لئے پانی میرا ہے۔ سندھ کہتا ہے۔ پانی سمندر میں بہا دیں گے لیکن کسی کو نہیں دیں گے۔ جناب والا! یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ پٹ فیڈر کا معاملہ جس طرح ایوان زراعت میں اٹھایا گیا ہے ہم نے دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ بھی اٹھایا۔ متعلقہ لوگوں یعنی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہم نے یہ مسائل اٹھائے ہیں۔ جناب اسپیکر! جہاں تک روڈز کا تعلق ہے تو میں کہتا ہوں کہ روڈز ہماری

آرٹریز (arteries) یعنی شریانوں کی مترادف ہے ان پر پلوگ (Plague) جہم

گیا ہے اور یہ آرٹریز اب نالی باس (Bypass) مانگی ہیں لکن آریہ کے کچھ آدمی

نے اپنے وسائل میں رہتے ہوئے رکھے۔

جناب والا! اب میں زراعت کے شعبہ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے ساتھی جو چلے گئے ہیں اس صوبہ کے سابقہ منسٹر بھی رہے ہیں شاید ان کی تسلی کے لئے نہیں تو کم از کم ان کی رہنمائی میں لے لیتا۔ حکومت اس بات سے مکمل آگاہ ہے کہ اس شعبہ کی ترقی لازم ہے۔ رقبہ کے اعتبار سے ہمارا صوبہ ملک کا بیالیس فیصد ہے چونتیس ملین ہیکٹر رقبہ میں سے صرف آدھے ملین ہیکٹر پر کام ہوتا ہے اور باقی سیلابہ پر دار و مدار ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں گیا۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں جب مینجمنٹ بن رہا تھا میں نے دیکھا تعلیم صحت پینے کے پانی کے بدتر سہولیات کے باوجود میں اپنے شعبہ کے لئے یعنی اپنی وزارت کے لئے موزوں جگہ نہ لاسکا۔ کل پینسٹھ ملین روپے بجٹ میں مختص ہیں جس میں سے کچھ ہم پُرانے کاموں پر خرچ کریں گے ہمارے ایک فاضل دوست نے کہا اور یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ ایگریکلچر میں کوئی خاص اسکیم نہیں رکھی گئی اگرچہ وہ موجود نہیں تاہم میری بات ان تک پہنچ جائے گی انہوں نے فرمایا نصیر آباد ڈویژن کیلئے موجودہ سال کے اے ڈی پی میں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ یعنی کوئی نئی اسکیم نہیں آن فارم مینجمنٹ اور رہائش اور امپروومنٹ آف گورنمنٹ فارم نصیر آباد اس کے علاوہ آئل سیڈ پراجیکٹ جو اچھا نکلتا ہے یا بڑا نکلتا ہے وہیں پر ہے۔ جناب والا! یہ تیس ۲۳ کروڑ کا فیڈرل ایڈڈ کی امداد سے چلنے والے پراجیکٹ اسٹہ محمد میں مارچ کے مہینے میں مکمل ہو جائے گا یہ نصیر آباد میں سب سے بڑا پراجیکٹ ہے اور تریسٹھ کروڑ کا ہے اس پر نصیر آباد میں کام ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر! میرے دوست نے کہا تھا کہ اپریل اسپرے کا کام نہیں ہوا وضاحت کے لئے عرض کروں گا کہ اپریل اسپرے پچھلے دو سال سے نہیں ہو رہا۔ پہلے یہ فیڈرل

وہ ایک دوسرے کو ماریں اور اپنے آپ کو ختم کریں۔ ہم سب آپ کا تعاون چاہتے ہیں آئیے ہم سب ملکر ان پر وفاقی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ جینوا ایکارڈ پر پورے لیٹر اینڈ اسپرٹ (Letter and spirit) کے ساتھ عمل درآمد کیا جائے۔ افغانی مہاجرین کو ان کے ٹیمپوں تک محدود کیا جائے اور ان کو راشن ملے لیکن کلاشن کوف بندوقین، رائفلیں اور گولیاں دینا بند کیا جائے اور امریکہ افغانوں کو افغانوں سے لڑوا کر مروائے۔ اگر امریکہ امداد دینا چاہتا ہے تو ان کے ترقی کے لئے دے۔ میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں جس طرح پرائم منسٹر نے کہا تھا کماصل اسٹیج افغان وار کی اب آئی ہے اور پھر سے افغان مجاہدین کو اسلحہ دینا شروع کر دیں تو پھر شاید یہ جنگ سرحد سے کوئٹہ اس طرف بھی آسکتی ہے لہذا یہ بہت اہم مسئلہ ہے جس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے آپ سب کا تعاون چاہتا ہوں کیونکہ کچھلے دور میں دیکھا گیا ہے کہ امریکہ نے کبھی بھی کسی سے دوستی نہیں کی وہ صرف اپنے (Geo-political) جیو پولیٹیکل مفادات سے دوستی کرتا ہے جہاں بھی ضرورت ہوئی اس نے رنگ بدلا ہے۔ جناب والا! اس مسئلہ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر۔ پیپلز پارٹی کے ایک ممبر نے رکن نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے لینڈ فار لینڈلس (Land for Landless) یعنی زمین برائے بے زمینان میں یہ کہنا چاہتا ہوں جو زمین سٹیبل شدہ ہے یہودہ یا بلا یہودہ یہ لوگوں کی روایتی ملکیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں بلوچستان کی ایک اونچ زمین بھی خالی نہیں جو کسی کو الاٹ کی جاسکے۔ بنجر ہو یا یہودہ و بلا یہودہ یہ تمام زمین قبائل کی اپنی روایتی ملکیت ہے۔ اگرچہ قبائل کی زمین بنجر سمجھ کر بھی کسی کو الاٹ کر دی جائے اور یہ سمجھا جائے

آج کتابی صورت حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلوچستان کی نصف آبادی کے پاس صاف پینے کا پانی ہے اور بات یہاں تک درست ہے یہ بات آگے چل کر ٹھیک یا غلط ثابت ہوگی۔ یہاں میں ایک بات کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ جو گاؤں بلوچستان میں ہیں وہ چھ ہزار سے زیادہ ہیں یا اس کے لگ بھگ ہیں۔ اور ان میں سے صرف چھ سو گاؤں یعنی دس فیصد گاؤں کو پینے کا پانی مہیا ہو چکا ہے۔ لیکن آبادی کے لحاظ سے نصف آبادی کھی جاتی ہے تو ہمارے سامنے ٹارگٹ یہ تھا کہ باقی نصف آبادی کو فوری طور پر صاف پانی مہیا کر دیں۔ لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیسے دے کر بھی اس سیکٹر کو ۲۷ کروڑ روپے دے سکے ہیں۔ لیکن ٹارگٹ یہ تھا کہ اس سال میں سب کو پانی دے دیں کیونکہ حکومت کے بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اس کو بہت ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن مجبوری آڑے آگئی ہے۔

جناب والا! تعلیم کے شعبہ کو لیں تو اس میں بھی ہم نے اپنی اے ڈی پٹی بارہ فیصد رکھا ہے۔ ریونیو اخراجات چھبیس فیصد ہیں۔ چار ہزار نئی آسامیاں ہم نکال رہے ہیں۔ اس کی نصف تعلیم کے شعبہ میں نکالی جا رہی ہیں۔ اور ہمارا ہدف اگر آپ دیکھیں دو سو پرائمری اسکول کھولنے کا پروگرام اس کے علاوہ لڑکوں اور لڑکیوں کے مل اسکولوں کو ہائی اسکول کا درجہ دینے اور انٹر کا لجز کھولنے کا پروگرام ہے۔ علاوہ ازیں مسجد اسکول کھولنے کی تجاویز شامل ہیں۔ جناب والا! آپ فگرز سنیں کہ ہمارے کتنے بچے تعلیم پارہے ہیں۔ پرائمری اسکولوں میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ بچے اور پچھیاں زیر تعلیم ہیں۔ مل اسکولوں میں ایک لاکھ بائیس ہزار بچے پچھیاں جبکہ ہائی اسکولز میں تقریباً ایک لاکھ بچے پچھیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انٹر کالجز میں تیرہ سو کے قریب ہیں اگر اس سے ذرا اوپر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ ایک یونیورسٹی ہے جو حال ہی میں بنی ہے۔ ایک

میں بھی کچھ زمیندار ہوں یا اس کے ملک کے عوام، حقوق ہم سب کے لئے برابر ہونے چاہئیں جس طرح سے حزب اقتدار کے لئے آواز اٹھے اس طرح سے حزب اختلاف کے لئے بھی آواز اٹھنا چاہیے۔ جناب والا! واپڈا والوں کے ساتھ ایک فیصلہ ہوا تھا کہ جون ۱۹۸۸ء کے بعد جون ۱۹۸۹ء تک جتنے بھی زمینداروں پر واجبات ہیں وہ اگر بغیر سرچارج کے زمیندار ادا کر دیں ہم ان کو ٹرانسفارم واپس کر دیں گے۔ اور کنکشن بحال کر دیں گے اس کے بعد کچھ زمیندار میرے پاس آئے کہ وہ تو ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۸۹ء تک کے واجبات مانگ رہے ہیں جب میں نے واپڈا سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا ہمیں تو پتہ نہیں تھا۔ جب ہم نے پراسنہ ایگریمنٹ پڑھے ہیں ان میں یہ چیز ہے کہ ۱۹۸۰ء سے واجبات لے جائیں گے اس سے زمیندار مسائل کا شکار ہیں۔ اور بہت پریشان ہیں۔ اور ملیشیا ان کے ساتھ ہے وہ گھر گھر جا کر لوگوں کو حراساں کر رہے ہیں۔ پینے کے لئے پانی نہیں ہے میں اس اہم مسئلے کی طرف صوبائی حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ زمینداروں کا یہ اہم مسئلہ آپ حل کر لیں آپ بھی زمینداروں کے ساتھ مل کر ایک مشترکہ موقف اختیار کریں۔ کہ جون ۸۶ء سے پہلے جو واجبات ہیں جو ۲۸، ۲۷ کروڑ بنتے ہیں وہ معاف کر دیں۔ کیونکہ یہ واجبات جو زمیندار پہلے نہیں دے سکتے تھے اب کیسے دیں گے۔

جناب والا! مستونگ کے علاقے میں کوئی ۳۶۰ کارینرات ہیں اسے ٹی پی میری نظر سے نہیں گزرا ہے کہ کارینرات کے لئے کچھ گرانٹس رکھے گئے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا چونکہ مستونگ کی کارینرات کے لئے کچھ گرانٹس نہیں رکھے گئے ہیں۔ لہذا اس کے لئے فنڈز قنصل کئے جائیں تاکہ ہم ان کارینرات کو بہتر کر سکیں۔ ان کی صفائی ہو سکے۔ یہ کارینرات کسی ایک فرد کی نہیں ہیں اس سے کئی آدمی روزی کھاتے ہیں جن میں مزدور بھی شامل

میری آئی تو نشستیں بھی خالی ہیں ! بلکہ پرسیں گیلری بھی خالی ہے اور یہاں بیٹھے یہ شعر ذہن میں آ رہا ہے ۔

” کتنی حساس خاموشی ہے ۔ سوچو بھی تو رات کو نچتی ہے “

میرے ایک معزز رکن نے پارلیمانی آداب کا پورا سہارا لیکر بیٹھ کر تقریر کی مجھے کوئی ایسا بہانہ نہیں مل رہا کہ میں بھی بیٹھ کر تقریر کر سکوں ۔ معزز اراکین نے بجٹ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ الفاظ کا ہمیر پھیر ہے ۔ واقعی جب بحث ہوگی ۔ بجٹ ہو یا کچھ اور ۔ الفاظ

تو ہوں گے ۔ میرے ایک دوست نے کہا ۔ فکٹ اور فیکر (Fect and figures)

جمع کر کے یہ بجٹ پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ بھی سچ ہے کہ یہ بہت خشک موضوع ہے ہم نے جیسا پچھلے تین دنوں میں دیکھا ہے ہمیں بڑے منبر و سٹیل سے سننا پڑا ہے ۔ اور وہی باتیں کئی بار رپٹ ہوتی رہی ہیں ۔ کوشش ہر انسان یہ کرتا

ہے یا بولنے والا یہ کرتا ہے کہ اس کی فنکاری ایسی ہو کہ رنگ مختلف ہو جائے ۔ اس لئے میں بھی یہ کوشش کروں گا کہ باتیں تو وہی ہوں گی لیکن رنگ مختلف ہو گا ۔ اسپیکر صاحب آپ کے توسط سے ایوان سے اور ممبران سے کہ چند لمحے اور سہی میری خاطر ۔ تو میں اس بوریٹ اور فکٹ اور فیکر سے ہٹ کر ایک شعر سے بات شروع کرتا ہوں ۔

” حق بات کہوں گا مگر اسے جرتِ اظہار

جو بات نہ کہنی ہو ۔ وہی بات کہوں گا ۔“

اس بجٹ پر بحث کرتے ہوئے مجھے فیگرز دہرانے پڑتے ہیں ۔ ۶۸ کروڑ روپے کا یہ بجٹ ہے جس میں ماحصل کا تخمینہ ۳۸۰ کروڑ ہے اور ۱۸۸ کروڑ کا خسارہ اور اس

یہ وہاں پر منظور ہوا بڑا تھا۔ اس پر کوئی واضح فیصلہ نہیں ہو رہا ہے۔ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہمیں گیس مل سکے گی یا نہیں میں اس مسئلے کی طرف ہی آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مستونگ کو جلد از جلد گیس فراہم کی جائے۔

جناب والا! کوئٹہ تاریخی لحاظ سے ہر اعتبار سے صوبائی ہیڈ کوارٹر ہے لیکن کوئٹہ تک سڑکوں کی حالت اس طرح سے ہے کہ آپ ایک میل کا ٹکڑا بھی دو گھنٹے میں نہیں طے کر سکتے ہیں۔ رکشے ہیں۔ ریڑھیاں ہیں۔ روڈ پر کھڑے ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ یہاں پر پانی کی قلت ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں روڈ بھی ندیاں بھی ہوئی ہیں ہر وقت پانی روڈ پر بہتا رہتا ہے۔ جناب والا! کوئٹہ کی بد حالی کی طرف توجہ دی جائے تاکہ اس کو زیادہ خوبصورت بنایا جاسکے۔ اس کی روڈز صفائی اور دیگر روزمرہ کی چیزوں کو بہتر بنایا جاسکے۔

جناب مستونگ بلوچستان کا تاریخی اعتبار سے ایک اہم شہر ہے۔ اور میرے خیال میں کوئٹہ کے بعد دوسرا اہم شہر مستونگ ہی ہو گا کیونکہ آپ قومی شاہراہ سے گزریں تو مستونگ ایک بہت چوڑا گاؤں نظر آئے گا۔ لیکن آپ جب اس شہر کے اندر جائیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ وہاں پر کتنے لوگ بستے ہیں۔ جناب مستونگ کی حالت یہ ہے کہ وہاں اوپر نالی ہے اور نیچے پبلک ہیٹھو کی پائپ لائن ہے اور یہ پائپ لائن لیک (Leak) ہے۔ نالی کا پانی رس کر واٹر سپلائی کے پانی سے مل رہا ہے اور جب لوگ اس پانی کو استعمال کرتے ہیں تو ہر قسم کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی توجہ دیں اور آپ اس مسئلہ کو ٹھیک کریں۔ مستونگ ایک کاروباری شہر ہے۔ وہاں کے لوگ دور دراز علاقوں میں کاروبار کرتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ابھی تک میٹنل ڈائمننگ سے نہیں بلایا۔ ابھی تک وہی پرانا سسٹم ہے کہ آپ کال بک کرائیں۔

یہ وہاں پر منظور ہوا پڑا تھا۔ اس پر کوئی واضح فیصلہ نہیں ہو رہا ہے۔ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہمیں گیس مل سکے گی یا نہیں میں اس مسئلے کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مستونگ کو جلد از جلد گیس فراہم کی جائے۔

جناب والا! کوئٹہ تاریخی لحاظ سے ہر اعتبار سے صوبائی ہیڈ کوارٹر ہے لیکن کوئٹہ کی سڑکوں کی حالت اس طرح سے ہے کہ آپ ایک میل کا ٹکڑا بھی دو گھنٹے میں نہیں طے کر سکتے ہیں۔ رکشے ہیں۔ ریڑھیاں ہیں۔ روڈ پر کھڑے ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ یہاں پر پانی کی قلت ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں روڈ بھی ندیاں بنی ہوئی ہیں ہر وقت پانی روڈ پر بہتا رہتا ہے۔ جناب والا! کوئٹہ کی بد حالی کی طرف توجہ دی جائے تاکہ اس کو زیادہ خوبصورت بنایا جاسکے۔ اس کی روڈز صفائی اور دیگر روزمرہ کی چیزوں کو بہتر بنایا جاسکے۔

جناب مستونگ بلوچستان کا تاریخی اعتبار سے ایک اہم شہر ہے۔ اور میرے خیال میں کوئٹہ کے بعد دوسرا اہم شہر مستونگ ہی ہو گا کیونکہ آپ قومی شاہراہ سے گزریں تو مستونگ ایک بہت چھوٹا گاؤں نظر آئے گا۔ لیکن آپ جب اس شہر کے اندر جائیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ وہاں پر کتنے لوگ بستے ہیں۔ جناب مستونگ کی حالت یہ ہے کہ وہاں اوپر نالی ہے اور نیچے پبلک ہیلتھ کی پائپ لائن ہے اور یہ پائپ لائن لیک (Leak) ہے۔ نالی کا پانی دس کرواٹر سپلائی کے پانی سے مل رہا ہے اور جب لوگ اس پانی کو استعمال کرتے ہیں تو ہر قسم کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی توجہ دیں اور آپ اس مسئلہ کو ٹھیک کریں۔ مستونگ ایک کاروباری شہر ہے۔ وہاں کے لوگ دور دراز علاقوں میں کاروبار کرتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ابھی تک میٹنل ڈائمنگ سے نہیں بلایا۔ ابھی تک وہی پرانا سسٹم ہے کہ آپ کال بک کریں۔

میری آئی تو نشستیں بھی خالی ہیں ! بلکہ پرسین گیلری بھی خالی ہے اور یہاں بیٹھے یہ شعر ذہن میں آ رہا ہے ۔

” کتنی حساس خاموشی ہے ۔ سوچو بھی تو رات کو بھتی ہے “

میرے ایک معززہ رکن نے پارلیمانی آداب کا پورا سہارا لیکر بیٹھ کر تقریر کی مجھے کوئی ایسا بہانہ نہیں مل رہا کہ میں بھی بیٹھ کر تقریر کر سکوں ۔ معززہ اراکین نے بجٹ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ الفاظ کا ہیر پھیر ہے ۔ واقعی جب بحث ہوگی ۔ بجٹ ہو یا کچھ اور ۔ الفاظ

تو ہوں گے ۔ میرے ایک دوست نے کہا ۔ فکٹ اور فیکٹر (Fact and figures) جمع کر کے یہ بجٹ پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ بھی سچ ہے کہ یہ بہت خشک موضوع ہے ہم نے جیسا پچھلے تین دنوں میں دیکھا ہے ہمیں بڑے منبر و تحمل سے سننا پڑا ہے ۔ اور وہی باتیں کئی بار رپٹ ہوتی رہی ہیں ۔ کوشش ہر انسان یہ کرتا

ہے یا بولنے والا یہ کرتا ہے کہ اس کی فنکاری ایسی ہو کہ رنگ مختلف ہو جائے ۔ اس لئے میں بھی یہ کوشش کروں گا کہ باتیں تو وہی ہوں گی لیکن رنگ مختلف ہوگا ۔ اسپیکر صاحب آپ کے توسط سے ایوان سے اور ممبران سے کہ چند لمحے اور سہی میری خاطر ۔ تو میں اس بوریٹ اور فکٹ اور فیکٹر سے ایک شعر سے بات شروع کرتا ہوں ۔

” حق بات کہوں گا مگر اسے جرتِ اظہار

جو بات نہ کہنی ہو ۔ وہی بات کہوں گا ۔۔۔“

اس بجٹ پر بحث کرتے ہوئے مجھے فیکٹرز دہرانے پڑتے ہیں ۔ ۶۸ کروڑ روپے کا یہ بجٹ ہے جس میں ماہی حاصل کا تخمینہ ۳۸۰ کروڑ ہے اور ۱۸۸ کروڑ کا خسارہ اور اس

میں بھی کچھ زمیندار ہوں یا اس کے ملک کے عوام، حقوق ہم سب کے لئے برابر ہونے چاہئیں جن طرح سے حزب اقتدار کے لئے آواز اٹھے اس طرح سے حزب اختلاف کے لئے بھی آواز اٹھنا چاہیے۔ جناب والا! واپڈا والوں کے ساتھ ایک فیصلہ ہوا تھا کہ جون ۱۹۸۸ء کے بعد جون ۱۹۸۹ء تک جتنے بھی زمینداروں پر واجبات ہیں وہ اگر بغیر سرچارج کے زمیندار ادا کر دیں ہم ان کو ٹرانسفارم واپس کر دیں گے۔ اور کنکشن بحال کر دیں گے اس کے بعد کچھ زمیندار میرے پاس آئے کہ وہ تو ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۸۹ء تک کے واجبات مانگ رہے ہیں جب میں نے واپڈا سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا ہمیں تو پتہ نہیں تھا۔ جب ہم نے پرانے ایگریمنٹ پڑھے ہیں ان میں یہ چیز ہے کہ ۱۹۸۰ء سے واجبات لئے جائیں گے اس سے زمیندار مسائل کا شکار ہیں۔ اور بہت پریشان ہیں۔ اور بلیشیا ان کے ساتھ ہے وہ گھر گھر جا کر لوگوں کو حراساں کر رہے ہیں۔ پینے کے لئے پانی نہیں ہے میں اس اہم مسئلے کی طرف موبائی حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ زمینداروں کا یہ اہم مسئلہ آپ حل کر لیں آپ بھی زمینداروں کے ساتھ مل کر ایک مشترکہ موقف اختیار کریں۔ کہ جون ۱۹۸۶ء سے پہلے جو واجبات ہیں جو ۲۸، ۲۷ کروڑ بنتے ہیں وہ معاف کر دیں۔ کیونکہ یہ واجبات جو زمیندار پہلے نہیں دے سکتے تھے اب کیسے دیں گے۔

جناب والا! مستونگ کے علاقے میں کوئی ۳۶۰ کاریرات ہیں اسے ٹھیک میری نظر سے نہیں گذرا ہے کہ کاریرات کے لئے کچھ گرانٹس رکھے گئے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا چونکہ مستونگ کی کاریرات کے لئے کچھ گرانٹس نہیں رکھے گئے ہیں۔ لہذا اس کے لئے فنڈز قنص کئے جائیں تاکہ ہم ان کاریرات کو بہتر کر سکیں۔ ان کی صفائی ہو سکے۔ یہ کاریرات کسی ایک فرد کی نہیں ہیں اس سے لگی آدی روزی کھاتے ہیں جن میں مزدور بھی شامل

آج کتابی صورت حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلوچستان کی نصف آبادی کے پاس صاف پینے کا پانی ہے اور بات یہاں تک درست ہے یہ بات آگے چل کر ٹھیک یا غلط ثابت ہوگی یہاں میں ایک بات کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ جو گاؤں بلوچستان میں ہیں وہ چھ ہزار سے زیادہ ہیں یا اس کے لگ بھگ ہیں۔ اور ان میں سے صرف چھ سو گاؤں یعنی دس فیصد گاؤں کو پینے کا پانی مہیا ہو چکا ہے۔ لیکن آبادی کے لحاظ سے نصف آبادی کو پانی مہیا کر دیں۔ تو ہمارے سامنے ٹاگٹ یہ تھا کہ باقی نصف آبادی کو فوری طور پر صاف پانی مہیا کر دیں۔ لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیسے دے کر بھی اس سیکٹر کو ۲۷ کروڑ روپے دے سکتے ہیں۔ لیکن ٹاگٹ یہ تھا کہ اس سال میں سب کو پانی دے دیں کیونکہ حکومت کے بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اس کو بہت ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن مجبوری آرٹے آگئی ہے۔

جناب والا! تعلیم کے شعبہ کو لیں تو اس میں بھی ہم نے اپنی اے ڈی پٹی بارہ فیصد رکھا ہے۔ ریونیو اخراجات چھبیس فیصد ہیں۔ چار ہزار نئی آسامیاں ہم نکال رہے ہیں۔ اس کی نصف تعلیم کے شعبہ میں نکالی جا رہی ہیں۔ اور ہمارا ہدف اگر آپ دیکھیں دو سو پرائمری اسکول کھولنے کا پروگرام اس کے علاوہ لڑکوں اور لڑکیوں کے مڈل اسکولوں کو ہائی اسکول کا درجہ دینے اور انٹر کالجز کھولنے کا پروگرام ہے۔ علاوہ ازیں مسجد اسکول کھولنے کی تجاویز شامل ہیں۔ جناب والا! آپ فکری سنیں کہ ہمارے کتنے بچے تعلیم پارہے ہیں۔ پرائمری اسکولوں میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ بچے اور پچیسواں زیر تعلیم ہیں۔ مڈل اسکولوں میں ایک لاکھ بائیس ہزار بچے پچیسواں جبکہ ہائی اسکولز میں تقریباً ایک لاکھ بچے پچیسواں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انٹر کالجز میں تیرہ سو کے قریب ہیں اگر اس سے ذرا اوپر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ ایک یونیورسٹی ہے جو حال ہی میں بنی ہے۔ ایک

وہ ایک دوسرے کو ماریں اور اپنے آپ کو ختم کریں۔ ہم سب آپ کا تعاون چاہتے ہیں
 آئیے ہم سب بلکہ ان پر وفاقی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ جینوا ایکارڈ پر یورپ سے
 لیٹر اینڈ اسپرٹ (Letter and spirit) کے ساتھ عمل درآمد کیا جائے۔ افغان
 مہاجرین کو ان کے ٹیمپوں تک محدود کیا جائے اور ان کو راشن ملے لیکن کلاشن کوف
 بندوقین، رائفلس اور گولیاں دینا بند کیا جائے اور امریکہ افغانوں کو افغانوں سے
 لڑوا کر مروائے۔ اگر امریکہ امداد دینا چاہتا ہے تو ان کے ترقی کے لئے دے۔
 میں لاوا اینڈ آرڈر کے حوالے سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں جس طرح برام منسٹر نے کہا
 تھا کماصل اسٹیج افغان دار کی اب آئی ہے اور پھر سے افغان مجاہدین کو اسلحہ دینا شروع کر دیں
 تو پھر شاید یہ جنگ سرحد سے کود کر اس طرف بھی آسکتی ہے لہذا یہ بہت اہم مسئلہ
 ہے جس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے آپ سب کا
 تعاون چاہتا ہوں کیونکہ پچھلے دور میں دیکھا گیا ہے کہ امریکہ نے کبھی بھی کسی سے دوستی
 نہیں کی وہ صرف اپنے (Geo-political) جیو پولیٹیکل مفادات سے دوستی کرتا ہے
 جہاں بھی ضرورت ہوئی اس نے رنگ بدلا ہے۔ جناب والا! اس مسئلہ پر توجہ دینے
 کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر۔ پیپلز پارٹی کے ایک معزز رکن نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے
 لینڈ فار لینڈلس (Land for Landless) یعنی زمین برائے بے زمینان
 میں یہ کہنا چاہتا ہوں جو زمین سٹیبل شدہ ہے بیہودہ یا بلا بیہودہ یہ لوگوں کی روایتی
 ملکیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں بلوچستان کی ایک اونچ زمین بھی خالی نہیں جو کسی کو الاٹ
 کی جاسکے۔ بنجر ہو یا بیہودہ و بلا بیہودہ یہ تمام زمین قبائل کی اپنی روایتی ملکیت
 ہے۔ اگرچہ قبائل کی زمین بنجر سمجھ کر بھی کسی کو الاٹ کر دی جائے اور یہ سمجھا جائے

نے اپنے وسائل میں رہتے ہوئے رکھے۔

جناب والا! اب میں زراعت کے شعبہ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے انوس ہے کہ میرے ساتھی جو چلے گئے ہیں اس محکمہ کے سابقہ منسٹر بھی رہے ہیں شاید ان کی تسلی کے لئے نہیں تو کم از کم ان کی رہنمائی میں لے لیتا۔ حکومت اس بات سے مکمل آگاہ ہے کہ اس شعبہ کی ترقی لازم ہے۔ رقبہ کے اعتبار سے ہمارا صوبہ ملک کا بیالیس فیصد ہے چونتیس ملین ہیکٹر رقبہ میں سے صرف آدھے ملین ہیکٹر پر کام ہوتا ہے اور باقی سیلابہ پر دار و مدار ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں گیا۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں جب پینچٹ بن رہا تھا میں نے دیکھا تعلیم صحت پینے کے پانی کے بعد تہجیات کے باوجود میں اپنے شعبہ کے لئے یعنی اپنی وزارت کے لئے معوزوں جنگ نہ لڑ سکا۔ کل پینسٹھ ملین روپے بجٹ میں مختص ہیں جس میں سے کچھ ہم پڑانے کاموں پر خرچ کریں گے ہمارے ایک فاضل دوست نے کہا اور یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ ایگریکلچر میں کوئی خاص اسکیم نہیں رکھی گئی اگرچہ وہ موجود نہیں تاہم میری بات ان تک پہنچ جائے گی انہوں نے فرمایا نصیر آباد ڈویژن کیلئے موجودہ سال کے اے ڈی پی میں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ یعنی کوئی نئی اسکیم نہیں آن فارم مینجمنٹ اور رہائش اور امپروومنٹ آف گورنمنٹ فارم نصیر آباد اس کے علاوہ آئل سیڈ پراجیکٹ جو اچھا نکلتا ہے یا بڑا نکلتا ہے وہیں پر ہے۔ جناب والا! یہ تیس کروڑ کا فیڈرل ایڈڈ کی امداد سے چلنے والے پراجیکٹ اوسٹہ محمد میں مارچ کے مہینے میں مکمل ہو جائے گا یہ نصیر آباد میں سب سے بڑا پراجیکٹ ہے اور تریسٹھ کروڑ کا ہے اس پر نصیر آباد میں کام ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر! میرے دوست نے کہا تھا کہ اپریل اسپرے کا کام نہیں ہوا وضاحت کے لئے عرض کروں گا کہ اپریل اسپرے پچھلے دو سال سے نہیں ہو رہا۔ پہلے یہ فیڈرل

حد تک دیسٹریچ گائیڈ لائن ہم نہ پہنچا سکے اس میں ترغیب کی ضرورت ہے اس میں اگرچہ پیسہ کی ضرورت نہیں۔ جناب والا! ہمارے ایکٹیشن شعبہ کا ڈھانچہ مکمل ہے۔ فیڈرل آفیسرز ہیں اور میرے ساتھی اس کے لئے کام کر رہے ہیں۔ زمینداروں کو کسی حد تک دیسٹریچ اور رہنمائی ہم پہنچا رہے ہیں۔ جیسا میں نے کہا اس میں پیسہ کی انوالو منٹ (Involvement) کی ضرورت نہیں۔ وقت گزرتا جا رہا ہے لیکن بات مجھے بغیر نہیں رہ سکتا فیکر نہ کا سہارا لیتے ہوئے عرض کروں گا۔ روڈز کا تذکرہ ہوا کہ ۸۹۰۰ میل شکل روڈز ہیں۔ عوامی جمہوری حکومت کی خواہش تھی کہ تمام شکل روڈز چکے ہو جائیں تاہم وسائل صرف اس قدر تھے کہ سو میل پکا اور سات سو میل شکل روڈز کے لئے پیسہ رکھا گیا ہے اس پر اعتراض ہو گا کہ یہ بہت زیادہ ہے۔ چونکہ میں مائننگ انجینئر ہوں۔ روزی اسی سیکٹر سے کہتا ہوں۔ میری بات منزل سیکٹر کے متعلق ہے۔ اور میرا تعلق بھی اسی شعبہ

ہے وہ ہے سینڈیک پراجیکٹ ایک زمانے میں یوگوسلاویہ اور وولڈ بینک کے تعاون اور کنسورشیم سے مل کر پاکستان نے منصوبہ بنایا کہ ہم اس پراجیکٹ کو شروع کریں گے۔ ایک پلانٹ کریں گے لیکن اب ہم سن رہے ہیں یہ پراجیکٹ بیک آؤٹ ہو گیا۔ لیکن چاہنا اور وولڈ بینک اس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا نہیں کہتے لیکن یہ ہماری محیثت کا ایک اہم ستون ہے اور میں یہ مسئلہ اس معزز ایوان کی وساطت سے فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچانا چاہتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ اسے فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچایا جائے۔ جناب والا! لوگوں کے لئے کالونیز بنائی گئیں لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوئے۔ لیکن اس منصوبہ کو شروع نہیں کیا گیا ہے۔ صوبائی حکومت خود نہیں کر سکتی۔ لیکن اس میں دلچسپی لینا ضروری ہے۔ جناب اسپیکر اس سے جو رویہ نیا آئے گا وہ صوبہ کی ترقی کے لئے مددگار ثابت ہو سکے گا۔

جناب والا! جس طرح میں نے پہلے عرض کیا۔ سوئی ڈگس کے بارے میں سب کہتے ہیں یہ خالہ جی کا گھر ہے۔ ہمارا مال ہے لیکن جہاں تک دریاؤں کے پانی کا تعلق ہے تو پنجاب کہتا ہے یہ میرا ہے سرحد کہتا ہے چونکہ یہ میرے علاقے سے گذر رہا ہے اس لئے پانی میرا ہے۔ سندھ کہتا ہے۔ پانی سمندر میں بہا دیں گے لیکن کھسی کو نہیں دیں گے۔ جناب والا! یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ پٹ فیڈر کا معاملہ جس طرح ایوان زراعت میں اٹھایا گیا ہے ہم نے دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ بھی اٹھایا۔ متعلقہ لوگوں یعنی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہم نے یہ مسائل اٹھائے ہیں۔

جناب اسپیکر! جہاں تک روڈز کا تعلق ہے تو میں کہتا ہوں کہ روڈز ہماری

آرٹریز (arteries) یعنی شریانوں کی مترادف ہے ان پر پلوگ (Plogue) جہم گیا ہے اور یہ آرٹریز اب بالی پاس (Bypass) مانگتی ہیں لیکن آپ دیکھیں تو معلوم ہو

جناب والا! میں تقریباً کچھ طویل کروں گا تو میرے پاس کچھ تنقیدی پوائنٹس ہیں۔ اور امید ہے یہ تنقید متعیر کے لئے ہے۔ تخریب کے لئے نہیں۔ اس امید کے ساتھ دوسروں کے ذہن کے ذریعے نہیں۔ بلکہ جو کچھ میں نے عموماً کیا ہے وہی ہے کہ اس بجٹ پر تنقید کروں۔ شاید میری تنقید سے کچھ نہ کچھ حاصل ہو۔ جناب والا! بات خراب نہ ہو یہ بڑے دکھ کی بات ہے۔

مجھ کو آبرو اور تجھ کو محراب کی ضد
یہ سارا جھگڑا اس نازک خم کا ہے

میں وفاق کا ذکر کرتے ہوئے چند چند شخصوں کا ذکر کرونگا جن کے سلسلے میں وفاق نے ہمارے حقوق لینے کی کوشش کی ہے اور انہیں دینے سے وفاق نے انحراف کیا ہے۔ سب سے پہلے میں بجلی کا ذکر کرتا ہوں اور میں یہاں آئین کا سہارا لوں گا دفعہ ۱۵۷ - سی

Electricity. 157.(1).....

(2) The Government of province may -

Lay transmission lines for use within the province;

جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے یہ کام تو ہمارا تھا لیکن اب اس معاملے میں وفاق اتنا آگے بڑھ چکا ہے وہ ہماری سفارشات بھی نہیں مانتا ہے۔ جتنے بھی ممبران بیٹھے ہیں انہوں نے بجلی کا ذکر کیا ہے یہ ہماری ترجیحات ہیں ان کو بجلی ملے خاندان کا ذکر ہوا اس کو بجلی ملے مگر مرکزی حکومت نے اسکو رد کیا میں ایک اور بات کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ گیس کا مسئلہ تھا جہاں گیس کا ذکر آتا ہے میں پڑھتا ہوں

باہر بھی ان لوگوں سے درخواست کروں گا۔ کہ ان حالات سے بہتر طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے جنہیں ہے کہ وہ تمام لوگ جو اس سٹی سے محبت رکھتے ہیں۔ اور یہاں سے دکھ سکھ شامل ہیں۔ انہیں یہاں رکھنے والی تمام قومیں دل سے قبول کریں گی۔ اور ہم میں یہ پائی جانے والی بے بیانی ہے ہمیشہ کیلئے دور کریں گے۔

جناب والا آخر میں آپ کا اور آپکے توسط سے اپنے دیگر دوستوں کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے کافی دیر تک میری بات سنی اور ہمارے وہ دوست جنہوں نے میری تقریر نہیں سنی امید ہے کہ اعتبار میں پڑھ لیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- سعید احمد حاشمی کے بعد اب ہمارے آخری مقرر ہیں جام یوسف صاحب! اگرچہ کافی وقت گزر چکا ہے اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ تو ضرور کہیں۔

جناب والا! ایک اور گزارش! اس بجٹ میں دیا گیا ہے کہ مختلف ادارے ہیں۔ مثلاً برلان انٹرنیشنل، یہ کس قسم کے ادارے ہیں۔ آیا ان میں ہمارا حصہ آیا ان کو ہم نے رقم دی ہے یہ کس اصول کی بنیاد پر ہے یہ ہم رقم ان سے وصول کر رہے ہیں۔ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم سود نہیں دیتے۔ پھر ہم یہ انوسٹمنٹ کر کے سود لیتے ہیں۔ میں اس کا آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے جواب چاہوں گا کہ ان اداروں میں ہماری کس قسم کی انوسٹمنٹ ہے؟

جناب اسپیکر! زراعت ہمارے صوبے میں معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ زراعت صرف پنجاب کی نہیں ہے۔ بلکہ بلوچستان کی اور پھر سارے پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ کیونکہ بلوچستان کے اکثر لوگ بھی اس شعبے سے وابستہ ہیں۔ لیکن زراعت کے لئے سبسڈی نہیں رکھی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ زراعت میں جس طرح پہلے کھاد آلات زراعت پر سبسڈی دی جاتی تھی اب بھی ضروری جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیپسم کا کارخانہ سبی میں لگا ہے جہاں جیپسم پیس کر کے ملک کے مختلف حصوں کو بھیجا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے کوئٹہ کی طرف اس کی پیداوار نہیں آتی ہے۔ دیگر صوبوں کی طرف چلی جاتی ہے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ہماری لوکل پروڈکٹ ہے۔ کسی اور صوبے میں آپ سبسڈی نہیں دے سکتے ہیں تو اس میں ہمیں نہیں دیدیں۔

جناب والا! بلوچستان میں مالداروں کی بہت سے لوگوں کا پیشہ ہے اکثر ہمارے پادندے لوگ اس شعبے سے منسلک ہیں لیکن جو ہمارے پادندے بھائی ہیں سردی میں کچھی اور میدانی علاقوں میں چلے جاتے ہیں اور گرمیوں میں پھر اوپر سرد علاقوں

ہمیشہ مستقل بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کریں گے۔ میں اس ضمن میں اس ایوان سے باہر بھی ان لوگوں سے درخواست کروں گا۔ کہ ان حالات سے بہتر طور پر فائدہ اٹھایا جائے بغیر ہے کہ وہ تمام لوگ جو اس سٹی سے محبت رکھتے ہیں۔ اور یہاں سے دکھ سکھ شامل ہیں۔ انہیں یہاں رکھنے والی تمام قومیں دل سے قبول کریں گی۔ اور ہم میں یہ پائی جانے والی بے چینی ہے ہمیشہ کیلئے دور کریں گے۔

جناب والا آخر میں آپ کا اور آپکے توسط سے اپنے دیگر دوستوں کا نہایت مشکوہ ہوں کہ انہوں نے کافی دیر تک میری کامیات سنی اور ہمارے وہ دوست جنہوں نے میری تقریر نہیں سنی امید ہے کہ اخبار میں پڑھ لیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- سعید احمد حاشمی کے بعد اب ہمارے انگریزی مقرر ہیں جام یوسف صاحب! اگر چہ کافی وقت گزر چکا ہے اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ تو ضرور کہیں۔

جام میر محمد یوسف :- وزیر صنعت و مرمت۔ جناب والا! واقعہ اب وقت کافی ہو چکا ہے اور جہاں تک میرے دوستوں نے بخت بھجوبخت اور تقریریں کی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس بار سے میں کچھ کہوں بھی تو سمجھوں گا کہ جتنے دوست اور معزز اراکین یہاں بیٹھے ہیں وہ کچھ نہ کچھ اس پر کہہ چکے ہیں۔ اس موقع پر اپوزیشن والے بھی ہوتے ہیں جو کچھ اظہار خیال کرتا وہ بھی سن لیتے آخر میں سعید صاحب نے جس طرح اپنی تقریر کو وائسڈ اپ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب مجھے کوئی ایسا پہلو نظر نہیں آتا جس پر میں کچھ کہوں لیکن میں صرف اتنا کہوں گا کہ مرکز کا جو رویہ بلوچستان کے ساتھ ہے اور ہمیں مجموعی طور پر اور صورت میں جو رویہ اخبار اور پریس کالموں میں نظر آتا ہے اور جہاں تک میں نے محسوس

تھی اسے وفاقی حکومت ہماری صوبائی حکومت کو دے۔ لہذا میں وفاقی حکومت اس معزز ایوان کی وساطت سے احتجاج کرتا ہوں۔ جناب والا! اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر میں حزب اختلاف میں بیٹھا ہوں تو چیز میرے دماغ میں آئے یہاں صرف تنقید برائے تنقید کروں میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔ ڈیفیٹ فائینسنگ کے بارے میں سلیمنٹری بجٹ برائے سال ۱۹۸۸ء ۸۹ پر بات ہو رہی تھی اسی حوالے سے میں نے پانچ کروڑ بیس لاکھ کی بات کی تھی میرا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ ہم پھیانے کو روک کر قرض ادا کریں گے نہ سود لیں گے اور نہ سود دیں گے۔ لیکن دوسری طرف انہوں نے یہ رقم اس مقصد کے لئے رکھی تھی۔ دوسری طرف وہ سود دینے سے انکاری ہیں۔ اور پانچ کروڑ ڈیٹ سروسز (Debt services) کے لئے ڈیمانڈ کے لئے ہیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جہاں پراونشل گورنمنٹ نوے ہزار لوگوں کو روزگار مہیا کرتی ہے یہ سب نان ڈیولپمنٹ اپکسینڈ پیجر میں کٹوتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمیشہ اپنے بجٹ میں اتنی بڑی رقم اس میں آپ رکھتے ہیں۔ جناب والا! آپ یہ رقم کسی ترقیاتی منصوبہ میں لگائیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم پیسہ کہاں سے جنریٹ کریں گے۔ یعنی صوبائی حکومت اس کا انتظام کہاں سے کرے گی میری تجویز ہے کہ صنعتیں لگا کر روزگار کے مواقع پیدا کریں۔ میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ قابل تقسیم پول ٹیکسز (Pool Taxes) جو یہاں آتا ہے لیکن جب ہم مطالبہ کرتے ہیں تو فیڈرل گورنمنٹ نے جس طرح ڈائمنٹ بیس میں بتایا ہے کہ یہ تعین کرنا فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی پر منحصر ہے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ صوبائی حکومت سے محاذ آرائی ہو یا صوبائی حکومت کی فیڈرل حکومت سے محاذ آرائی ہو لیکن عوام کو ترقیاتی منصوبوں میں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ عوام کی فلاح و بہبود کی مدد کے لئے جتنی رقم درکار ہو

(Victoria) دکتوریہ دور کہیں۔ جس میں بڑی کچھلی چھوٹی کو ختم کر دیتی تھی۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں۔ آج کے اس ماڈرن اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں آپ نے دیکھا ہوگا اور محسوس کیا ہوگا اور انٹرنیشنل سطح پر پولیٹیکل انٹرنیشنل ریلیشن میں ان میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا (Concept) ہیں اس کے کچھ طریقہ کار ہیں یہ جو اس حد تک تھیں۔ فرسودہ تھیں جن کو عقلاً سماج اور معاشرہ قبول نہیں کرتا تھا اس وقت کے معاشرے میں اور آج کے معاشرے میں بڑا فرق محسوس ہوتا ہے۔ اس وقت معاشرے میں جو بڑا فرق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۵ میں جو ڈپلومیسی تھی یعنی ایک حد تک جس طرح فائنٹ طبقہ تھا جس نے اپنی ڈپلومیسی اور پاور دوسرے ممالک میں رائج کرنے کیلئے اپنا پروپیگنڈہ کیا یہاں میں نے جو محسوس کیا کہ پاکستان بڑا کاسٹنگ کارپوریشن اور ٹی ڈی اور دوسری چیزیں جو کروا کر ادا کر رہی ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرے چھوٹے صوبوں کو کس طرح نظر انداز کیا جائے ان کی پامالی کی جاسکے جو صوبے ان کے ساتھ نہ چل سکیں یا وہ صوبے جو متفقہ لسٹ یعنی کنکریٹ لسٹ میں اپنے مطالبات مانگتے ہیں۔ اگر ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اور اگر تسلیم نہیں کرتے اور اپنا حق مانگتے ہیں تو فیدریشن مجھے کہ آپ ہم سے نہیں جب تک آپ گھنٹوں کے بل پر چلیں تب وہ نہ مانیں گے۔ جناب والا! ایسی شرائط صرف ۱۹۴۵ء میں تھیں بلکہ وہ ڈپلومیسی اگر کسی طرح اپنے ریڈیو اور ٹی وی کے اندر مہیا کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ ان کی غلط فہمی ہوگی۔ جس طرح ہمارے خصوصی مطالبات ہیں چاہے وہ درست یا غلط ہیں۔ پاکستان کے ۱۹۷۳ کے آئین میں یہ وفاق تھا۔ جو قدم ہم نے اٹھایا بلوچستان کے مفاد کیلئے وہ مفاد بلوچستان کے ہر فرد کا ہے جس کا بلوچستان سے واسطہ ہے جب اپنے مطالبات فیدریشن سے مانگنے کیلئے تیار تھے۔ جو ۱۹۷۳ کے دستور کے تحت وہ گارنٹی دیا کہ چھوٹے صوبوں کو فیدریشن اسکی پابند ہے فیدریشن پر پاکستان کے ۱۹۷۳ اور آئین نے جو ڈیوٹی عائد کی

میں لمبی چھٹوری لسٹ لیکر نہیں آیا۔ تعلیم کے شعبہ میں وہاں گورنر کالج کے لئے گنجائش رکھی جائے۔ گورنر کالج کا قیام ہمارا سب سے بڑا پرالیم ہے۔ جناب والا! ساتھ ہی پنجگور انٹر کالج کو ڈگری کالج بنایا جائے۔

دوسری اہم بات ہمارا بیٹے کے پانی کی فراہمی کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! اس کے لئے گاؤں گاؤں واٹر سپلائی اسکیم ہونا چاہیے لہذا میں درخواست کروں گا۔ کم متعلقہ نمائندوں سے پوچھ کر ان کی رائے لیکر وہاں پانی بہم پہنچانے کا فوری انتظام کیا جائے آپ کی مہربانی ہوگی۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ نواب اسلم رئیسانی صاحب

نواب محمد اسلم رئیسانی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر۔ شکریہ جناب والا! بجٹ پر کچھ دنوں سے باتیں کی جا رہی ہیں۔ معزز اراکین نے اپنی آراء بھی دی ہیں، میں سمجھتا ہوں انہوں نے کچھ نہیں چھوڑا۔ بہر حال میں معزز ایوان کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ بجٹ کا لفظ ایسا فسوس ہوتا ہے۔ جیسے بوجھ۔ یعنی یہ بوجھ حکومت اور حزب اختلاف دونوں اپنے کندھوں پر اٹھاتے لیکن یہیں سرسبز نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس بوجھ کو اٹھانے کے معاملے میں اور صوبائی حکومت نے خود ہی یہ بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے۔ بہر حال اچھا یا برا۔ میں کچھ نہیں کہوں گا لیکن اچھا تو اس وقت ہوتا ہے۔ جب آدمی حزب اختلاف۔ حزب اقتدار اور آزاد اراکین یا جتنے بھی ملتے ہیں ان سب کو مد نظر رکھتا ہو۔ اور تقسیم مساوی ہو۔

فدا ہمارے ساتھ ہے تو اللہ اللہ فتح ہماری ہوگی۔ دشمن جتنا بھی چاہے اگر ہمارے پروانوں کو پامال کرے ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے اور اپنے حقوق لیکر رہیں گے تھینک یو۔

مسٹر اسپیکر۔ (تالیان)

جنتاب اسپیکر۔ ۱۔ اسمبلی کی کارروائی مورخہ چوبیس جون ۱۹۸۹ء صبح دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(رات نو بجے پینتالیس منٹ پر اسمبلی کا ۱۱ بجاس مورخہ ۲۴ جون ۱۹۸۹ء (شنبہ) صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)۔